مسلمان بچیوں کے لئے ماہوار رسالہ

بنات

حضرت علامہ راشد الخیری رحمتہ اللہ علیہ

نے

سنہ ۱۹۲۶ء میں جاری کیا

ایڈیٹر

رازق الخیری

چندہ سالانہ پیشگی دو روپے بذریعہ وی۔ پی دو روپے چار آنے فی پرچہ ۳ر

مقام اشاعت:۔ دفتر عصمت (متصل ملا پارسی گرلز اسکول) کراچی ۳

کیا آپ کا سال خریداری ختم ہو چکا ہے؟

آپ کو یاد ہوگا کہ ستمبر ۱۹۴۶ء میں آپ نے کہ مہینہ میں بنات کو سالانہ چندہ دیا تھا۔ اگر ستمبر اکتوبر نومبر یا دسمبر یا جنوری ۱۹۴۷ء میں منی آرڈر کے ذریعہ چندہ بھیجا یا وی۔پی وصول کرکے چندہ دیا تھا۔ تو آپ کا سال ختم ہو چکا ہے اسلئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ آئندہ سال کے لئے سالانہ چندہ دو روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔

آپ کو معلوم نہیں کہ اس تین ماہ کے عرصہ میں ہمیں کتنا زبردست مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ نہ صرف چندہ بھیج کر بنات کی مدد کیجئے۔ بلکہ اپنی سہیلیوں کو بھی بنات کی خریداری کی ترغیب دیجئے اور ان کا چندہ بھی منی آرڈر کے ذریعہ بھجوائیے۔

مینیجر بنات۔ دفتر عصمت۔ کراچی ۳

124076
6.7.95

تبدیلی پتہ سے فوراً مطلع کیجئے

عصمت، بنات، جوہر نسواں، کے بہت سے خریدار جو دلّی اور مشرقی پنجاب میں تھے۔ ستمبر اکتوبر نومبر کے مہینوں میں پاکستان میں آگئے ہیں۔ اُن کو تینوں رسالے اُن کے سابقہ پتوں پر جو ہمارے دفتر میں درج ہیں۔ فی الحال نہیں بھیجے جائیں گے۔ ان کے علاوہ ان رسالوں کے اور بھی کئی سو خریداروں کے پتے ان تین مہینوں میں بدل گئے ہوں گے۔

"بنات" کے جو خریدار ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے گئے ہیں نہ صرف اپنے پتے جلد سے جلد خریداری نمبر کے حوالہ سے ہمیں خط لکھ کر درست کرالیں۔ بلکہ ان کے علم میں عصمت، بنات، جوہر نسواں کے جو جو خریدار پاکستان آگئے ہیں یا اور کسی مقام پر چلے گئے ہیں۔ اور اُن کا پتہ بنات کی بچیوں کو معلوم ہو وہ مہربانی کر کے ان سے کہدیں یا انھیں لکھ دیں کہ ہمیں تبدیلی پتہ کی اطلاع جلد سے جلد خریداری نمبر کے حوالہ سے دیدیں۔

مینیجر بنات۔ دفتر عصمت کراچی ۳

رسالہ بنات کراچی

اکیسواں سال | دسمبر ۱۹۴۷ء | جلد ۲۱ نمبر ۱۲

فہرست مضامین

بنات کا چندہ

اب دو روپیہ سالانہ ہے

بنات کے خریداروں کو معلوم ہے کہ نہ تو بنات میں اشتہارات ہوتے ہیں۔ نہ اسے کسی کی سرپرستی یا امداد کا فخر حاصل ہے۔ اس کی ساری آمدنی صرف خریداروں کا چندہ ہے اور ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) سالانہ چندہ میں بنات کو کئی سال سے نقصان ہو رہا ہے اب جو دفتر کراچی آیا ہے تو یہاں چھپائی وغیرہ کا نرخ دلی کے مقابلہ میں ڈیڑھ گنے سے بھی زیادہ ہی ہے۔ ایسی حالت میں پرچہ کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ کم سے کم دو روپیہ چندہ کر دیا جائے

بنات کو نقصان سے بچانے کے لئے پچھلے تین سال میں کئی ہمدرد بہنوں کی یہ تجویز تھی کہ چندہ میں آٹھ آنے بڑھا دیئے جائیں بلکہ بعض درد مند لڑکیاں تو تین روپے چندہ تک دینے کو تیار تھیں۔ لیکن ہم نے اس خیال سے دلی میں چندہ نہیں بڑھایا تھا کہ بہت سی غریب بچیاں زیادہ چندہ نہ دے سکتی تھیں۔ لیکن کراچی میں چونکہ بہت زیادہ لاگت پرچے پر آتی ہے اور اس وقت ہم میں مالی نقصان اٹھانے کی ذرا بھی سکت نہیں ہے اس لئے تمام خریدار براہ مہربانی نوٹ کر لیں کہ اب

بنات کا چندہ سالانہ پیشگی دو روپیہ ہے۔

اور یہ دو روپیہ چندہ منی آرڈر کے ذریعہ ہے۔ وی پی سوا دو روپے کا بھیجا جائے گا۔

منیجر بنات دفتر عصمت متصل پارسی گرلز اسکول کراچی

ہماری باتیں

مجھے کب اور کیوں دلی سے ہجرت کرنے اور کراچی آنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ بیوی بچوں اور چھوٹی بہن کے ہمراہ کس طرح دلی سے یہاں پہنچا۔ صادق میاں کو کیوں یہ لکھنا پڑا کہ وہ پانسو کی ملازمت اور مال و اسباب چھوڑ کر ہوائی جہاز سے فوراً یہاں آئیں۔ اور جب وہ یہاں پہنچے تو دلہن اور بچوں کو کس حال میں دیکھا۔ بڑی ہمشیرہ راشدہ بیگم صاحبہ اور ان کا تمام خاندان دنیا بھر کی کوششیں کر لینے کے باوجود اس وقت تک کیوں نہ نکل سکا۔ کیسی کیسی قیمتی چیزیں ضائع یا نذر آتش ہوئیں۔ دفتر کے کیسے کیسے شریف اور قابل ملازم مارے گئے۔ یا لاپتہ ہیں۔ دفتر کا سارا کام چوپٹ ہو جانے سے کتنا زبردست مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ دلی پر کیا قیامت ٹوٹی اور دلی والوں پر کیا بیتا پڑی۔ یہ داستان بہت طویل اور درد انگیز ہے۔ اور آئندہ کبھی بیان کی جائے گی۔

عصمت اور اس کے ساتھ بنات اور جوہر نسواں اردو کے وہ رسالے ہیں جو باقاعدگی اشاعت اور پابندی وقت کے لئے ضرب المثل تھے لیکن دلی میں وہ حشر برپا ہوا کہ ستمبر میں ان رسالوں کی اشاعت کسی طرح ممکن نہ تھی۔ اکتوبر کے عصمت و جوہر نسواں اور دسمبر کے بنات کی لکھی ہوئی کاپیاں اور چند پھٹے کٹے آدھے پونے رجسٹر لے کر ہزاروں دقتوں کے بعد دفتر کے ایک صاحب جب یہاں پہنچے تو نومبر میں کراچی سے بنات شائع کیا گیا۔ بناتی لڑکیوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ رسالوں سے مجھے کوئی مالی فائدہ نہیں ہوا معاش کا ذریعہ کتابیں ہیں۔ اور عصمت بک ڈپو کی تقریباً دو سو مطبوعات میں سے جن کے اسٹاک سے تین کمرے بھرے ہوئے تھے۔ ایک کتاب بھی سارے جہان کی کوششیں ختم کر لینے کے بعد یہاں نہ آ سکی مکانات جو شروع ستمبر میں فروخت ہو جاتے ان کا ذکر ہی فضول ہے۔ جو روپیہ ساتھ لایا تھا ستمبر میں ختم ہو گیا مختصر یہ

کراچی سے رسالے شائع ہونے شروع ہوئے تو نہ ضروری کاغذات پاس تھے نہ ... کراچی آنے سے پہلے جو پروگرام تھا وہ درہم برہم ہو گیا مگر ہمت نہ ہاری کہ ...

بناتی لڑکیاں اور بچیاں اب ان چند باتوں کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں۔

(۱) عصمت، جوہر نسواں، بنات بجائے دلی کے کراچی نمبر ۳ سے شائع ہوں گے۔ لہذا مضامین خطوط منی آرڈر وغیرہ یہاں کے پتہ پر آنے چاہئیں۔

(۲) چالیس برس کے ریکارڈ میں سے کوئی چیز کراچی نہ آ سکی اس لئے ... پرچہ کسی قیمت پر نہیں مل سکتا۔ (۳) دلی مشرقی پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے مقامات سے جو خریدار پاکستان آ گئے ہیں یا ہندوستان کے اور کسی حصہ میں چلے گئے ہیں وہ خریداری نمبر کے حوالہ سے خط لکھ کر جلد اپنا پتہ تبدیل کرا لیں۔ تاکہ ان کا رسالہ ان کے سابقہ پتے پر جا کر ضائع نہ ہو اور اس سے دفتر کو نقصان نہ پہنچے آپ کی ملنے والیوں اور سہیلیوں میں جن کے پتے تبدیل ہو گئے ہیں۔ انھیں مطلع فرما دیجئے کہ دفتر کو خط لکھ کر پتہ بدلوا لیں۔

(۴) جن خریداروں کا سالانہ خریداری ختم ہو چکا ہے وہ منی آرڈر کے ذریعہ سالانہ چندہ کراچی نمبر ۳ کے پتہ پر روانہ فرما دیں اور چونکہ ہم اس وقت سخت مالی مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے منی آرڈر بھیجنے میں تاخیر نہ کریں (۵) بناتی لڑکیوں کو پچھلے سات آٹھ سال کے عرصہ میں کسی قسم کی تکلیف نہیں دی گئی لیکن اس وقت وہ اپنی ملنے والیوں کو رسالہ کی خریداری کی ترغیب دیں ایک ایک دو دو نئے خریداروں کا چندہ منی آرڈر کے ذریعہ بھجوا کر اپنے پرچہ کی مدد کریں۔

دلی اور مشرقی پنجاب کی بربادی اور تباہی کے حالات شائع کرنے کا خیال ستمبر میں بعض دوستوں پر ظاہر کیا تھا اور اس سلسلہ میں میرے پاس چند مضامین آئے بھی ہیں۔ اگر آپ پر بھی کچھ بیتا پڑی ہے تو مختصر داستان قلمبند کر کے بھیجئے۔

سُچریتا

اگلے زمانہ کا قصہ ہے۔ شہر میں ایک مالدار رہتا تھا۔ اس کی تین لڑکیاں تھیں۔ ایک روز وہ شکار کیلئے جنگل میں چلا گیا۔ شکار تو نہ ملا، لیکن اسی کو شکار ہونے کی نوبت آگئی ایک شیر جنے اس پر اچانک حملہ کر دیا۔

"ارے مجھ پر رحم کھا! رحم!!" مالدار نے گڑگڑا کر کہا "میں گھر جاتے ہی تجھے منہ مانگی اچھی سے اچھی چیز کھانے کے لئے دونگا لیکن مجھے زندہ چھوڑ دے!"

بھاگتے کے پیچھے کون بھاگتا ہے؟ ہاں البتہ ایک شرط پر تجھے زندہ چھوڑ سکتا ہوں۔ وہ یہ کہ گھر پہنچتے ہی پہلے جو چیز نظر آئے گی وہ مجھے لاکر دینا منظور ہے؟

"منظور" مالدار نے کہا

منظور نہ کرتا تو کیا کر سکتا تھا۔

"لیکن خیال رہے، تو نے اگر اپنا وعدہ پورا نہ کیا تو تیری کوئی بات نہ سنوں گا اور تجھے اپنا لقمہ بنا کر دم لوں گا!"

پریشانی کے عالم میں دولت مند اپنے گھر آیا، اسے گمان تھا کہ کوئی نہ کوئی معمولی سی چیز نذر کر کے چھٹکارا پا لوں گا لیکن گھر میں قدم رکھتے ہی اس کی پہلی نظر اس کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی پر پڑی، وہ گھبرا سا گیا۔ مجبوراً اس نے تمام قصہ اپنی بیوی سے بیان کیا۔ اس نے کہا فکر کی کیا بات ہے؟ لیجائیے یہ کتا! شیر کو کیا علم ہوگا کہ آپ کے سامنے پہلے پہل آپ کی بیٹی ہی آئی!"

وہ کتا لیکر روانہ ہوا لیکن شیر دور ہی سے دیکھ غرایا اور کہنے لگا "مجھے دھوکا دیتا ہے؟ اپنی تیسری لڑکی مجھے لادے ورنہ ابھی تجھ پر ہاتھ صاف کرتا ہوں!"

مالدار گھبرا گیا، اور اسی گھبراہٹ میں اپنے گھر آیا، اپنی بیوی سے ذکر کیا، اس لڑکی کا نام "سچریتا" تھا۔ سچریتا باپ نے ساتھ جانے کے لئے خوشی سے رضامند ہوگئی اس کو ساتھ لے کر وہ مالدار بہ مشکل گھر سے روانہ ہوا۔

لیکن خوبی قسمت کہ شیر نے اسے لقمہ نہ بنایا، بلکہ اٹھا کر چل دیا۔ دور تک جانے کے بعد دونوں ایک طلسماتی غار میں چلے گئے، اندر داخل ہوتے ہی انھیں ایک راج محل دکھائی دیا، وہ بہت ہی خوبصورت تھا۔

سچریتا بولی "کس کا یہ راج محل ہے؟"

"تیرا ہی" شیر بولا

شیر نے تمام راج محل کی سیر کرائی، زریں لباس قیمتی زیور پہنائے اور لذیذ کھانا کھلایا۔ وہاں تمام ضروری چیزیں جادو کے ذریعہ آسانی سے ملتی تھیں۔ شیر اس کے ساتھ نہایت محبت سے رہنے لگا۔

ایک روز وہ صبح سویرے ہی چوٹی کنگھی کر رہی تھی کہ ایک ننھا سا خوبصورت پرندا اڑتا ہوا آیا اور اس کی سونے کی کنگھی پر بیٹھ گیا پھر اس نے ایک موم بتی روشن کی سچریتا کو یہ دیکھ کر اچنبا ہوا، اس نے شیر سے پوچھا۔

"اس کا کیا مطلب ہے؟"

"مطلب یہ ہے کہ کل تیری بڑی بہن کی شادی ہوگی"

شبیر نے کہا

"تو کیا مجھے اس مبارک تقریب میں شریک ہونے کا سنہری موقع نصیب ہو گا؟"

"ہاں ہاں بخوشی شریک شادی ہو سکتی ہو، بلا غرض سے جادو کا ہوائی گھوڑا لو، اور اسی پر سوار ہو کر چلی جاؤ۔ لیکن اتنا خیال رہے کہ تم کوئی بھی کام کرتی ہو۔ یا کہیں بھی کسی حال میں ہو، گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنتے ہی سب کام چھوڑ چھاڑ کر فوراً چلی آنا ورنہ عجب نہیں کہ تم کسی ناگہانی آفت کا شکار ہو جاؤ۔"

سحر بتیا جادو کے ہوائی گھوڑے پر سوار ہوئی اور آن کی آن میں شادی گھر کے پنڈال میں جا پہنچی۔ تمام براتی دیکھتے ہی باغ باغ ہو گئے۔ شادی کی تمام رسمیں بخیر و خوبی انجام پائیں اچھے سے اچھے کھانے پکائے گئے دوسرے روز سویرے ہی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز آئی، وہ اسی وقت اٹھی اور ہوائی گھوڑے پر سوار ہو کر آسمان کی سیر کرتی ہوئی اپنے شبیر کے راج محل واپس آ گئی۔ لیکن یہ بات کسی پر نہ کھلی کہ سحر بتیا اسقدر جلد کیوں چلی گئی؟

اسی طرح کئی دن گذر گئے۔ شبیر اور سحر بتیا نہایت خوشی اور آرام سے اپنی زندگی کے دن گذار رہے تھے کہ ایک روز ایک ننھا سنہری پرندہ آیا اور سامنے بیٹھ کر اپنے دونوں پروں کو پھیلا کر رونے لگا۔

سحر بتیا نے شبیر سے کہا "اس کا کیا مطلب ہے؟"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے والد بزرگوار دنیا سے کوچ کر گئے۔"

"ہائے ابا" کہکر وہ رونے دھونے لگی اور روتی روتی بولی "مجھے اپنے باپ کا آخری دیدار کرنے کے لئے جانے کی اجازت دیجئے۔"

"جاؤ پہلے کی طرح ہی جادو کے ہوائی گھوڑے پر سوار ہو کر چلی جاؤ، لیکن گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنتے ہی فوراً چل دینا اس بات کا خاص خیال رکھو۔"

سحر بتیا روتی دھوتی ہوائی گھوڑے پر سوار ہو کر گھر آئی لیکن اس سے باپ کا آخری دیدار نہ دیکھا گیا، وہ کثرتِ غم سے بیہوش ہو بیٹھی۔

بدقسمتی کہئے کہ اسی وقت گھوڑا ہنہنایا، اس نے کچھ دیر انتظار کیا، اور پھر اڑتا ہوا چلا گیا۔ جب سحر بتیا کو ہوش آیا تو دیکھا کہ گھوڑا غائب، وہ دل میں کہنے لگی اب کیا کروں۔" وہ روتی دھوتی اس جادو کے غار کی طرف چل دی

جادو کے غار کے قریب آ کر دیکھا تو دروازہ بند پایا، اس نے شبیر کو آواز دی، خوب چلائی، راستہ ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ بہت دیر بعد اندر سے شبیر کی آواز آئی "جاؤ اب یہاں سے چلی جاؤ، تمہاری بدولت میں ہمیشہ کے لئے پتھر ہو گیا ہوں۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔"

"لیکن آخر اس ناگہانی آفت سے نجات پانے کی بھی کوئی سبیل ہے کہ نہیں؟ مشکل سے مشکل کام انجام دینے کے لئے میں آمادہ ہوں۔" سحر بتیا نے گڑگڑا کر کہا۔

"ہاں صرف ایک ہی علاج ہے لوہے کا لباس بنا کر پہنو اور اسے اتنا استعمال کرو کہ وہ گھستے گھستے خود بخود بدن سے جدا ہو جائے، تو میں زندہ ہو سکتا ہوں، ورنہ نہیں۔" شبیر بولا

سحر بتیا اسی وقت لوہار کے پاس گئی اور لوہے کا مردانہ لباس بنوا کر پہنا وہ اس قدر وزنی تھا کہ اسے چلنا پھرنا اٹھنا

بیٹا دوبھر ہوگیا۔ لیکن سچترا بات کی دھنی اور دھن کی پکی تھی اور وہ شاہی فوج میں ملازم ہوگئی اس لئے کہ فوجی سپاہیوں کو چلنے پھرنے کے کام زیادہ ہوتے ہیں اور اسی سے لوہے کا لباس جلد گھس سکتا ہے۔ اس نے شاہی دربار کی پاسبانی کی خدمت اپنے ذمہ لی کیونکہ پہرہ دار کو ہر وقت پہرہ دینا اور زیادہ چلنا پڑتا ہے۔

قریب قریب ایک ماہ گزرا ہوگا کہ راج کمار کو شبہ سا ہونے لگا کہ راج محل کا پہرہ دار مرد نہیں عورت ہے۔ ایک روز اس نے باتوں میں اپنی ماں سے اپنا شبہ بیان کیا۔

رانی بولی: "ہم آسانی پتہ چلا سکتے ہیں کہ وہ مرد ہے۔ یا عورت۔ تم یوں کرو کہ کل اس پہرہ دار کو باغ میں تفریحاً لے جاؤ اگر وہ عورت ہوگی تو دوڑ کر کوئی نہ کوئی خوبصورت پھول توڑ لیگی۔"

راج کمار نے اپنی ماں کی ہدایت پر عمل کیا، باغ میں بہت دیر تک اِدھر اُدھر گھومنے پر بھی سچترا نے کسی پھول کو ہاتھ نہ لگایا، اب کیا علاج کیا جائے؟

پھر راج کمار نے اپنی ماں سے کہا اور رانی بولی: "اب ایسا کرو کہ تم کل اسے لیکر کسی بزاز کی دوکان پر جاؤ۔ وہ بہترین قیمتی ساڑیاں دیکھنے لگے تو سمجھ لینا کہ عورت ہے۔"

راج کمار نے یہی کیا لیکن سچترا کو اس کے دلی جذبات کا اندازہ تھا۔ اس نے کسی کپڑے کو ہاتھ نہ لگایا

"اب کیا کیا جائے؟"

پھر رانی نے راج کمار کو تیسری بات سمجھائی۔ اس نے کہا "تم کل اسے تالاب پر نہانے کے لئے لیجاؤ۔ وہ اگر عورت ہوگی تو تمہارے ساتھ جانے پر رضامند نہ ہوگی۔"

راج کمار نے اس سے نہانے کا ذکر کیا تو سچترا گھبرا سی گئی۔ وہ نہانے کے لئے راج کمار کے ساتھ چلنے پر راضی نہ ہوتی تھی۔ راج کمار نے بگڑ کر کہا: "ابھی سویرا ہے سچ بتا کہ تو عورت ہو یا نہیں، ورنہ میں ابھی راجہ سے کہے دیتا ہوں کہ تو سپاہیوں سے کہہ رہی تھی کہ ہر مہینہ کی پونم کو ایک نہ ایک آدمی کی بھینٹ لینے والے سانپ کو مار سکتی ہے پھر تیری ہی اس سانپ کا لقمہ ہونے کی باری آئے گی۔"

"میں نے کب فخر کیا ہے؟" سچترا نے کہا "لیکن میں مہاراج کا کوئی فرمان بھی نہ ٹالونگی۔"

راج کمار نے راجہ سے ذکر کیا۔ اور سچترا کو پونم کے روز سانپ کی بھینٹ چڑھایا جانا طے پایا۔

پونم کا دن نکلا سچترا آزادانہ عالم خیال میں کھوئی چلی جارہی تھی کہ راہ میں اسے ایک بڑھیا ملی اس کے بدن پر پھٹے پُرانے اور میلے کچیلے کپڑے تھے اور وہ اس قدر کمزور تھی کہ اس سے اچھی طرح چلا بھی نہ جاتا تھا۔ اس نے ایک پیسہ مانگا۔

سچترا کے پاس جو کچھ پیسے تھے وہ اس نے اس کو دیدیئے بڑھیا نے بہت بہت دعائیں دیں اور کہا: "بیٹی تیری عمر دراز ہو! تجھے کوئی مار نہیں سکتا، میری ہدایت پر عمل کرنا یہ ایک جڑی بوٹی دیتی ہوں اس کو دودھ میں ملا کر ایک برتن میں ڈالکر سانپ کے بل میں رکھ دینا، سانپ یہ پیتے ہی بے ہوش ہوجائے گا پھر تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔" سچترا نے بڑھیا کا شکریہ ادا کیا۔ اور مسرت اور خوشی میں ڈوبی ہوئی سانپ کے مقابلہ کیلئے بڑھی، بڑھیا کی ہدایت پر عمل کیا۔ اور سانپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور پھر ان ٹکڑیوں کو لیکر فاتحانہ انداز سے شہر میں داخل ہوئی۔

راجہ نے اس کا استقبال کیا اور اس کا غم غلط ہوا وہ باغ

بالغ ہو گیا۔ لیکن وہ اب تک مردانہ لباس ہی میں تھی۔ اس کی بلند ہمتی دیکھ کر راج کمار کی خواہشوں نے اور پاؤں پھیلانا شروع کر دیئے اور اب اس سے شادی کی تمنا نے اس کو بے تاب رکھنا شروع کر دیا۔ وہ بولا "اب بھی اگر تم نے خود کو عورت ماننے سے انکار کیا تو میں راجہ سے کہہ دوں گا کہ تم کہتی ہو کہ میں مرد سانپ کو بھی جلا سکتی ہوں۔"

"میں نے یہ کبھی نہیں کہا۔" سچریتا نے کہا۔

"مگر میری موت اسی میں ہو گی تو اس سے میں کبھی نہ ڈروں گی۔"

راج کمار نے راجہ سے پھر کہہ کر یہ حکم صادر کیا۔

بے چاری سچریتا گھبرا گئی۔ اس نے نہایت ہی غمگین لہجہ میں سانپ کو آواز دی۔ "مجھے زندہ رکھنا یا مار ڈالنا اب تیرے بس میں ہے۔"

اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ سانپ کہنے لگا "تجھے کیا چاہئے۔"

راج کمار چلایا "سانپ سانپ راجہ! مجھے مارنے والا یہ سپاہی عورت ہے یا نہیں۔ سچ سچ بتانا!"

"ہاں" سانپ نے جواب دیا۔

"پکڑ لو اسے" راج کمار نے اپنی فوج کے سپاہیوں سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

سچریتا نے پوری قوت سے اپنے دونوں قدموں کو زمین پر مارا اور بلند آواز سے بولی "شیر راجہ! جنگل کے راجہ دوڑو! مجھے بچاؤ!" سچریتا کا آہنی لباس جو بہت کچھ گھس چکا تھا، ٹوٹ کر زمین پر گر گیا۔ اور شیر اسی وقت اصلی روپ میں نمودار ہوا۔ اصل میں وہ شیر نہ تھا۔ بلکہ ایک حسین و جمیل راج کمار تھا وہ حاضر ہو کر سب سے مخاطب ہوا "یہ عورت بچاری ہے اور میری شریک حیات!" اتنا کہہ کر وہ اسے لیکر چلدیا۔

جوہر چاندوری (مرہٹی سے)

حضرت اسماء کی ذہانت باقی صفحہ

وہ بھی گناہ گار ہے۔ پیسے کی چوری اور کھیرے کی چوری برابر ہے منی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ نانی اماں کی چمکیلی آنکھوں نے خاموش کر دیا

حضرت ابوبکرؓ کے پاس چار پانچ ہزار روپیہ تھا جو گھر کے کونے میں دفن تھا وہ بھی وہ اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ بوڑھا اندھا دادا بھی تھا جس کی خدمت اسماء پر فرض تھی۔ وہ خود نہ کھاتی مگر دادا کو ضرور دیتی۔ بوڑھا دادا جس کا نام قحافہ تھا۔ سمجھ گیا تھا کہ معاملہ کیا ہے۔ مگر بیچارہ اپنی آنکھوں سے معذور تھا۔

ایک روز جب اسماء رات گئے گھر آئی تو دادا نے پوچھا "بیٹی تو کہاں گئی تھی۔" لڑکی نے سچ سچ بتا دیا کہ وہ کس طرح چھپ چھپ کر اپنے باپ کے پاس جاتی ہے اور ان کو کھانا پہنچاتی ہے۔ پتھریلی زمین پر چلنے سے اسماء کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے۔ مگر واہ رے لڑکی کہ اپنے فرض کی ادائیگی سے کوتاہی نہ کی اور دادا کو بھی کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دی۔ گھر میں روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے جب تکلیف ہونے لگی تو دادا نے اسماء سے پوچھا "کونے میں جو روپیہ رکھا تھا کیا وہ تیرا باپ لے گیا۔" اسماء نے کہا "نہیں دادا جان" مگر دادا کا شک دور نہ ہوا اس نے کہا چل مجھے دکھا اسماء نے جھٹ اس کونے میں پتھر اور ڈھیلے ایک برتن میں بھر کر رکھ دیئے اور دادا کو وہاں لے گئی۔ دادا دیکھ کر مطمئن ہو گیا۔

نانی اماں نے کھانستے ہوئے کہا "وہ لڑکی کتنی ایمان دار اور سچی تھی اور ایک تم ہو کہ دن بھر ایک دوسرے کی چغلی کرتے ہو جھوٹ بولتے ہو اور دوسروں کی چیزوں کو چرا چرا کر کھاتے ہو۔"

منی نے کہا "اب میں توبہ کرتی ہوں نانی اماں اب کبھی جھوٹ نہیں بولوں گی اور نہ چوری کروں گی۔" کہانی ختم ہونے کے بعد ہم سب سو رہے۔

احد باری

حضرت اسماءؓ کی ذہانت

مغرب کے بعد جب میں کھیل کر گھر پہنچا تو شریر منّی نے کہا کہ "بھیا خالہ اماں بلا رہی ہیں" میں آہستہ آہستہ خالہ اماں کے کمرہ کی جانب چلا اور سوچتا جاتا تھا کہ آج ضرور ڈانٹ پڑے گی کمرے میں داخل ہوا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ منّی نے کہا بھیا رکابی میں حلوہ رکھا ہے۔ چلئے چپکے سے تھوڑا تھوڑا کھالیں۔ دونوں نے آدھا حلوہ کھالیا۔ یکایک کسی کے قدموں کی آواز آئی اور ہم باہر نکل گئے۔

صحن میں پہنچکر ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ نانی اماں کے پاس چلیں اور کہانی سنیں۔

نانی اماں وظیفہ پڑھ کر اٹھی تھیں انہوں نے ہماری تمام باتیں سن لی تھیں۔ میں نے نانی اماں سے کہانی کہنے کے لئے کہا اور منّی نے تائید کی تو نانی اماں کہنے لگیں۔ ایک شرط پر کہانی سناؤں گی۔ وہ یہ کہ تم دونوں خاموشی سے سنو۔ اور سو نہ جاؤ۔

ہم دونوں نے منظور کر لیا اور وہ کہنے لگیں۔

اُن دنوں کی بات ہے۔ جب رسول اللہ صلعم نے نبوت کا دعوے کیا تھا۔ اور مکہ کے تمام لوگ آپ کی جان کے دشمن ہو گئے تھے۔ مکہ میں صرف گنتی کے مسلمان تھے ان میں حضرت ابوبکرؓ بھی تھے۔ یہ مسلمان اتنے وفادار، بات کے پکے اور زبان کے سچے تھے کہ جہاں آنحضرت کا پسینہ گرتا تھا وہاں اپنا خون بہا دینا فرض سمجھتے تھے۔

انہیں دنوں میں ابوجہل، ابوسفیان اور عامر نے آں حضرت کو مار ڈالنے کی سازش کی۔ اور یہ تجویز ہوئی کہ آں حضرت کو سوتے ہوئے قتل کر دیا جائے۔

لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ نانی اماں نے کھانستے ہوئے کہا۔

رسول اللہ رات کو قرآن شریف پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے۔ اور اپنی جگہ حضرت علیؓ کو سلا گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے۔ ان کو ساتھ لیا اور غار حرا کی جانب چل پڑے۔

حضرت ابوبکر کی ایک لڑکی تھی جس کا نام اسماء تھا نانی اماں نے پھر کھانستے ہوئے۔ منّی کو مخاطب کر کے کہا! مگر تیری طرح ماری ماری نہ پھرتی تھی۔ وہ بڑی سمجھدار تھی اس کو باپ نے سب کچھ بتا دیا تھا۔

صبح سویرے اسماء کسی سوچ میں تھی کہ ابوجہل غصہ میں بھرا ہوا گھر میں آیا۔ اور سخت لہجے میں اسماء سے پوچھا کہ "تیرا باپ کہاں ہے؟" اسماء نے کہا "مجھے نہیں معلوم" ابوجہل نے حقارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پھر پوچھا۔ اسماء نے پھر وہی جواب دیا کہ "مجھے نہیں معلوم" ابوجہل یہ جواب سن کر آگ بگولہ ہو گیا۔ اور اسماء کے منہ پر ایک ایسا طمانچہ رسید کیا کہ معصوم لڑکی کی کان کی بالی زمین پر گر پڑی۔ اس ایمان دار لڑکی نے اس اذیت کی پرواہ نہ کی۔

نانی اماں میں تو اچھا لڑکا ہوں میں بیچ میں بول اٹھا "چپ شریر" نانی اماں نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

جو شخص گناہ کرنے میں مدد کرتا ہے یا ساتھ دیتا ہے

(باقی صفحہ ۹ کالم ۲ پر)

بینگن

بینگن ہندوستانیوں کی مرغوب ترکاری ہے اس کا پودا تین فٹ سے پانچ فٹ تک بلند ہوتا ہے۔

رنگ قد اور شکل کے لحاظ سے اس کی کئی قسمیں ہیں ایک بالکل گول دوسرے بیضوی تیسرے لمبوترا چوتھے ٹماٹر کی طرح کچھ گولائی لئے ہوئے ایک بالکل سفید ہوتا ہے جیسے مرغی کا انڈا دوسرے ہلکے اودے رنگ کا تیسرے سرخی مائل چوتھے سیاہی مائل۔ بینگن کا درخت اگر کوشش کی جائے تو تمام سال پھل دے سکتا ہے۔ سال میں تین بار اس کی کاشت ہوتی ہے۔ اول ماہ کاتک میں یعنی اخیر اکتوبر یا شروع نومبر میں دوسرے موسم بہار کے شروع یعنی ماہ فروری کے آخر میں تیسری بار موسم برسات میں۔

پہلے حسب ضرورت کیاری بنا کر اس کی مٹی کو کئی دفعہ کھود کر بالکل ہل چلی زمین کی طرح بھربھری کر لیں۔ کیونکہ سخت زمین میں اس کی جڑ اچھی طرح نہیں لگتی۔ ایسی زمین چاہیئے جس میں ریت کی ملاوٹ ہو۔ پھر اس میں اچھی قسم کی پرانی کھاد اچھی طرح بکھیر کر مٹی میں ایک جان کر دینا چاہیئے۔ تھوڑے سے بیج چٹکی میں لے کر ادھر ادھر بکھیر دینے چاہئیں۔

بیج ڈالنے کے بعد تھوڑا تھوڑا کھاد اس طرح چھڑکنا چاہیئے کہ بیجوں پر ایک ہلکی تہہ کھاد کی جم جائے اور پانی دیتے وقت بیجوں کے بہہ جانے کا اندیشہ نہ رہے بیج ڈالنے کے بعد ہلکا پانی دیں۔ پھر تیسرے روز پانی دیں ایک ہفتہ بعد آپ دیکھیں گے کہ پودا اگنا شروع ہو گیا ہے ۱½ - ۲ ماہ بعد پھل آنا شروع ہو جائیں گے۔ اور تین ماہ تک برابر پھل اترتا رہے گا۔

دوسری دفعہ فروری کے آخر یا مارچ کے شروع میں لگاتے ہیں۔ اور اکتوبر تک پھل اترتا ہے۔

تیسری مرتبہ موسم برسات میں اسی طریقہ سے کاشت کی جاتی ہے۔ اور اس کا پھل دسمبر تک اترتا ہے

بیج کے واسطے وہ بینگن جو پہلی مرتبہ درخت میں لگیں اچھے ہوتے ہیں۔ وہ جب پختہ ہو جائیں تو ان کو توڑ کر ایک گھڑے میں بند کر دینا چاہیئے۔ آٹھ دس دن میں وہ گل جائیں گے۔ پھر انکو نکال کر دھولیں۔ اور چھلکا نکال کر بیج علیحدہ کر لیں۔ پھر دھوپ میں سکھا کر کسی ڈبہ میں بند کر کے ایسی جگہ رکھیں جہاں سیل یا نمی نہ ہو اور ہر پندرھویں روز ان کو دھوپ دیتے رہیں۔ بیج دکانداروں سے بھی مل سکتا ہے

جب تک پھل اترتا ہے اسوقت تک باقاعدہ پانی دینا چاہیئے۔ شروع شروع میں تو پانی بہت جلد دیا جاتا ہے مگر رفتہ رفتہ جلدی جلدی پانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دسویں یا بارہویں روز پانی دیا جائے تو کافی ہے بینگن کو کچا ہرگز نہ کھانا چاہیئے۔ یہ دانتوں پر اثر کرتا ہے اس کو پکا کر کھایا جاتا ہے گوشت میں بھی ڈالا جاتا ہے۔ رائتہ بھی کرتے ہیں۔ اور بھرتہ بھی بناتے ہیں دہی میں پکا کر بھی کھاتے ہیں۔ اس کا اچار بھی ڈالتے ہیں

کشور جہاں حمیدی (بدایونی)

مشک محل

بھاگ نگر (حیدرآباد) کو آباد ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ اور اکثر عمارتیں ابھی زیر تعمیر ہیں۔ موسیٰ ندی کے کنارے سرسبز و شاداب باغوں کی داغ بیل ڈالی جا رہی ہے۔ بڑے بڑے امیر بھی شاہی حکم کی تعمیل میں اپنے اپنے آرام و عیش کے مکانات کی تیاری میں مصروف ہیں۔ گولکنڈہ کی دولت عیش و عشرت اور علم و ادب کی ترقی کے افسانے بیجاپور اور شاہجہان آباد سے آگے اصفہان سمرقند اور بخارا تک پہنچ چکے ہیں۔ تاجروں کے قافلے ایران و توران روم اور شام سے کوچ کرتے وقت بھاگ نگر کے بادشاہوں اور ذی جاہ امراء کے دربار ڈیوڑھیوں تک رسائی حاصل کرنے کو اپنی قسمت کی کامیابی سمجھتے ہیں۔ دنیا کا کوئی ایسا حصہ نہیں جہاں کے لوگ بھاگ نگر میں نظر نہ آتے ہوں۔ آئے دن نوواردوں کا ایک نہ ایک قافلہ گولکنڈہ کی سربفلک فصیلوں کے زیر سایہ خیمہ زن نظر آتا ہے اور شاید ہی کوئی ایسا بدنصیب ہوگا جو موسیٰ ندی کے امیروں کی فیاضی اور غریب نوازی سے فائدہ نہ اٹھاتا ہو۔

بھاگ نگر کے جنوب مغربی گوشہ میں موسیٰ ندی پر ایک بہت بڑی عمارت کی بنیادیں تیار ہو رہی ہیں۔ خیال پڑتا ہے کہ قطب شاہی دربار کا کوئی امیر بھاگ نگر سے خواہش کر اچھی موزوں بلندی پر اپنا محل تیار کرانا چاہتا ہے۔ جہاں سے وہ روزانہ صبح کے وقت محبوب قلعہ کی فصیلوں اور بادشاہ سلامت کی زیارت اور شام کو اپنے آقا کی پیاری بستی کے بے انتہا چراغوں سے اپنی آنکھوں کو روشن کر سکے۔

اسی عمارت کی بنیادوں کے قریب ایک قافلہ خیمہ زن ہے جس کے گرد اگرد بیسیوں اونٹ نظر آ رہے ہیں۔ صبح کا سہانا وقت ہے۔ گولکنڈہ کی فصیلوں کی طرف سے چند سوار آہستہ آہستہ آ رہے ہیں اور ان کا رُخ اس زیر تعمیر عمارت کی طرف ہے وہ ابھی ندی کے اس پار بھی نہیں پہنچے کہ ان کے سردار کی نظر اونٹوں اور خیموں پر جا پڑتی ہے وہ فوراً اپنے قریب کے ایک سوار سے دریافت کرتا ہے

"یہ قافلہ ایک عرصہ سے یہاں کیا کر رہا ہے؟" "جہاں پناہ شاید ان کا مُشک ابھی فروخت نہیں ہوا" سوار نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا۔ "یہ کیا غضب ہے کہ گولکنڈہ میں مُشک کا قافلہ اتنے عرصہ پڑا رہے" یہ کہہ کر سوار نے گھوڑا ندی میں ڈال دیا اور تھوڑی دیر میں وہ اور اس کے ہمراہی زیر تعمیر [illegible] بنیادوں کے قریب پہنچ گئے۔ انہیں [illegible] وہ قریب آیا سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ قریب کے ہمراہی نے اپنے آقا سے عرض کیا "یہی اس قافلہ کا سردار ہے"۔ آقا نے تعجب کے لہجہ میں پوچھا "تم اتنے دن سے یہاں کیا کر رہے ہو؟" سوداگر نے جواب دیا "حضور بظاہر ہم بدقسمت معلوم ہوتے ہیں۔ جہاں کا بادشاہ دنیا کے بادشاہوں سے زیادہ ایسی چیزوں کی قدر کرتا ہے۔ خدا جانے کیوں ہم اتنے دنوں اس کی قدردانی سے محروم رہے" تاجر جس کو معلوم نہ تھا کہ وہ اس وقت خود جہاں پناہ سے مخاطب ہے۔ اور کئی مرتبہ گولکنڈہ آ چکا اور لاکھوں روپیوں کا مال فروخت کر چکا تھا۔ بادشاہ سے گفتگو کرنا تو کجا دربار تک رسائی

تھوڑا ہو۔۔۔ فرمانی تھی۔ تاجر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: کوئی امیر اتنا مشک خریدنے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہم نے بہت کوشش کی کہ حضور والا بادشاہ سلطنت تک رسائی ہو جائے لیکن ناکام رہتے۔ ہم بڑی امید دور سے گولکنڈہ آئے تھے یہاں پہنچکر ہمکو معلوم ہوا تھا کہ چند ماہ پیشتر یہاں اتنا مشک خریدا جا چکا ہے کہ شاید کئی سال تک اب مشک کی ضرورت نہ ہو۔ مگر اس کے باوجود ہمیں کامل یقین ہے کہ اگر خدام سلطانی آمادہ ہو جائیں اور جہاں پناہ تک ہماری رسائی ہو جائے تو ہماری قسمت جاگ اٹھے۔ اگر عالی جاہ ہماری عرض حضور اقدس تک پہنچا دیں تو غریب پروری ہوگی۔ اور ایک اونٹ خدمت والا میں بطور نذر پیش کیا جائے گا۔ آخری جملہ سنکر سردار نے ہمراہی سے کہا:" تاجر سے کہو کہ آج سہ پہر کو وہ دولت سرا چوک کے جھروکے نیچے حاضر رہے۔" تاجر ابھی کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ گھوڑے موسیٰ ندی تک پہنچ گئے۔

سہ پہر کو شہر کی شاہراہ کے دروازے پر تاجر بے چین کھڑا۔۔۔ اور اس فکر میں ہے کہ کسی طرح اس کو اجازت مل جائے ۔۔۔ کی حالت میں وہ خیال کر رہا ہے کہ میں ایسا خوش قسمت تھوڑا ہی ہوں کہ ڈھائی مہینوں کی کوششوں میں ناکام رہ کر آج بغیر کسی کوشش کے گھر بیٹھے کامیاب ہو جاؤں اور پھر ایسی حالت میں جبکہ مجھ کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اس سال مشک نہیں خریدا جا سکتا پھر اسے یہ خیال آتا ہے کہ اگر خدا دینا چاہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔" وہ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ایک حبشی دروازے سے نمودار ہوا۔ مشک کے تاجر کو ہمراہ لے کر چوک میں داخل ہوا۔ تاجر کی نظر جب شاہی جھروکے پر پڑی ہے تو وہ ششدر رہ گیا یہ دیکھ کر کہ وہ اب تک اپنے جس خلیق سردار کو قطب شاہی امیر سمجھ رہا تھا۔ وہ خود ظل اللہ بادشاہ ہیں۔ بادشاہ نے تاجر کو دیکھتے ہی خانساماں کو حکم دیا کہ اس تاجر کے مشک کی رقم فوراً ادا کر دی جائے خانساماں نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا" حضور مشک کے تو کئی بھرے ہیں اتنا مشک کہاں رکھا جائیگا" بادشاہ نے تاجر کی طرف دیکھ کر کہا کہ" تم اپنا سارا مشک ہمارے ایک امیر کے زیر تعمیر محل کی بنیادوں میں ڈال دو۔ جہاں ہم آج صبح تفریح کیلئے گئے تھے۔" دوسرے دن اس خوش قسمت تاجر کے خیمے موسیٰ ندی کے دامن میں نظر نہ آتے لیکن اسی روز سے اس زیر تعمیر محل کا نام "مشک محل" مشہور ہو گیا۔

بیگم شاہ محمد خان (دکن)

(بقیہ صفحہ ۱۴ کالم ۲)

نواب صاحب نے نوکروں سے کہا کہ اچھا ابھی واپس لے جاؤ ہم اس مرغ ہی پر تفریح کیلئے جائیں گے۔" نواب صاحب نے سوار ہو کر تمام شہر کا چکر لگایا۔ بہت خوش ہوئے اسی وقت دادا صاحب کو ایک تازی گھوڑا گیارہ ہزار روپیہ اور خلعت عطا کی۔ مرغ نواب صاحب نے رکھ لیا۔ دادا صاحب کو مرغ کا بہت صدمہ ہوا۔ لیکن کیا کر سکتے تھے تعلقات ہی ایسے تھے۔ خاموش ہونا پڑا جب دادا صاحب وہاں سے لوٹ آئے تو مرغ بہت رویا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے کئی روز تک کچھ کھایا پیا نہیں خوب یاد آیا اس مرغ نے بعد میں بڑا نام پیدا کیا نواب صاحب جب دہلی دربار میں تشریف لیگئے تو وہ ساتھ تھا اسی پر سوار ہو کر تمام دہلی کی سیر کی۔ یار لوگوں نے اسکی تعریف بڑے صاحب سے کر دی اسنے وہ مرغ نواب صاحب سے لے لیا وہ اسے لندن لے گیا خدا جانے وہاں اسکا کیا حشر ہوا زندہ ہے یا مر گیا او نام سر گر ٹیلا ہو بہت دیر ہوگئی

مناجات

دل کی مُراد بر لا اے دو جہاں کے مالک
ذی علم ہم کو کر دے اے دو جہاں کے مالک
دنیا میں رکھ سکیں ہم کچھ اپنا نام باقی
ایسا ہمیں ہنر دے اے دو جہاں کے مالک
جو کچھ زبان سے نکلے دنیا اسے سمجھ لے!
ہر بات میں اثر دے اے دو جہاں کے مالک
سچائی سے ہمیشہ رہتی ہو جن کو رغبت
کانوں کو دے وہ پردے اے دو جہاں کے مالک
ہم اہل علم بن کر ہر شے میں تجھ کو دیکھیں
ایسی ہمیں نظر دے اے دو جہاں کے مالک
انسانیت کا ہم کو احساس ہو ہمیشہ
وہ قلب وہ جگر دے اے دو جہاں کے مالک
ماں باپ اور گرو کا اور اپنے حکمران کا
ان سب کا داس کر دے اے دو جہاں کے مالک
ہم مانگتے ہیں تجھ سے دل سے یہی دعائیں
نکہت سے دل کو بھر دے اے دو جہاں کے مالک

محمد یونس اجمیری

تندرستی

جس نے کہا خوب کہا ہے کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہے بیمار آدمی کی نظر میں ساری دنیا ہیچ ہے۔ جو بیماریاں جڑ پکڑ لیتی ہیں تو ان کا انجام موت ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ بیماری سے بچنے کی کوشش کرے۔ آپ کہیں گی کہ کوئی شخص بیماری کو اپنی خوشی سے تھوڑا ہی بلاتا ہے۔ مگر بیماریاں اکثر بداحتیاطی سے پیدا ہوتی ہیں۔ بے وقت کھانا کھانے سے بھوک نہ ہو تو کھانا کھانے سے اکثر آدمی بیمار ہو جاتا ہے۔ جب تک بھوک نہ لگے ہرگز ہرگز کھانا نہ کھانا چاہیئے۔ بعض بچے اکثر بیمار رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا منہ بکری کی طرح ہر وقت چلتا رہتا ہے اور انہیں کوئی ٹوکتا بھی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے بھوک لگی ہے۔ مگر اس کا نقصان آپ کو نہیں پہنچتا بلکہ بچے کو۔ تندرستی اتنی پیاری چیز ہے تو ہم کو اس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔ خراب چیزیں کھانے سے بچنا چاہیئے وقت پر کام کرنا اور تھوڑی سی تفریح بھی کرنا چاہیئے یہ نہیں کہ ہمیشہ کام میں پھنسے رہیں آرام بھی ضروری چیز ہے۔ غرض انسان کو اپنی تندرستی کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے۔

خالدہ سراج (میٹرک)

بہت سے خریداروں کے پتے بدل گئے

مشرقی پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے بہت سے خریداران جوہر نسواں بنات عصمت کے گذشتہ دو ماہ میں تبدیل ہو گئے وہ پاکستان آ گئے ہیں۔ یا ہندوستان ہی میں کسی دوسری جگہ چلے گئے ہیں آپ ان میں سے کسی کو جانتی ہوں تو ان سے کہیئے کہ تبدیلی پتہ کی اطلاع خریداری نمبر کے حوالہ سے

سو فیصدی سچ

ہم ... [illegible] ... ادھر اُدھر کی باتیں
ہونے لگتی ہیں ... [illegible] ... کوئی دلچسپ بات ہمارے
[illegible] ... ایسے شخص تھے ... بات شروع کرتے
[illegible]
[illegible] ... ہوتا ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible] ... سمجھ گئے
کہ ... [illegible] ... لگے۔

"خدا [illegible] ... کہ موضع امیر پور
میں ... [illegible] ... کی نہ تھی خدا
کا دیا سب ... [illegible] ... پھر بھی اولاد سے
محروم تھے ... [illegible] ... اللہ تعالیٰ نے ... کہ ان کی چوتھی
بیوی سے ایک لڑکا ہوا۔ امیر خان خوشی سے پھولے نہیں
سمائے ... [illegible] ... اس کی اطلاع ہو گئی
[illegible] ... آئے۔ امیر خان
[illegible] ... میں تقسیم کر دیئے
ایک ... [illegible] ... عقیقہ کی تیاریاں ہونے لگیں ہزار آنسو
بکروں کا انتظام کیا ہوا تھا ... [illegible] ... مشہور باورچی
بکرے ذبح کرنے کیلئے ... [illegible]
اتارنے ... [illegible] ... کر دیا
[illegible] ... آ گئے۔ خدا جنت

نصیب کرے والد صاحب کو فرمایا کرتے تھے کہ عجیب چہل پہل تھی قصبہ نے شہر کی صورت اختیار کر لی تھی۔ آگے سنئے خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے کہ حجام بچے کے بال اُتار رہا تھا دوسری طرف بکرے ذبح ہو رہے تھے۔ کہ ایک چیل خون کی بھری ہوئی چھری پر جھپٹا مار کے اُڑی۔ اس کا چھری لیکر اُڑنا تھا کہ فضائی [illegible] اور تالیاں پیٹنے لگے۔ خدا کو جو منظور ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ ہاں تو چیل کے پنجے سے جو چھری گری تو سیدھی بچے کے پیٹ میں! بس کیا تھا خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ اور بچے نے اسی وقت دم دے دیا۔ لیکن واہ رے امیر خان تیری ہمت۔ تیری جوانمردی تیرا استقلال تیرا صبر سب نے کہا خاموش باپ بچے کو اندر لے گیا۔ اپنی بیوی کو بھی رونے پیٹنے نہیں دیا۔ کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی اور بچے کو دفن کر دیا گیا۔

جو کام ہو رہا تھا برابر جاری رہا۔ قورمہ پلاؤ زردہ پکا اور شام کو تمام گاؤں اور مہمانوں نے کھایا۔ یہ بات یہاں ختم ہوتی۔ لیکن اب اللہ میاں اپنی شانِ کریمی دکھاتے ہیں امیر خان کو اس کے صبر کا پھل دیتے ہیں۔ بھیا تھوڑے ہی دن بعد امیر خان کی اسی چوتھی بیوی کے ہاں ایک بچے کے ایک تھیلی پیدا ہوئی۔ تھیلی کو چیرا گیا۔ تو تھیلی میں سے چھ ... برابر برابر سات بچے نکلے جو ہو گئے ہی اسی نام ... بیٹے ہو گئے۔ بھائی اگر ایسی بات مجھ سے اور کوئی کہتا تو میں ہرگز ہرگز یقین نہ کرتا۔ لیکن والد صاحب جو ہم

نے یہ واقعہ سُنایا تھا وہ فرماتے تھے کہ ان کی نسل اب بھی موجود ہے اور امیر پور میں آباد ہے۔

ایک دن سردی کا ذکر ہو رہا تھا میں نے کہا کہ اس سال تو سردی بہت زیادہ پڑ رہی ہے ہم نے ایسی سردی کبھی نہیں دیکھی۔ سعید بھائی بولے "ارے یار یہ کیا سردی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے ایک دفعہ ایسی سردی پڑی تھی کہ شہر کے تمام کنوئیں اور تالاب جم گئے تھے کئی دن تک یہی حالت رہی سینکڑوں آدمی پیاس سے مر گئے۔ اور ہاں کل ہی میری چھوٹی سالی کا ملتان سے خط آیا ہے کہ یہاں اس قدر سردی ہے کہ نل سے بالٹی میں پانی بھرتے بھرتے جم جاتا ہے۔" سب خاموش بیٹھے سُن رہے تھے مجھ سے نہ رہا گیا میں نے کہا سعید بھائی ذرا ملتان میں تو ایسی ہی سردی پڑتی ہے وہاں کا تو سردی کا موسم مشہور ہے۔ لیکن کل ہی اجمیر شریف سے میری ہمشیرہ کا خط آیا ہے انہوں نے بھی سردی کا [illegible] لکھی ہے۔ سعید بھائی تم تمہارے سر کی قسم اگر اور کوئی لکھتا تو میں ہرگز یقین نہ کرتا۔ لیکن میری ہمشیرہ جھوٹ نہیں بولتیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ بھیا سردی کا یہ عالم ہے کہ گرم گرم چائے کی پیالی منہ تک لیجاتے لیجاتے برف ہو جاتی ہے"۔

ایک دن موٹے دبلے کا ذکر چھڑ گیا سعید بھائی کو کیا چاہئے تھا جھٹ بول اٹھے اس زمانے میں آدمی کیا موٹا ہو۔ کھانے پینے کو تو ملتا نہیں ہے۔ وہ زمانہ اور تھا خدا غریق رحمت کرے میرے دادا کو بہت قد آور آدمی تھے جس وقت پانچوں ہتھیار سج کر اور گھوڑے پر بیٹھ کر سیر و شکار کے لئے جاتے تھے تو بڑے بڑے سورماؤں کے دل دہل جاتے تھے جنگل میں دوڑ کر ہرن کو پکڑ لیا کرتے تھے ایک دن شکار میں شیر سے واسطہ پڑ گیا شیر اُن کی طرف لپکا جب انہوں نے بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی تو جھٹ ایک درخت کی آڑ لیکر کھڑے ہو گئے۔ شیر دونوں اگلے پنجے درخت کے تنے سے لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اسے کہتے ہیں اوسان اور جوانمردی۔ دادا صاحب نے جھٹ آگے بڑھ کر دونوں پنجے پکڑ لئے اور [illegible] درخت کے تنے سے اس طرح رگڑ رگڑ دیئے جس طرح دھوبی دھوتے ہیں شیر بہت چیخا چلایا زور کیا لیکن دادا صاحب مرحوم نے نہ چھوڑا پچھلے پیٹ تک شیر کو رگڑتے رہے۔ شیر کا سینہ اور پیٹ پھٹ گیا۔

دادا صاحب کو مویشی اور بھینس پالنے کا بہت شوق تھا ان کے پاس ایک ایسی بھینس تھی جس کے تھنوں سے ہر وقت دودھ بہتا رہتا تھا اس کے [illegible] ہر وقت برتن لگا رہا کرتے تھے۔ جب دودھ نکالنا ہوتا تو ایک تھن کھول لیا جاتا تھا۔ ایک تھن سے اتنا دودھ نکلتا تھا کہ نکالنے والا تھک جاتا تھا۔ چاروں تھنوں کا دودھ نکالنے کی تو کبھی نوبت ہی نہیں آئی ایک دن اتفاق سے دودھ نکالنے والا نہیں آیا رات کو اس کے چاروں تھن نہ معلوم کس طرح کھل گئے بس جو دودھ نکلنا شروع ہوا ہے تو گھر کے تمام صحن میں دودھ ہی دودھ تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہماری سب چارپائیاں تیرنے لگیں اتفاق سے دادا صاحب کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھتے کیا ہیں کہ سارے گھر میں دودھ ہی دودھ ہے اور سب کی چارپائیاں تیر رہی ہیں بہت

ہی گھبرائے کہ ماجرا کیا ہے۔ کیا دودھ کی بارش ہوئی ہے آوازیں دینے لگے جو اُٹھتا ہے اپنی چارپائی تیرتے دیکھتا ہے۔ اور گھبر... ہے ما س شور و غل سے میری دادی کی آنکھ کھلی تو وہ بھی یہ منظر دیکھ کر بہت چکرائیں۔ بوڑھی اور تجربہ کار تھیں فوراً تاڑ گئیں انھیں بھینس کے تھن یاد ہے موری کھولی سب باہیں جا کر اطمنان ہوا۔ میں نے کہا واقعی اس زمانے کے مویشی ایسے ہی ہوتے تھے۔ ضرور آپ کے دادا صاحب کے پاس ایسی ہی بھینس ہوگی میں نے یہ فقرہ نہ معلوم کس خیال کے ماتحت کہا تھا لیکن سعید بھائی نہ معلوم کیا سمجھے۔ بولے "بھائی بھینس۔ بیل گھوڑے تو تھے سو تھے۔ لیکن ان کے پاس مرغا مرغی اتنے بڑے بڑے تھے کہ انہیں بند کرنے کی بجائے باندھا جاتا تھا۔ بڑے بڑے رئیس کوشاں تھے کہ خانصاحب کے مرغ خانے سے کوئی مرغ ہاتھ آجائے۔ بڑی بڑی قیمتیں دینے لگے۔ لیکن دادا صاحب نے یہ کہکر کہ میں نے تجارت کیلئے مرغ نہیں پالے ہیں یہ میرا شوق ہے ٹال دیا کرتے تھے۔ ہاں تو یہ بات مشہور ہے۔ ہمارے ابا جان بھی کہتے تھے اور دوسروں کی زبانی بھی سنا ایک مرتبہ دادا صاحب کو نواب رام پور نے بلوایا تھا۔ دادا صاحب نے اپنے سائیس سے کہہ دیا کہ آج صبح تین بجے ابلق گھوڑا کسا کسایا تیار رکھنا ہمیں رام پور جانا ہے سائیس نے اندھیرے اور جلدی میں گھوڑے کے بجائے ایک مرغ پر جو اس کے برابر بندھا ہوا تھا۔ ساز و سامان کس دیا۔ دادا صاحب کو جلدی تھی چاہتے تھے کہ فجر کی نماز رام پور میں جا کر پڑھوں۔ سوار ہو گئے مرغ تھا

کہ اُڑا چلا جا رہا تھا۔ دادا میاں نے خیال کیا کہ گھوڑا بہت دن کا بندھا ہوا ہے اس لئے جلدی کر رہا ہے جب فجر کا وقت ہوا تو مرغ نے اذان دی دادا صاحب کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ہیں یہ کیا ماجرا ہے۔ گھوڑا اذان دے رہا ہے یا میں خواب دیکھ رہا ہوں! پھر اُس نے اذان دی سمجھ گئے کہ سائیس نے گھوڑے کے بجائے مرغ پر کاٹھی کس دی جب شہر میں داخل ہوئے اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک شخص مرغ پر سوار اڑا چلا آتا ہے۔ بہت ہی تعجب ہوا اس سے پہلے ایسی ان ہونی بات انھوں نے سُنی بھی نہ تھی وہ سمجھے ہو نہ ہو کوئی جادوگر ہے۔ قسم پیدا کرنے والے کی اگر کوئی دوسرا ایسا بیان کرتا تو مجھے تمام عمر یقین نہ آتا۔ لیکن میں نے خود والد صاحب کی زبانی سُنا ہے انہیں جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہاں تو دادا صاحب سیدھے نواب صاحب کے محلات پر پہنچے۔ اتفاق دیکھئے اس وقت نواب صاحب تفریح کے لئے جا رہے تھے۔ دادا صاحب کی اور نواب صاحب کی ڈیوڑھی ہی پر ملاقات ہو گئی۔ نواب صاحب ڈر گئے۔ پوچھا خان صاحب یہ کیا ماجرا ہے۔ کیا جادوگری سیکھ لی؟ دادا صاحب نے فرمایا۔ خدا حضور کو زندہ و سلامت رکھے اقبال میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو۔ سائیس نے غلطی سے گھوڑے کے بجائے مرغ پر کاٹھی کس دی مجھے خود اس وقت معلوم ہوا جب شہر میں داخل ہو کر اس نے اذان دی نواب صاحب نے فرمایا خانصاحب کس وقت چلے تھے؟ دادا صاحب نے فرمایا غریب پرور تین بجے روانہ ہوا تھا۔ اب شاید پانچ بجے ہوں گے۔ دو گھنٹہ میں چالیس کوس آگیا (بقیہ صفحہ ... پر دیکھئے)

بھوپال سے گوالیار

میں اس سے قبل آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ مجھے سیر و سیاحت کا بہت شوق ہے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں ارادہ تھا کہ کہیں نہیں جائیں گے کیونکہ فسادات کی آگ بہت تیزی سے بھڑک رہی تھی۔

ایک روز میرا خالہ زاد بھائی داؤد آیا اور کہنے لگا "گوالیار چلتے ہو" میں نے کہا "کب" اس نے کہا "آج ہی" میں نے جواب دیا "ضرور" ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور خوشی سے اچھل پڑے۔ داؤد کی بہن گوالیار میں رہتی ہیں۔ داؤد نے پوچھا کس ٹرین سے چلیں کیا مدراس ایکسپریس سے؟ میں نے کہا کہ نہیں پسنجر ٹرین سے۔ غرض شام کے سات بجے اسٹیشن پہ ٹرین آئی۔ بھیڑ کافی تھی بڑی کشمکش کے بعد گاڑی میں بیٹھے۔

گاڑی میں عجیب عجیب قسم کی آوازیں بلند تھیں کوئی کہہ رہا تھا "رحیم وہ لوٹا تانگہ ہی میں رہ گیا اور ہاں چنو میاں کی ڈبی بھی تو رہ گئی ہے" ایک طرف سے ایک گنوار کی آواز آئی "ارے دیا رے میری گٹھری کسی نے کھیسہ کاٹ لیو وا میں ایک لوٹا اور ۱۲ روپیہ ہے" خیر صاحب ۸ بجے گاڑی روانہ ہوئی اب جو لیٹے تو بینا اسٹیشن پر ان آوازوں نے جگا دیا "پانی۔ پان بیڑی۔ ماچس۔ سگرٹ۔ چائے گرم دودھ گرم شربت ٹھنڈا۔ کیلہ بمبئی۔ دال کھارے۔ پکوڑی چٹ پٹے مصالحہ دار" یہاں ایک خان بغل میں پوٹلی دبائے گاڑی میں داخل ہوا میں لیٹا ہوا تھا اس نے کہا "او خوبائی

اٹھو تھوڑا اٹھو ہم کو بھی جگہ دو" میں نے کہا خان صاحب ہم نا گپور سے آ رہے ہیں ساری رات جاگتے گذری ہے" اس نے عاجزی سے کہا "خو بائی ہم بھی مسافر ہے اور ام بھی" میں نے کہا کہ "اچھا بیٹھ جائیے" غرض اللہ اللہ کر کے صبح ہوئی ۱۷ مئی ۱۹۴۶ء ۸ بجے ہم جھانسی اسٹیشن پہ پہنچے میں نے داؤد بھائی سے کہا "ناشتہ کر لو" غرض منہ دھونے کے بعد ناشتہ کیا اور پلیٹ فارم پہ ٹہلنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی میں بیٹھ کر دیکھا تو ہماری جگہ پر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے اس سے بڑی مشکل سے تھوڑی سی جگہ حاصل کی۔ ۱۱ بجے ہم گوالیار پہنچ گئے۔ اللہ بچائے گوالیار کی گرمی سے۔ گھر پہنچ کر جو سوئے تو کھانا کھانے ہی اٹھے:

۱۸ مئی آج ایک دوست سے ملنے اندر گنج جانا تھا ہم سمجھے کہ اندر گنج گوالیار میں ہے۔ حالانکہ اندر گنج لشکر میں ایک محلہ ہے۔ ہم بغیر پوچھے روانہ ہو گئے۔ جب ہم نے پوچھا تو تانگہ والے نے کہا کہ "وہ تو آپ لشکر ہی میں چھوڑ آئے" واپس ہوئے تو بدنصیبی ملاحظہ ہو کہ وہ دوست ہی نہ ملے شام کو باڑے کی سیر کرنے گئے۔ باڑہ ایک گول بازار ہے بیچ میں موجودہ مہاراجہ کے والد کا مجسمہ ہے اور آس پاس ایک پارک ہے۔ شام کا وقت باڑہ کے دیکھنے کا وقت ہوتا ہے۔ باڑہ میں دو عمارتیں قابل ذکر ہیں۔ ایک جنرل پوسٹ آفس اور ایک بینک۔ دونوں بہت شاندار ہیں گوالیار کے تربوز جو ڈھول کی مانند ہوتے ہیں بہت اچھے

ہوتے ہیں۔

اندر بھی آج پھول باغ دیکھا جو بہت لمبا چوڑا ہے اس میں مہاراجہ کا محل ہے۔ اور عجائب گھر بھی ہے۔ یہاں سے گوالیار گئے۔ تان سین۔ شاہ غوث محمد۔ اور بابا کپور کے مقبرے پر فاتحہ پڑھی۔

... آج گوالیار کا قلعہ ہوائی جہاز کا اسٹیشن دیکھنے گئے۔ دوپہر کا کھانا ساتھ لے لیا۔ قلعہ کا راستہ بڑا پیچیدہ اور تنگ ہے۔ راستہ میں عجیب عجیب بت نظر آتے ہیں۔ راجہ مان سنگھ کا بنایا ہوا شیش محل دیکھا جو قلعہ کے اندر ہے ... وہ جگہ بھی دیکھی جہاں اورنگزیب نے مراد کو قید کیا تھا۔ ایک مشہور تیلی کی لاٹ بھی دیکھی گوالیار کا ایک مشہور اسکول۔ سردار اسکول بھی دیکھا قلعہ بہت عمدہ بنا ہوا ہے۔ بلندی بھی زیادہ ہے قلعہ کی لمبائی و چوڑائی دو میل ہے۔ پرانے وقت میں قلعہ پر حملہ کرنا بہت مشکل تھا۔

ایروڈ روم ہوائی اڈے پر بھی گئے۔ جہازوں کو اُڑتے ہوئے بھی دیکھا۔ کھانا کھایا۔ تین بجے واپس ہوئے گوالیار کی گرمی ہم سے برداشت نہ ہو سکی۔ اور دوسرے دن صبح ہی کو دہلی ایکسپریس سے روانہ ہو کر اپنے محبوب وطن پہنچ گئے۔

محمود حسن خان (کورداس اسٹیٹ)

موسم کے مطابق رنگوں کا استعمال

اچھی بہنو! آج کے اس مختصر سے مضمون میں میں آپ کو یہ بتانے کی کوشش کروں گا کہ کس موسم میں کونسے رنگ پہننے چاہئیں۔ اکثر بہنیں رنگوں کے استعمال میں بڑی غلطی کرتی ہیں جس کی وجہ سے لوگ منہ پر تو نہیں البتہ دل میں ہنستے ہیں غور سے پڑھئے اور یاد رکھئے تاکہ آپ غلط استعمال سے بچ سکیں۔

برسات کے موسم میں دھانی، انگوری، سیبی، سرخ نارنجی، کنجالی، سرمئی، گلناری، اودا، گل شفتالو، کاسنی اور فیروزی رنگ پہننا چاہئے۔

موسم گرما میں آبی، پیازی، چمپئی، کپاسی، بادامی کافوری، دودھیا، خشخشی اور فالسئی رنگ پہنے جاتے ہیں

موسم سرما کے رنگ نیلا، سیاہ، کاہی، نیلا سیاہ، جوگیا، لیمنی۔ سالو۔ چاکلیٹی، عنابی، زعفرانی، کلا بتونی اور کاکریزی ہیں۔

یہ عام اصول ہے کہ گرمی کے موسم میں ہمیشہ ہلکے رنگ پہنے جاتے ہیں اور سردیوں میں گہرے امید ہے کہ بناتی بہنیں ہمیشہ موسم کے مطابق رنگوں کا استعمال کریں گی۔

امت الودود خالد (حیدرآباد دکن)

بھوت

اتوار کا دن تھا۔ آج موسم نہایت اچھا تھا۔ آسمان ابر آلود تھا۔ بادل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اِدھر اُدھر دوڑ پھر رہے تھے کبھی ہلکی ہلکی پھوار بھی پڑنے لگتی اور کبھی سورج بادلوں کی نقاب ہٹا کر ایک قہر آلود نگاہ دنیا پر ڈال دیتا۔ درخت صاف شفاف ہرے بھرے نظر آ رہے تھے ہر طرف خدا کی قدرت نظر آ رہی تھی۔ حیوان انسان سب خوش و خرم نظر آ رہے تھے ایسے خوشگوار موسم میں میرے لئے بوڑھوں کی طرح چپ چاپ بیٹھے رہنا ناممکن تھا۔ میں امی کے پاس گئی اور پلنگ پر بیٹھتے ہوئے کہا "امی آج ہم اپنی سہیلیوں کو بلا کر جھولا جھولیں گے" امی چھالیہ کترتے ہوئے بولیں "ضرور بلا لو اور آم کے باغ میں جھولا ڈالو۔ (جو ہمارے گھر کے قریب ہے) میں گلشن کے ہاتھ سب سامان بھجوائے دیتی ہوں۔

شمو۔ شاہدہ۔ راشدہ آ چکی تھی۔ میں نے شاہدہ اور شمو سے کہا "تم دونوں کو ملہار گانا پڑے گا" شاہدہ چھالیہ کھاتے ہوئے بولی "ضرور ہم تیار ہیں لیکن ہمیں ملہار نہیں آتے اس لئے اگر تم اندرا اور کملا کو بلا لو تو بس جھولے کا مزا ہی آ جائیگا۔ اس رائے سے سب نے اتفاق کیا اور تھوڑی ہی دیر میں اندرا اور کملا بھی تشریف لے آئیں۔

ہم سب جھولے پر بیٹھ گئے اندرا نے ایک عمدہ سا ملہار شروع کیا اور ہم سب بھی گانے میں شریک ہو گئے اب پھر پھوار پڑنے لگی تھی بہت ہی لطف آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد یہ طے پایا کہ آنکھ مچولی ہونی چاہئے۔ ابھی ہم نے کھیل شروع نہ کیا تھا کہ مجھے آواز آئی "ناہید ارے او ناہید" میں سمجھ گئی کہ یہ آواز بھیا کی ہے۔ میں گھر کی طرف جاتی ہوئی سوچتی تھی بہت کوفت ہوئی کھیل میں سے بلا لیا۔ بھیا برآمدے میں کھڑے تھے مجھے دیکھتے ہی بولے "مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے کچھ کھانے کو دو" یہ سُنکر مجھے بڑا غصہ آیا میں بولی "تو امی سے کہئے نا کھانا دیدیں گی۔ بھیا اکڑ کر بولے "ہم تو وہ چیزیں کھائیں گے جو تم تیار کر رہی ہو" میں جھلا کر بولی ہرگز نہیں وہ تو ہمارے لئے ہیں" بھیا بھی غصے سے بولے اچھا تو پھر میں کھا کر بتا دوں گا۔ میں ان کا منہ چڑھا کر باغ میں آ کر کھیل میں شریک ہو گئی

اب ہم کھیل کر تھک چکے تھے لہذا کھانا پکانے کا سامان ہونے لگا۔ شمو درخت کے نیچے بیٹھتے ہوئے بولی "اندرا اور کملا تم دونوں پوری اور ترکاری بناؤ کیونکہ یہ چیزیں تمہارے یہاں اچھی بنتی ہیں اور ہم لوگ حلوا اور سموسے بنائیں گے" یہ بات سب نے پسند کی چند ہی منٹ بعد ہم سب اپنے کام میں مشغول نظر آ رہے تھے۔

دو گھنٹہ بعد سب چیزیں تیار ہو گئیں۔ باقی کھانا امی نے گھر سے بھجوا دیا تھا۔ اب دستر خوان چنا گیا اور ہم سب کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ گرم گرم چیزیں کھانے میں بڑا ہی لطف آ رہا تھا۔ کبھی کبھی ہم لوگوں پر ایک دو کنکر اوپر سے گر پڑتے جس کا ہم نے کوئی خیال نہیں کیا لیکن تھوڑی دیر بعد شاہدہ کی پلیٹ میں ایک کافی بڑا

لنگڑا آکر گرا۔ امداشدہ سموسہ کھاتے ہوئے بولی "کوئی پرندہ ہوگا" ابھی ہم اچھی طرح کھانے نہ پائے تھے کہ ایک دھماکہ کی آواز آئی۔ ہم نے پیچھے مڑکر جو دیکھا تو ہم سب پر لرزہ طاری ہوگیا۔ ایک کالی ڈراؤنی چیز ہم سب کو گھور رہی تھی ہم سب دہشت زدہ ہوکر چیختے ہوئے گھر کی طرف بھاگے ہمارے چیخنے کی آواز سن کر امی بیچاری حیران و پریشان ہماری طرف بھاگیں۔ ہم سب کے سب امی سے چمٹ گئے۔ اب امی پوچھ رہی ہیں کہ "کیا ہوا۔ آخر کیا بات ہے" لیکن یہاں سب کی گھگھی بندھی ہوئی تھی۔ کسی کے منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ دو منٹ بعد جب ذرا حواس درست ہوئے تو شمو بڑی مشکل سے ڈرتے ڈرتے بولی "خالہ جان ایک بھوت ہمارے اوپر کود پڑا" اتنا سننا تھا کہ بیچاری گھبرا گئیں۔ (پرانے خیالات کی قائل خاتون ہیں) اور بولیں "اے بے لڑکیوں تم نے تو غضب کا دل گردہ پایا ہے۔ باغ میں اکیلی گھومتی پھرتی ہو۔ خدا بھلا اور بہر آفت سے بچائے۔ یا اللہ کسی پر برا وقت نہ ڈالے توبہ توبہ" چلو میرے ساتھ اور مجھے بتاؤ وہ جگہ۔ ہم سب ڈرتے سہمے قدم بڑھاتے باغ کی طرف چلے شاہدہ آنکھیں مٹکا کر بولی "میں تو اسی وقت سمجھ گئی تھی جب میری پلیٹ میں لنگڑا آکر گرا تھا" انہوں نے (امی نے) سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی ہے رام رام جانے کیا بلا ہے بھگوان دیا کرے" غرض ہم سب اپنے خیالی گھوڑے دوڑاتے ہوئے درخت کے پاس پہونچے ہمارے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی یہ حضرت بھوت ہمارے بھیا محترم تھے جو جلدی جلدی عمدہ عمدہ چیزیں کھانے میں مصروف تھے ہمیں دیکھتے ہی جلدی سے گھر کی طرف چلدیئے ان کے ہمراہ

بدحواسیاں بقیہ صفحہ ۱۹۔ میرے دماغ میں تو وہی شرارت چکر لگا رہی تھی۔ اس لئے بالکل بے خیالی میں کاپی نیچے کرکے انگوٹھا آگے بڑھا دیا۔ استانی پڑھنے میں اتنی منہمک تھیں کہ انگوٹھا ہی پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر تمام کلاس ہنس دی میں نے بھی گھبرا کر اپنا انگوٹھا چھڑا لیا۔ اور کھسیانی ہوکر اپنے ڈیسک پر واپس آگئی۔ بےچاری استانی بھی شرمندہ ہوکر رہ گئیں۔

۴۔ بھائیجان کمرے میں داخل ہوئے تو مارے ہنسی کے انکا برا حال تھا۔ ان کو اس طرح بے تحاشہ ہنستے دیکھ کر سب نے ان کو گھیر لیا۔ اور ہنسی کا سبب پوچھنے لگے۔ آخر تھوڑی دیر بعد جب ہنسی کم ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ آج وہ بازار جاتے ہوئے جب مسجد کے سامنے سے گذرے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی مسجد کی نیچے کی سیڑھی پر بیٹھا رو رہا ہے یہ دیکھ کر بھائی جان ٹھہر گئے۔ اور اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا۔

اے صاحب نماز پڑھنے آیا تھا۔ اوپر جا رہا تھا بس مسجد کی پھسلیوں پہ سے جو سیڑھا تو سیڑھتا ہی چلا گیا ساری چڈیاں پور پور ہوگئیں (مسجد کی سیڑھیوں پر سے جو پھسلا تو پھسلتا ہی چلا گیا ساری ہڈیاں چور چور ہوگئیں) یہ سنکر ہم سب کا بھی مارے ہنسی کے برا حال ہوگیا اور کافی دیر تک سب دیوار قہقہہ بنے رہے۔

شمسہ ظہیر الدین (ناگپور)

ہم پیچھے امی ڈانٹتی ہوتی گئیں۔ ادھر ہم سب کا ہنستے ہنستے برا حال تھا ہم سب اپنی بزدلی پر قہقہے لگا رہے تھے ہمارے قہقہوں سے پورا باغ گونج رہا تھا۔

محسنہ قطب الدین

بدحواسیاں

۱- آج میں نے اپنی خاص خاص سہیلیوں کو ٹی پارٹی دی تھی چائے پینے کے بعد ہم سب لان پر جا بیٹھے اور نسرین سے گانے کی فرمائش کی۔ کیونکہ وہ بہت اچھا گانا جانتی تھی پہلے تو اس نے بہت تکلف کیا۔ لیکن اس شرط پر راضی ہوئی کہ اس کے بعد تمام لڑکیاں گانا سنائیں۔ باری باری سے ہر لڑکی نے گانا سنایا۔ لیکن جب میری باری آئی تو میں نے غذر پیش کرتے ہوئے کہا۔ بھئی دیکھو میرا تو گلا آج کل خراب ہے۔ اگر کہو تو اپنے بارے کا گانا بھائی جان سے سنوا دوں۔ اس پر سب لڑکیاں تیار ہو گئیں اور میں جا کر بھائی جان کو بلا لائی۔ اور اپنی سہیلیوں سے ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا "آپ میرے بھالازاد خالی ہیں (خالہ زاد بھائی) یہ سنکر سب لڑکیاں اور بھائی جان ہنس دیئے اور میں کھسیانی ہو گئی۔ اسکول میں ابھی تک لڑکیاں مجھے بھالازاد خالی کہہ کر چڑھایا کرتی ہیں۔

۲- ابھی میں اسکول سے آئی ہی تھی اور اپنی کتابیں درست کر رہی تھی کہ اتنے میں باغ میں سے بڑی زور زور سے چیخنے اور دوڑنے کی آوازیں آئیں۔ ایکدم گھبرا کر میں باغ میں چلی گئی۔ وہاں دیکھا کہ مالی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہے اور ایک ڈنڈا لئے ہوئے چیختا ایک کتیا کے پیچھے دوڑ رہا ہے مجھے دیکھ کر رک گیا۔ تو میں نے وجہ پوچھی کہنے لگا "دیکھئے نا بے بی! یہ نالائق کتیا روزانہ آک تلے نیم ہے اور بھاگتا ہوں تو مارتی نہیں ہے" (نالائق کتیا روز نیم تلے اوکتی ہے اور مارتا ہوں تو بھاگتی نہیں ہے) مالی کو غصہ میں اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوا اور مجھے اس بری طرح ہنسی آئی کہ وہاں سے سیدھی اپنے کمرے میں پہنچی اور خوب پیٹ بھر کر ہنسی۔ اب بھی مالی کی شکل دیکھ کر مجھے وہی فقرہ یاد آجاتا ہے۔ اور بے اختیار ہنستے لگتی ہوں۔

۳- ہماری کلاس شرارت کرنے میں اسکول بھر میں مشہور تھی۔ ہم لوگوں کی نئی شرارت یہ تھی کہ اگر کوئی لڑکی ہماری کلاس سے کوئی چیز مانگتی تو پہلے تو ہم لوگ اسے اپنی کلاس میں لے آتے اور جس چیز کی اسے ضرورت ہوتی وہ اس کی طرف بڑھاتے لیکن جیسے وہ لینے کو ہاتھ بڑھاتی تو چیز کو پیچھے کر کے انگوٹھا آگے بڑھا دیتے اور بے چاری لڑکی جلدی میں انگوٹھا ہی پکڑ لیتی۔ اس طرح بہت سی لڑکیاں بے وقوف بن چکی تھیں۔

ایک روز ہمارے حساب کا گھنٹہ تھا۔ استانی صاحبہ ذرا دیر میں کلاس میں آئی تھیں۔ جب تک وہ آئیں ہم لوگ آپس میں یہی شرارت کرتے رہے۔ لیکن جیسے ہی وہ آئیں۔ ایکدم ہم سب خاموش ہو گئے۔ ان استانی صاحبہ سے ہم لوگوں کو بے حد ڈر لگتا تھا۔ انہوں نے آکر ہم لوگوں کو سوال دے دیئے اور خود بیٹھ کر کوئی کتاب پڑھنے لگیں سب سے پہلے میرا سوال حل ہو گیا اور میں نے کر لیا اتنی دیر میں اور بھی لڑکیاں کر چکیں اور سب استانی صاحبہ کی طرف متوجہ تھیں انہوں نے کاپی لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا (بقیہ صفحہ ۱۸ کالم ۲)

تیتریوں کا کھیل

یہ کھیل کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ لڑکیوں میں کھیلا جا سکتا ہے۔ آپ صرف پندرہ لڑکیوں سے کھیل شروع کیجئے ایک جماعت دس لڑکیوں کی اور ایک جماعت چار لڑکیوں کی بنائیے۔ اور ایک لڑکی ریفری بنے جو سیٹی کے ذریعہ کھیل کو شروع کرے اور نیچے لکھا ہوا گانا گاتی جائے۔ پہلے دس لڑکیاں آپس میں ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو جائیں۔ اور چار لڑکیوں کو تتلی بنائیں۔ جو درمیان میں کھڑی ہوں گی۔ تتلی بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ خوب گہرے مختلف رنگ کے دوپٹے شانوں پر پیچھے کی جانب ڈالیں اور دونوں جانب دوپٹے کے سرے لٹکا کر پشت پر سیفٹی پن سے اٹکا دیں۔ تاکہ ہاتھ اٹھانے میں دوپٹہ نہ گر سکے۔ گویا یہ تتلیوں کے پر ہو گئے۔ اب ریفری سیٹی بجائے فوراً ہی پہلی جماعت کی لڑکیاں ہاتھ جوڑ کر اپنی اپنی ہاتھ کی انگلیوں سے انگلیاں جوڑ کر پھول کی شکل بنالیں اور تتلیاں درمیان میں داخل ہو کر اوپر کی جانب ہاتھ اٹھا اٹھا کر اپنے پروں کو ہوا میں اڑاتی رہیں۔ اور تتلیاں لڑکیوں کے پاس جا کر پھول سونگھیں اور منہ بنا بنا کر ایک لڑکی کے پاس سے باہر نکل جائیں اور پھر دوسری لڑکی کے پاس سے اندر واپس آجائیں حلقہ کی لڑکیاں اور ریفری برابر شعر کو دو دو مرتبہ گاتی جائیں۔ اس عرصہ میں تتلیاں بھی ایک پھیرا پھیر کر دوسرے پھیرے میں ایک لڑکی کا پھول سونگھے گی گویا یہ پھول پسند آیا۔ اب وہی لڑکی تتلی بنا دی جائے۔ اور تتلی اپنے ہاتھوں کو پھول بنا کر حلقہ کی لڑکیوں میں شامل ہو جائے۔ پھر دوبارہ اسی طرح سے کھیل جاری رہے۔ یہ کھیل نہایت پُرلطف اور اچھا ہے جس وقت سب لڑکیاں یک زبان ہو کر گاتی جاتی ہیں۔ اور تتلیاں خوش ہو ہو کر اپنے پر ایک عجیب انداز میں ہلاتی ہیں اڑتی ہیں تو بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ گانا یہ ہے:۔

تتلی تتلی ادھر آ

رنگ رنگیلی تتلی اِدھر آ — کالی پیلی تتلی اِدھر آ
سُن لے میرا راگ — چھیل چھبیلی تتلی اِدھر آ
آ کر اندر باغ — میرے پھول کا شہد
اور اسی پر جیتی ہے — تو رس پھولوں کا پیتی ہے
زرد لال ہری — تو کیسی خوبصورت ہے
ظالم تو ڈھاتی ہے لنکا — پر ہے تیرا برقی پنکھا
میں تجھے نہ چھوڑونگی — اپنا پر مجھے دکھا

نیلی پیلی تتلی اندر باہر
میں تجھے نہ چھوڑوں گی

سلیم الزہرا بیگم

دوست

دوست ہماری رُوح کا آئینہ ہے وہ ہماری آرزوں اور امیدوں کا مرکز ہے۔

سچا دوست خدا کی رحمت ہے۔ جسے ایک سچا دوست مل گیا اسکے سامنے تمام دنیائی نعمتیں کچھ بھی نہیں۔

بحرِ حیات کے تھپیڑے کھائی ہوئی روح دوستی کی آغوش میں لیٹ کر جنّت کی خوشی حاصل کرتی ہے۔

باپ کے دروازے سے دھتکارے ہوئے بچے کو ماں کی ماری ہوئی ماں کی گود جتنی پیاری لگتی ہے جیٹھ کی دوپہر میں سفر کرنے والے مسافر کو درخت کا سایہ جتنا طراوت بخش ہوتا ہے اتنی ہی ہاں اتنی ہی راحت دوست کی دوستی سے ملتی ہے۔

دوست ماں ہے دوست باپ ہے۔ دوست بھائی ہے وہی بہن ہے وہی استاد ہے غرضیکہ دوست کا رشتہ عالمگیر ہے۔ لیکن دوست، دوست میں بڑا فرق ہے اس سے بھی زیادہ فرق جتنا دوست دشمن میں ہوتا ہے۔ سچا دوست رہنما ہے تو جھوٹا دوست شیطان۔

دوست کی چوٹ میں بھی لذت ہے۔ جانی دوست کی چوٹ کھا کر بھی اگر تو نہ سنبھل سکا تو اے دل تیرا دوست کہلانا فضول ہے۔

صفیہ بیگم

ذرا ہنسیے

کتاب بیچنے والا:۔ اس کتاب میں تیرنا سیکھنے کے لئے اچھی اچھی ہدایتیں درج ہیں:

خریدار:۔ کیا سچ۔

کتاب بیچنے والا:۔ جی ہاں جب آپ ڈوبنے لگیں تو اس وقت صفحہ ۲۴۴ کھول کر دیکھ لیں۔ وہاں ڈوبنے سے بچ جانے کی کئی ترکیبیں درج ہیں۔

عبدالرحمٰن

۱۔ ایک مرتبہ بھائی صاحب کہیں جا رہے تھے جلدی میں بجائے ٹوپی کے ٹکوزی سر پر رکھ لی اور جانے لگے میں نے جو دیکھا تو کہا ارے آپ یہ کیا پہن کر جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ٹوپی ہے اور کیا ہے میں نے کہا نہیں بھائی ٹوپی نہیں ٹکوزی ہے انہوں نے اتار کر دیکھا تو جھینپے اور ہم سب خوب ہنسے۔

۲۔ ایک مرتبہ ہم سب گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے میرے برابر ایک اور صاحبہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ دو بچے تھے اچھن اور ننھن گاڑی اسٹیشن پر رک کر چلی تو انہوں نے گھبراہٹ میں چیخنا شروع کیا اچھن اچھن ارے میرا اچھن اسٹیشن پر رہ گیا میں نے جب کہا جناب اچھن کے سر پر تو آپ ہاتھ رکھے بیٹھی ہیں تو بہت جھینپیں اور ہم لوگوں کے ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ گئے۔

۳۔ ایک دن والد صاحب جلدی میں باہر سے آئے اور مجھ سے روپے مانگے میں روپے لینے دوڑی کنجی میرے ہاتھ میں تھی اور میں ہر جگہ ڈھونڈتی پھر رہی تھی چھوٹے بھائی نے مجھکو ہر بار جو اس دیکھ کر کہا کہ کنجی تو آپ ہاتھ میں ہے میں نے بکس کا قفل کھول کر روپے دیئے اور سب لوگ خوب ہنسے۔

ستارہ بیگم

عقل کا امتحان

معمہ نمبر ۱ بتاؤ! ایک لڑکے کے پاس دھاگے کے دو ٹکڑے تھے۔ ان میں سے ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کی لمبائی سے دوگنا تھا۔ لڑکے نے ہر ٹکڑے میں سے چھ چھ انچ کاٹ ڈالے۔ اس کے بعد دیکھا کہ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے ٹھیک تین گنا لمبا تھا بتاؤ کہ وہ ٹکڑے پہلے کتنے لانبے تھے؟

معمہ نمبر ۲ ایک بھائی بہن گھنٹہ گھر کے نیچے کھڑے ہوئے تھے کہ اتنے میں چھ بجنے کی آواز آئی جب گھنٹے بج رہے تھے بھائی نے اپنی گھڑی دیکھی اور بہن سے کہا "چھ گھنٹے بجنے میں تیس سکنڈ لگے"۔ بہن نے فوراً سوال کیا "تو بارہ گھنٹے بجنے میں کتنا وقت لگے گا؟" بھائی نے جواب دیا "۶۰ سکنڈ"۔ بھائی کا جواب بالکل غلط تھا۔ بتاؤ کہ کیوں؟ صحیح کیا ہونا چاہئے؟

معمہ نمبر ۳ گاڑی خانے والے کو یہ حکم دیا گیا کہ ۵۹ آدمیوں کے لئے گاڑیاں بھیجی جائیں۔ گاڑی خانے کے مالک کے پاس سے دو قسم کی گاڑیاں آئیں ایک قسم ایسی کہ جس میں نو نو آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ دوسری قسم ایسی جس میں چار چار۔ گاڑی خانے والے نے اتنی گاڑیاں بھیجیں کہ ان میں ۵۹ کے ۵۹ سما گئے کوئی جگہ خالی نہ بچی بتاؤ کس حساب سے آدمی بیٹھے؟

نوٹ۔ ان معموں کو خود حل کرنا اس کے بعد مندرجہ ذیل جواب سے ملا کر دیکھو۔

حل نمبر ۱ شروع میں دھاگہ کا ایک ٹکڑا بارہ انچ لمبا تھا اور دوسرا ٹکڑا چوبیس انچ۔ ہر ایک میں سے چھ چھ انچ کاٹ ڈالنے کے بعد چھوٹا ٹکڑا چھ انچ لمبا رہ گیا۔ اور بڑا ٹکڑا اٹھارہ انچ۔

حل نمبر ۲ گھڑی کو بارہ گھنٹے بجانے میں چھیاسٹھ سکنڈ لگیں گے۔ دیکھو پہلے اور چھٹے گھنٹے کے بجنے میں پانچ وقفے ہوئے اور ہر وقفہ چھ سکنڈ کا تھا۔ (اس طرح) ۳۰ ÷ ۵ = ۶ اسی طرح بارہ بجتے وقت پہلے اور بارہویں گھنٹے کے درمیان گیارہ وقفے ہونگے اور جب ہر وقفہ ۶ سکنڈ کے برابر ہے تو گیارہ وقفے ۶۶ سکنڈ ہونا چاہئے۔

حل نمبر ۳ پہلی قسم کی گاڑی میں نو آدمی بیٹھے۔ باقی رہے بچاس یہ عدد چونکہ چار سے تقسیم نہیں ہو سکتا اس لئے دوسری قسم کی گاڑی میں نہیں بٹھائے جا سکے اب دیکھو پہلی قسم کی دو گاڑیاں لو۔ ان دونوں میں اٹھارہ آدمی بیٹھے اور اکتالیس باقی رہ گئے اب بھی یہ دوسری قسم کی گاڑی میں برابر تقسیم نہیں ہو سکتے۔ اب پھر پہلی قسم کی تین گاڑیاں لیجئے ان میں ۲۷ آدمی بیٹھے رہے ۳۲ اب یہ نمبر ۴ سے برابر تقسیم ہو جاتا ہے ۳۲ ÷ ۴ = ۸ اس لئے دوسری قسم کی آٹھ گاڑیاں ہونگی اور پہلی قسم کی ۳ اس طرح جگہ باقی نہ رہیگی اس سے معلوم ہوا کہ پہلی قسم کی ۳ گاڑیاں اور دوسری قسم کی ۸ گاڑیاں گاڑی خانے کے ...

ھنڈکلیا

حلوا ناریل

اشیاء۔ ناریل آدھ پاؤ۔ شکر ڈیڑھ پاؤ گھی دو چھٹانک۔ دودھ سیر بھر کیوڑہ حسب ضرورت۔ **ترکیب**۔ اول ناریل کو تھوڑی دیر پانی میں ڈالکر اس کا چھلکا صاف کرلیں۔ پھر کدوکش کرلیں اور دو سیر دودھ میں خوب پکائیں۔ جب دودھ خشک ہونے لگے تو دھیمی آنچ پر تھوڑا تھوڑا گھی ڈالکر چلاتے جائیں۔ سُرخی آنے پر شکر ڈالدیں۔ اور تھوڑی دیر پکنے دیں۔ تاکہ شکر خوب مل جائے۔ جب خشک ہوجائے تو ٹھنڈا ہونے پر حسب ضرورت کیوڑہ اور چاندی کا ورق ڈالکر نوش فرمائیں۔ بیحد لذیذ اور خوش ذائقہ ہوگا۔ عرصہ تک رکھنے سے خراب نہیں ہوتا۔

نان ختائی

اشیاء۔ میدہ آدھ پاؤ۔ شکر باریک پسی ہوئی آدھ پاؤ۔ گھی آدھ پاؤ انڈا ایک عدد۔ **ترکیب**۔ میدہ اور شکر خوب اچھی طرح ملالیں بعد کو تھوڑا تھوڑا گھی ڈالکر خمیری آٹے کے مانند پھینٹیں۔ یہاں تک کہ تینوں اشیا ایک جان ہوکر لوا بن جائے پھر سینی یا فرائی پان میں کاغذ بچھا کر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر پڑیوں کے مانند توڑیں بعد کو خوب پھینٹی ہوئی انڈے کی سفیدی اُوپر لگا کر کسی برتن سے ڈھانک دیں اُوپر نیچے برابر کی ہلکی آنچ پر پکائیں سُرخی آجانے پر اتارلیں بہترین ناشتہ ہے۔

بدر النساء بی۔اے

انڈوں کا حلوا

انمونے کے مطابق، انڈے تین عدد شکر ڈیڑھ چھٹانک گھی ایک چھٹانک کیوڑہ ایک ماشہ۔ زعفران مناسب۔ **ترکیب** انڈوں کے سفید اور زرد کو یکجا کرکے گھی اور شکر ڈالدیں۔ چمچہ ہلاتی رہیں۔ جب ایک تار جیسا بن جائے تو آنچ پر رکھدیں۔ یہ خیال رہے کہ آنچ دھیمی رہے چمچہ برابر ہلاتی رہیں۔ جب سُرخ ہوجائے اور گونیاں بن جائیں تو آگ سے اتار لیں۔ زعفران کو کیوڑے کے عرق میں ملاکر حلوے میں ڈالدیں۔ اور کچھ دیر کے لئے دیگچہ کا مُنہ بند رکھیں تاکہ خوشبو حلوے میں جذب ہوجائے چاہیں تو بادام کشمش پستہ وغیرہ ڈالدیں بہت مزیدار حلوا تیار ہوگا۔

مس طلا نسرین

گاجر اور چنوں کی دال کا لذیذ حلوا

اشیاء زرد گاجر پاؤ سیر دودھ شکر پاؤ سیر چنوں کی دال پاؤ سیر گھی پاؤ سیر الائچی خورد ۲ عدد پستہ بادام ڈیڑھ چھٹانک گاجر کے گول گول پتلے کاٹیں پھر گاجر اور چنوں کی دال کو پانی میں اتنا پکائیں کہ دال اچھی طرح گلجائے پھر انکو پیس لیں اور دودھ ملاکر علیحدہ رکھیں۔ اب گھی میں شکر ڈالکر بھونیں جب بادامی رنگ ہوجائے تو دودھ میں ملی ہوئی گاجر ڈالدیں اور کفگیر برابر چلاتی رہیں جب گھی چھوڑنے لگے تو اتارلیں اور الائچی پیس اور بادام پستہ کی ہوائی چھڑک دیں یہ حلوا دماغ کی کمزوری

سیّدہ کی بیٹی

(کا)

پانچواں اڈیشن

حضرت زینب کبریٰؑ کی مفصل مکمل اور جامع سوانح عمری، جو رازق الخیری صاحب کی کئی سال کی تحقیق و تلاش اور محنت و جانفشانی کا نتیجہ ہے۔ یہ حالات زندگی رسول اکرم کی اس لاڈلی بیٹی کے ہیں جس نے اسلام کے استحکام کے لئے حسینؑ جیسے پیارے بھائی، جگر کے ٹکڑے قربان کرنے کے بعد اتنی اذیتیں اٹھائیں کہ ان واقعات کے خیال سے قلب انسانی تھرا جاتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ بزرگوں کا خون، تربیت، ماحول اور صحبت کا انسان کی طبیعت پر کس قدر گہرا اثر پڑتا ہے۔

"سیّدہ کی بیٹی" بتائے گی کہ اسلام کسے کہتے ہیں؟ انسانیت کیا چیز ہے؟ دنیاوی تعلقات کا مطلب کیا ہے؟ شوہر کی رضامندی، بچوں کی تربیت اور بہن بھائیوں کی محبت کیا معنی رکھتی ہے؟

اسلامی تاریخ سے واقفیت ہونے کے علاوہ اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ واقعۂ کربلا کے حقیقی اسباب کیا تھے۔ اور کربلا کے بعد کیا ہوا۔ کربلا کا حال اس قدر درد انگیز ہے کہ ہچکی بندھ جاتی ہے۔ کوفہ اور دمشق میں حضرت زینب کبریٰؑ کی تقریریں اور مکالمے، سفر شام اور مدینہ کی واپسی سے وفات تک کے حالات کے بعد سیّدۃ النساء کی بیٹی کی انسانی اور اسلامی خوبیوں اور مختلف نسوانی حیثیتوں پر بحث ہے۔ کتاب شروع سے آخیر تک درد و اثر میں ڈوبی ہوئی ہے۔ چار اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ یہ کتاب پانچویں مرتبہ چھپی ہے۔

قیمت:- دو روپے چار آنے (۲/۴) قسم خاص آرٹ پیپر پر تین روپے (۳/-)

(ملنے کا پتہ)

عصمت بک ڈپو۔ کراچی ۳

ESTD.1927 REGD.No L. S. 1083

THE BANAT DELHI



ایڈیٹر۔ رازق الخیری

ہر انگریزی مہینہ کی ۱۳ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
کراچی ۳

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک
دو روپیہ

مضمون نگار حضرت علامہ راشد الخیری کی تصانیف

تاریخ و سیرت

آمنہ کا لال
سیدہ کا لال
الزہرا
نوبت پنج روزہ یاد و ماہ ظفر
دربار خاتون ۵ر
امین کا دم واپسیں ۴ر
دلی کی آخری بہار
بزم رفتگاں ۱۰ر
داستان پارینہ ۱۲ر

مذہبی مضامین

احکام نسواں
محسن حقیقی ۶ر
دعائیں ۸ر
قرآنی قصے
زیور اسلام

سیاسی صحافی سیاسی مضامین

شہید مغرب
یادگار تمدن ۶ر
عالم نسواں ۸ر
سیاست ہند

مضامین کے متفرق مجموعے

عروس... ۱۰ر
...
مسلمانوں ... ۱۲ر
نالۂ زار ۴ر
بلبل ... ۱۰ر
... ۴ر
شادی ... ۸ر
... ۶ر
بے فکری کی آخری دن ۴ر
چمنستان ...
...

اصلاحی معاشرتی ناول

حیات صالحہ
منازل السائرہ حصہ اول
صبح زندگی
شام زندگی
شب زندگی دو حصے
نوحۂ زندگی ۱۲ر
طوفان حیات
جوہر قدامت

اسلامی تاریخ بطرز ناول

ماہ عجم
عروس کربلا
یاسمین شام
محبوبۂ خداوند ۱۲ر
... نسواں
شہنشاہ کا فیصلہ ۴ر
... ۵ر
شاہین و دراج
... شہوار

مزاحیہ افسانے

نانی عشو ۱۰ر
... ۹ر
دادا... ۸ر

نظموں کے مجموعے

رود ... ۱۰ر
... ۴ر

ادب لطیف و انشا

قلب حزیں
لڑکیوں کی انشا ۱۲ر
سلی ہوئی پتیاں ۶ر

لڑکیوں کی انشا ... طرح

اصلاحی معاشرتی افسانے

بنت الوقت ۸ر
سرپیٹ مغرب ۸ر
فسانۂ سعید
سودائے نقد ۵ر
تمغۂ شیطانی ۱۲ر
سات روحوں کے اعمالنامے ۸ر
نور کی لہری شہزادیاں
سبز رنگ ۱۰ر
ستونتی ۶ر
سوکن کا جلاپا ۵ر
موودہ ۶ر
تفسیر عصمت ۵ر
انگوٹھی کا راز ۴ر
منازل ترقی ۴ر
بچہ کا کرتہ ۴ر
دنیا کی سرگزشت ۴ر
میار عالم ۴ر

مختصر افسانوں کے مجموعے

جوہر عصمت
سیلاب اشک
طوفان اشک
قطرات اشک
فسانۂ ...
نسوانی زندگی ۸ر
گلدستۂ عید ۸ر
گوہر مقصود ۶ر
گرداب حیات
بساط حیات ۶ر
حور اور انسان ۱۲ر
نشیب و فراز ۴ر

کھانا پکانے کی مستند کتابیں

عصمتی دستر خوان
مشرقی مغربی کھانے
عصمتی ہنڈ کلیا
ناشتہ
بچوں کے کھانے ۸ر
بیماروں کے کھانے ۱۰ر
خانگیہ کھانے ۹ر

دیگر تصانیف محترمہ آمنہ نازلی

دولت پر قربانیاں ... ۸ر
... لطیفے
عقل کی باتیں ۸ر
ہنسی کی باتیں ۸ر

تصانیف منشی پریم چند

دودھ کی قیمت (افسانے)
روحانی شادی (ڈرامہ) ۹ر

تصانیف رازق الخیری

... راشد ۸ر
عصمت کی کہانی

تصانیف مولانا سیماب اکبر آبادی

زنانہ ... (۲ حصے)
... زندگی ۹ر
شباب زندگی ۹ر

تصانیف صاحبزادہ ولی احمد ...

... دنیا ...
... زنانہ خطوط ۹ر

کچھ اور زنانہ کتابیں

...
... ۹ر
... ۴ر

دستکاری کی بہترین کتب

عصمتی کروشیا
عصمتی کشیدہ
گلزار و رشتہ ...
گلدستۂ کشیدہ
گلشن زہرہ
چمنستان خیاطی سوئی کا کام
گلستان خیاطی
موتیوں کا کام
سلمہ ستارہ کا کام
اونی کام سلائیوں سے
گوٹہ کناری کا کام
جالی کا کام
تارکشی کا کام
گلدستۂ تارکشی
کراس اسٹیچ ورک
جوہر نسواں راشد الخیری نمبر
شمیم سوزن کاری
خواتین کی دستکاریاں ۸ر
لکڑی کا باریک کام ۸ر
وصلی کا کام ۸ر

عورتوں کی خاص کتابیں

زیب خانہ (۲ حصے)
سلیقہ شعار خانہ

نامور خواتین کے افسانے و ناول

انوری بیگم
جان بانو ۱۲ر
غیرت کی پتلی ۶ر
شہید وفا
بہار زندگی ۴ر
قسمت ... ۸ر

کچھ اور بہترین کتابیں

صنعت و حرفت
تندرستی ہزار نعمت ۴ر
بچوں کی تربیت ۱۰ر
آئینۂ موثر
...

تصانیف محترمہ خاتون اکرم مرحومہ

جمال ہمنشیں
گلستان خاتون و افسانہ ...
پیکر وفا ۸ر
بچھڑی بہنیں ۹ر

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا

مشیر نسواں یا زہرہ
سرگزشت ہاجرہ
تحریر النسا ۱۲ر
موہنی ۸ر

تصانیف محترمہ بلقیس بیگم

خانہ داری کے تجربات
مفید نسواں ۸ر

تصانیف محترمہ حجاب امتیاز علی

ادب زریں
نغمات موت ۶ر

تصانیف محترمہ سردار جہاں ...

پھلواری و باغبانی کے متعلق ۸ر
شہزادی نیلو فر کے لیے کہانیاں ۸ر

زنانہ افسانے و گیت

افسانۂ حرم ۶ر
دامن باغباں
دیہاتی گیت ۸ر

زنانہ نظمیں

شمع فراموش ۶ر
آئینۂ جہاں ۱۲ر

بچوں کے لیے کہانیاں

جاپانی کہانیاں
مزیدار کہانیاں
بچوں کی دنیا

خواتین کے لیے دوسرے مصنفوں کی کتابیں بھی عصمت ...

رسالہ بنات کراچی

اکیسواں سال | فہرست مضامین ماہ جنوری | جلد نمبر ۵

مدتِ خریداری ختم ہوگئی

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں اُن کے اس پرچے کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے اس لئے وہ آئندہ سال کا چندہ عہ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکار کی اطلاع دیدیں۔ ورنہ فروری کا رسالہ اُن کا وی پی حاضر ہوگا نہ صرف وصول کریں بلکہ ایسے نازک وقت میں ایک دو خریدار اور بنا کر بنات کی [illegible]

۷-۲۸-۴۴-۴۷-۷۷-۸۷-۱۱۴-۱۱۰-۱۲۵

۱۶۹-۱۸۲-۲۱۱-۲۸۸-۲۹۳-۲۹۵-۳۰۱-۶۸۵

۴۹۴-۷۰۱-۷۰۴-۷۲۲-۷۲۴-۷۲۵-۷۳۲-۷۳۳

۷۸۰-۸۰۲-۸۰۳-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۳-۸۱۴-۸۴۴

۸۴۲-۹۵۳-۹۶۲-۹۶۹-۹۷۵-۱۱۱۹-۱۱۳۰-۱۱۳۵

۱۱۲۷-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۳۲۲-۱۴۱۵-۱۴۲۸-۱۴۳۲-۱۴۳۵

۱۴۴۸-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۸-۱۴۶۳-۱۴۶۷-۱۴۶۹

۱۴۷۰-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۵-۱۴۷۹-۱۴۸۷

۱۶۹۰-۱۶۹۱-۱۷۲۰-۲۱۲۴-۲۲۲۱-۲۲۲۴-۲۲۵۲

۲۲۵۷-۲۲۵۸-۲۳۰۳-۲۳۰۷-۲۳۰۸-۲۳۰۹

۲۳۰۱-۲۲۶۱-۲۲۷۴-۲۲۹۴-۲۲۹۵-۲۳۱۲-۲۳۱۳

۲۳۱۶-۲۳۱۷-۲۳۲۱-۲۳۲۳ تا ۲۳۲۸-۲۳۶۱ تا ۲۳۶۴

تا ۲۳۶۶-۲۳۷۰-۲۳۷۴ تا ۲۳۸۰-۲۳۸۴ تا ۲۳۸۵

۲۴۱۷-۲۴۴۶-۲۴۹۶-۲۵۰۳-۲۵۵۵-۲۵۵۷

باہتمام رازق الخیری ایڈیٹر پرنٹر پبلشر مشہور آفسٹ پریس کراچی میں چھپکر دفتر عصمت متصل پارسی گرلز ہائی سکول کراچی ۳ سے شائع ہوا۔

ہماری باتیں

کراچی سے بنات شائع ہونے پر جن بچیوں نے اپنے خطوط میں خوشی کا اظہار کیا ہے میں ان سب کا ممنون ہوں اور چونکہ الگ الگ جواب نہیں دے سکتا اس لئے رسالہ کے ذریعہ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بنات جب جاری ہوا تھا اس وقت ابتدائی مشکلات تھیں مگر پریشانی نہ تھی لیکن یہ وقت اس دور سے بھی زیادہ سخت اور نازک ہے کہ رسالہ بالکل ہی بے سروسامانی کی حالت میں کراچی سے شائع کیا جا رہا ہے ستمبر سے دسمبر تک دفتر عصمت کی آمدنی بیس ہزار سے کم نہ ہوتی۔ دلی میں دفتر بند اور کراچی میں بغیر ایک پیسہ آمدنی کے کام شروع کیا گیا جس کے لئے کچھ نہیں تو دس ہزار روپیہ ہاتھ میں ہونے چاہیئے تھے۔ مشکلات قدم قدم پر ہیں لیکن خدا کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے اور انشاء اللہ وہی بیڑا پار کرے گا۔ مجھے سب سے زیادہ پریشانی آپا راشدہ بیگم صاحبہ کی طرف سے تھی ان کے ساتھ چار جوان لڑکیوں کا ہے خدا کا شکر ہے وہ بخیر و عافیت دلی سے کراچی آگئیں۔ اب دلی میں ان کے بڑے لڑکے عزیزی میاں شاہد الغفور سلمہ اور مطبوعات و دفتر کی حفاظت کیلئے میرے ماموں زاد بھائی حافظ احسان الرحمٰن صاحب عثمانی ہیں۔ امید ہے وہ بھی جنوری میں کراچی آجائیں گے۔ دلی میں میرے آمنہ نازلی منزل اور آپا راشدہ بیگم صاحبہ کے مکانات میں غیر مسلم ہیں مطبوعات عصمت میں سے کچھ آگئیں ہیں۔ بہت کچھ ابھی نہیں آئیں جو چیزیں ضائع ہوگئیں ان میں ستمبر اکتوبر کی منی آرڈر اور وی پی کی کوپنیں بھی تھیں۔ ان دو مہینوں میں ڈاک کی تقسیم میں گڑبڑ رہی۔ اس لئے دفتر سے جو وی پی بھیجے گئے وہ منگانے والوں تک پہنچے بھی یا نہیں ان کا پتہ چلنا مشکل ہے جن نئے خریداروں نے منی آرڈر بھیجے ان کے پتے کیا ہیں یہ کس طرح معلوم ہو۔ وی۔ پی جن کے نام گئے ان کے پتے ایک رجسٹر میں درج ہیں اور ان سب کو اکتوبر۔ نومبر دسمبر کا بنات دسمبر میں بھیجا گیا جنہوں نے منی آرڈر بھیجے تھے ان کی نظر سے یہ سطریں گذریں تو براہ کرم فوراً منیجر بنات و عصمت کراچی ۳۲ کو مطلع کریں۔ تاکہ بنات ان کے نام جاری کر دیا جائے ستمبر اکتوبر۔ نومبر میں بنات کے لئے جو مضامین بھیجے گئے تھے افسوس ہے وہ ضائع ہوگئے اس لئے مضمون نگار لڑکیاں مضامین اب کراچی روانہ کریں۔ بنات اعزازی طور پر جن کے نام جاتا تھا ان کے پتوں کا رجسٹر بھی نہ آسکا اور سب مجھے زبانی پتے یاد نہیں ہاں جن کے خطوط آتے جائیں گے ان کے نام رسالہ پھر جاری کر دیا جائے گا خیریت طلب خطوط میں سے میرے پاس بہت کم پہنچے اور بہت زیادہ نہ آسکے سب سے زیادہ پریشانی مجھے اس بات کی ہے کہ جو چیزیں ضائع ہوگئیں ان میں کچھ مسودے بھی تھے۔ میرا بہت قیمتی سرمایہ غیر مطبوعہ کتب کے مسودوں کا ہے کون سے مسودے ضائع ہوئے ابھی یہ معلوم نہ ہو سکا۔ بہرحال خداوند گار ہے بنات کی بچیاں اگر ایک ایک دو دو خریدار اس مہینے میں بنات کو ضرور دیں جن خریداروں کے پتے بدل گئے ہیں انکو معلوم ہوں تو ان کے پتے بھلوا دیں عمدہ عمدہ مضامین بھیجیں اور بنات کو پہلے سے زیادہ دلچسپ بنائیں

نماز

رات کا وقت تھا بچّے اپنے اپنے بستر ملا پر لیٹے تھے۔ تسنیم نماز پڑھ رہی تھی چھوٹی بہن تحسین غور سے تسنیم کو دیکھ رہی تھی۔ جب تسنیم نے نماز ختم کر لی تو تحسین نے پوچھا۔

باجی! یہ آپ کیا کر رہی تھیں۔؟

تسنیم۔ بہنا میں نماز پڑھ رہی تھی۔

تحسین۔ باجی نماز کیا چیز ہوتی ہے۔

تسنیم۔ بہن نماز اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کو ہم پر فرض کیا ہے۔ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے ہوتے ہیں اور ہم اُس کے سامنے جھک کر ادب سے اُسکی عبادت کرتے ہیں۔

تحسین۔ باجی نماز کتنے وقت پڑھی جاتی ہے؟

تسنیم۔ نماز دن رات میں پانچ وقت پڑھی جاتی ہے فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ فجر کی نماز صبح سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ عصر کی نماز کا وقت ظہر کی نماز کا۔ وقت گزر جانے کے بعد سے سورج ڈوبنے سے پہلے تک رہتا ہے۔ مغرب کا وقت سورج ڈوب جانے کے بعد سے شفق کے غائب ہو جانے تک رہتا ہے۔ عشاء کا وقت مغرب کی نماز کا وقت گزر جانے کے بعد سے صبح صادق کے پہلے تک رہتا ہے۔

اچھا تحسین! اب نماز کے فائدے بھی سُن لو۔ نماز پڑھنے سے ہمیں خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضری میسّر ہوتی ہے (۲) نماز پڑھنے سے دل آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہو جاتا ہے (۳) پانچ وقت نماز پڑھنے سے پابندی اوقات کا سبق ملتا ہے (۴) جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو ہم پاک صاف رہتے ہیں جس سے ہماری صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔

تحسین۔ تو باجی! ہم بھی صبح سے نماز پڑھیں گے ہمیں بھی نماز پڑھنی سکھا دیجئے۔

حمیرہ پروین

بقیہ مضمون صفحہ ۴

بھی نکل آتی ہیں۔

بال کو دھوپ دینا

بال کو دھوپ دینا بھی ضروری ہے جس طرح ہر پودے کو پانی اور دھوپ کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح بال کو بھی تیل اور دھوپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بال کو دھوپ ہمیشہ سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد دینی چاہیے کیونکہ اس وقت دھوپ بُری معلوم نہیں ہوتی۔

اگر میری بناتی بہنیں اس پر عمل کریں تو ان کے بال بہت اچھے رہیں گے۔

حمیرہ عبدالرؤف

بال

بال جیسی نعمت سے اللہ تعالیٰ نے سب کو سرفراز کیا بال ہی عورتوں کی زینت ہیں لیکن جن عورتوں یا لڑکیوں کے بال بڑے نہیں ہوتے یا فیشن میں آکر کٹا دیتی ہیں وہ کتنی بری لگتی ہیں۔ اس جگہ کی عورتوں لڑکیوں کے بال اکثر بڑے ہوتے ہیں۔ جہاں کھوپرہ بہت کھایا جاتا ہے جیسے بنگال۔ مدراس۔ حیدرآباد میں۔ اس جگہ بال بڑے کے چند آزمودہ طریقے اور تدبیریں بتاتی ہوں۔

تیل لگانے کا طریقہ

آپ ہمیشہ بالوں میں خالص کھوپڑے کا تیل لگائیں تیل کسی کٹوری میں لے لیں اور بالوں کے کئی حصے کرلیں اور سر حصے میں اچھی طرح سے تیل لگائیں اور پھر کچھ دیر کے لئے چھوڑ دیں۔ جب تیل اچھی طرح جڑوں میں پہنچ جائے تو نصف گھنٹے تک برابر کنگھی کریں۔ کنگھی بال کے ہر نائعف رخ پر کی جائے (یعنی الٹا سیدھا آڑا۔ ترچھا) بعض عورتوں کے بالوں کے آخری سرے پر ایک بال میں دو تین بال نکل آتے ہیں۔ ان بالوں کو خوب بھگایا جائے اور دوسرے تیسرے روز ان کو تھوڑا تھوڑا کاٹ دیں۔

بال دھونے کے طریقے

حیدرآباد کی عورتیں بال دھونے کے لئے املی استعمال کرتی ہیں۔ یہ اٹکن املی اور آٹے سے تیار ہوتا ہے۔ املی اور آٹے کو ملاکر اس میں اتنا پانی ڈالیں کہ پکنے پر یہ ربڑی کی مانند ہو جائے پھر یہ سوکھے بالوں میں خوب اچھی طرح سے لگائیں اور خوب ملنے کے بعد دھو ڈالیں

آملہ

آملے کے پانی سے دھونے سے بال کالے اور چمکدار ہوتے ہیں۔ رات کو آملہ بھگو دیجئے صبح اس کو مل کر سر دھوئیے۔ جب بال کچھ کچھ نم رہیں اس وقت کھوپرے کا تیل اچھی طرح سے لگائیں اور آدھ گھنٹے بعد کنگھی کریں۔

میتھی اور سیکاکائی

میتھی اور سیکاکائی کو بھی رات کو بھگو دیں اور صبح اس سے سر دھوئیں۔

تیل

تیل تو سب سے اچھا کھوپرے کا ہوتا ہے۔ اگر اس میں گڑہل کا پھول چھاؤں میں سوکھا کر ڈال دیا جائے اور میتھی بھی اور دو چار دن بعد خوب اچھی طرح سے مل کر دوسرے تیسرے روز لگایا جائے تو بہت اچھا ہے۔

بالوں کی صفائی اور دیکھ بھال

بالوں کی صفائی ضروری چیز ہے ورنہ بال گرنے لگتے ہیں اور پھر جب ٹھٹھر جاتے ہیں تو پھر کبھی نہیں بڑھتے۔ بال کی صفائی نہ کرنے سے بال میں جوئیں پڑ جاتی ہیں۔ یہ جوئیں بال کی بڑی دشمن ہوتی ہیں۔ بال کو ہمیشہ ان سے بچانے کی کوشش کی جائے کیونکہ یہ بعض اوقات صاف سر میں باقی صفحہ پر

ڈھوکا

پچھلے ماہ میری نظر سے ایک ۲۸ء کا رسالہ گذرا جسمیں ایک بہن نے بڑی دلچسپ کہانی لکھی ہے لیکن کیونکہ رسالہ بہت پرانا ہے اس وجہ سے بہت سی بہنیں اس کے پڑھنے سے محروم رہی ہوں گی۔ اس وجہ سے میں بناتی بہنوں کی دلچسپی کیلئے ان تہذیبی بہن کی یہ کہانی تھوڑی سی تبدیلی کے بعد دوبارہ شائع کرا رہی ہوں۔ امید ہے کہ بناتی بہنیں پسند کریں گی۔

ایک پرانی طرز کا مکان جو بالکل خستہ حال تھا اسمیں ایک بیوہ اپنی پندرہ سالہ لڑکی اور آٹھ سالہ لڑکے کے ساتھ زندگی گذار رہی تھی۔ لڑکی تو دن بھر ماں کے ساتھ گھر کا کام کراتی لیکن لڑکا کچھ کام نہیں کرتا تھا وہ بے حد شریر تھا اور اس کی شرارت سے دن بھر تمام محلے کے لوگ عاجز رہتے تھے اور حامد (لڑکے کا نام) کی ماں اور بہن الگ اسکی شرارتوں سے تنگ تھیں۔

ایک روز حمیدہ نہا رہی تھی۔ فہیمہ گھر کی صفائی میں مشغول تھی اور حامد کہیں کھیلنے گیا ہوا تھا۔ اتنے میں باہر سے زور زور سے رونے کی آواز آئی فہیمہ اپنا کام چھوڑ کر دروازے کی طرف دوڑی لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہونچے حامد زور زور سے روتا ہوا اندر آیا۔ اس کے سر میں ایک دیگچی پھنسی ہوئی تھی جو اس کی گردن تک آگئی تھی اور تمام منہ دیگچی نے اندر ڈھکا ہوا تھا۔ دیگچی کے اندر سے رونے کی آواز آرہی تھی یہ دیکھکر بیچاری فہیمدہ گھبرا گئی اور حامد سے بولی۔ ارے حامد۔ یہ اپنے سر میں کہاں کی بلا منڈھلا یا۔ ادھر آ میں نکالدوں

فہیمدہ نے ہزار کوشش کی کہ دیگچی سر سے نکل جائے لیکن نہیں نکلی تو بیچاری فہیمدہ گھبرا گئی اور رونا شروع کر دیا اتنا شور سنکر حمیدہ غسل خانہ میں سے نکلی اور بولی۔

حمیدہ۔ ارے فہیمدہ کیا بات ہے کیوں تم دونوں نے ملکر اتنا شور مچا رکھا ہے۔

فہیمدہ۔ اماں دیکھو تو۔ یہ حامد اپنے سر میں کیا بلا پھنسا کر آیا ہے کہ نکلنے کا نام ہی نہیں لیتی۔

حمیدہ۔ ہٹ جاؤ میں آکر نکالے دیتی ہوں۔

حمیدہ نے بھی آکر دیگچی نکالنے کی بے حد کوشش کی لیکن نہیں نکلی تو حمیدہ بھی رونے لگی۔ ان دونوں کو روتا دیکھکر حامد بھی اور زور زور سے رونے لگا۔ اتنا شور وغل سنکر محلے کی بہت سی عورتیں جمع ہوگئیں اور سب اپنی اپنی رائے دینے لگیں۔

ایک پڑوسن۔ میں تو کہتی ہوں کہ دیگچی پر پتھر مارو تو وہ ٹوٹ جائے گی۔

دوسری پڑوسن۔ نہیں بی کوئی وہ مٹی کی تھوڑی ہی ہے کہ ٹوٹ جائے گی میرے خیال میں نیچے سے ایک لکڑی اندر ڈال کر اس سے دیگچی کو اوپر اٹھانے کی کوشش کرو یہ صلاح سب کو پسند آتی ہے اور نیچے سے ایک لکڑی اندر ڈالی جاتی ہے لیکن لکڑی جاکر حامد کی ناک میں لگتی ہے اور وہ اور زور زور سے رونا شروع کرتا ہے۔

تیسری پڑوسن۔ توبہ توبہ۔ صبح کے نو بج رہے

میں اور بچہ اب تک بھوکا پیاسا دیگچی میں منہ ڈالے کھڑا ہے بے چارے کا بھوک کے مارے بُرا حال ہوگا۔

پہلی پڑوسن۔ میں بتاؤں۔ میرے گھر میں بہت سے کیلے رکھے ہیں تو ایک کیلا چھیل کر دیگچی کے اندر ڈال دو۔

حمیدہ۔ لیکن اندر اتنی جگہ تو نہیں ہے کہ کیلا کھایا جا سکے۔ زیادہ ضرورت پانی کی ہے۔ روتے روتے گلا سوکھ گیا ہوگا۔ کوئی پانی پلانے کی ترکیب کرو۔

ایک پڑوسن۔ اگر میری رائے مانو تو حامد کو زمین پر لٹا دو اور اس کا منہ اونچا کر کے ہنڈیا میں پانی ڈالو اس طرح اس کے منہ میں بھی جائے گا۔

دوسری پڑوسن۔ اس طرح تو سب اس کے گلے پرسے بہہ جائے گا۔ تم تو اسے الٹا لٹکا دو یعنی پاؤں پکڑ کر اور سر نیچے کر کے پہلے ہنڈیا میں پانی بھر دو اور پھر حامد کو سیدھا کھڑا کر دو تو دیگچی میں سے پانی گرے گا اور حامد کے منہ میں بھی چلا جائے گا۔

حمیدہ۔ نہیں نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ ایک تو میرا بچہ ویسے ہی رو رو کر ہلکان ہو رہا ہے اب جو کچھ جان باقی ہے وہ تم لوگ الٹا لٹکا کر نکال دو (روتے ہوئے) اب میں اپنے حامد کی صورت کس طرح دیکھوں گی۔ حمیدہ کو روتا ہوا دیکھ کر تمام پڑوسنیں بھی زور زور سے رونا شروع کر دیتی ہیں۔ اتنی رونے کی آوازیں اور شور و غل سنکر محلے کے منشی جی (جو بہت عقل مند سمجھے جاتے تھے) دوڑے ہوئے آئے اور دروازے کے پاس سے پکار کر کہا۔

منشی جی۔ آپ لوگ ذرا پردہ کر لیجئے میں آکر ابھی دیگچی سر سے نکالے دیتا ہوں۔

حمیدہ۔ منشی جی ذرا خیال رہے کہ دیگچی ہاتھ سے نہ جائے۔ میں نے بڑی مشکل سے خریدی ہے۔ احتیاط سے نکالئے گا

منشی جی۔ آپ مطمئن رہئے۔ میں ایسی ترکیب کروں گا کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

تمام عورتیں ایک طرف ہوگئیں اور منشی جی کو اندر آنے کی اجازت مل گئی۔ انہوں نے آتے ہی روتے ہوئے حامد کے سر پر پھنسی ہوئی دیگچی پر ہاتھ پھیر کر اپنی انتہائی شفقت کا ثبوت دیا اور پھر تھوڑی سی طاقت آزمائی کے بعد دیگچی سر سے نکال دی۔ لیکن دیگچی سر سے نکلتے ہی سب کی حیرت کی انتہا نہیں رہی جب انہوں نے دیکھا کہ دیگچی کے اندر سے بجائے حامد کے ایک اجنبی لڑکے کا چہرہ نمودار ہوا۔

فہمیدہ۔ ارے اماں کیا ہماری عقل پر پتھر پڑ گئے تھے کہ دوسرے لڑکے کو حامد سمجھے۔ یہ تو خدا جانے کون ہے۔

حمیدہ۔ اور دیگچی بھی تو ہماری نہیں ہے نا ہم سب یوں ہی اس کے پیچھے رو رو کر ہلکان ہوئے۔

اور وہ ہی گھر جو کچھ دیر پہلے ماتم کدہ بنا ہوا تھا چند منٹ میں قہقہوں سے گونج اٹھا۔

شمسہ ظہیر الدین ناگپوری

جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا چھ پیسے کے ٹکٹ بھیجنا چاہیئے۔ منیجر

میں کیسی ہوں۔؟

میں امی۔ ابا کی لاڈلی ہوں۔ کیا ہوا اگر میرا گھر کے کام کاج سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے پھر بھی میں کچھ نہ کچھ کام ضرور کرتی رہتی ہوں۔ پڑھنے میں اچھی نہیں ہوں۔ نت نئی شرارتیں کرنے کا بے حد شوق ہے کھیل کود اور قومی کاموں میں حصہ لینے سے بھی کافی دلچسپی ہے اپنی مزیدار باتوں سے ابو۔ امی کو خوب خوش رکھتی ہوں۔ مجھے ادبی۔ مذہبی۔ افسانوں کے پڑھنے کا خاص شوق ہے اور خاص کر علامہ راشد الخیری اور علامہ آمنہ نازلی کی کتابیں۔ دستکاری سیکھنے کا بھی شوق ہے۔ مگر اب تک کوئی خاص کام نہ سیکھ سکی۔ اون اور ریشم کے کام کچھ کچھ آتے ہیں۔ مجھے اخبار نکالنے کا بے حد شوق ہے میں نے اپنے اس شوق کو یوں پورا کیا کہ ہر جمعہ کو قلمی ہفتہ وار اخبار "ہم بہنیں" نکالتی ہوں جسمیں گھر کی خبریں لکھا کرتی ہوں ابا اسے بہت شوق سے پڑھا کرتے ہیں۔ اگرچہ مجھے پکوان سے خاص دلچسپی نہیں لیکن جمعہ کے دن ساری بہنیں ملکر کچھ نہ کچھ ضرور پکاتے ہیں۔ رنگین کپڑوں کے پہننے کا مجھے بے حد شوق ہے میں ہمیشہ اپنی بڑی آپا سے فرمائشیں کیا کرتی ہوں کہ آپا یہ غرارہ ایسا سی دیجئے۔ ہماری آپا بہت ہی اچھی ہیں! انہیں اپنی چھوٹی بہنوں کا بہت خیال رہتا ہے۔ ان کی ڈانٹ ڈپٹ میں بھی محبت کی جھلک نظر آتی ہے۔ مجھے دوست بنانے کا بھی شوق ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے ایک دو دوست اچھی ملی ہیں۔ مجھے قلمی دوست بنانے کا بھی شوق ہے اور کوئی بہن مجھ سے قلمی دوستی کرنا چاہے تو میں اس کیلئے خوشی سے [illegible]

میرا ایک سفر

چھٹیاں ختم ہو چکی تھیں۔ میں میرے دو بھائی اور تین بہنیں نینی تال سے بریلی آ رہے تھے۔ میرے چچا کا لڑکا ناصر بھی ساتھ تھا جو بہت شریر ہے۔

مجھے پیاس بہت لگ رہی تھی۔ ایک اسٹیشن پہ جب گاڑی رکی تو میں نے دیکھا کہ ناصر بھائی ٹہل رہے ہیں میں نے اشارے سے بلایا تو ہنستے ہوئے چلے گئے مجھے غصہ تو بہت آیا لیکن کیا کر سکتی تھی خاموش ہو گئی۔ دوسرے اسٹیشن پر ناصر بھائی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہو بہنو تم مجھ سے کیا کہہ رہی تھیں۔ میں بہت خوش ہوئی اور کہا تھوڑا سا پانی لا دیجئے پیاس بہت لگی ہے فرمانے لگے۔

مری کیوں جا رہی ہے پریشان کر رکھا ہے چپکی بیٹھی رہ ایک سنترہ خرید دونگا اور اگر بریلی تک مجھے پکارا نہیں تو ایک یا دو پیسے بھی دونگا بس۔ اب چپکی بیٹھی رہو یہ کہکر تشریف لے گئے اس وقت میری طبیعت یہ چاہ رہی تھی کہ ریل گاڑی سے کٹ کر اپنی زندگی اور پیاس دونوں کا خاتمہ کر دوں لیکن افسوس یہ بھی نہ کر سکی۔ بریلی کے اسٹیشن پر ایک سڑا ہوا سنترہ اور دو پیسے لیکر آئے اور بہت پیار سے بولے "تم میری بہت اچھی بہن ہو ایسی چپکی بیٹھی رہیں کہ میں یہ سمجھا کہ تم خفا ہو گئی ہو اچھا خیر جانے دو تم تو میرے سامنے زندہ کھڑی ہو" مجھے بہت غصہ آیا اور توبہ کی کہ اب کبھی ناصر بھائی کیساتھ سفر نہیں کروں گی

ع۔ ف صدیقی

قدرت کی مصلحت

صبا

بہت دنوں کا ذکر ہے کہ دنیا کے دور کے ایک ملک میں جو دوسرے ملکوں سے بالکل الگ تھا ایک علاقہ ہمیشہ سرسبز وشاداب نظر آتا۔ چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے جنکی چوٹیاں بارہ مہینے برف سے ڈھکی رہتی تھیں ہر طرف رنگ برنگ کے خوشنما پھول لہلہاتی ہوئی گھاس اور اونچے اونچے درخت نظر آتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر شے خدا کی یاد میں مصروف ہے۔ غرض کہ یہاں کا ذرہ ذرہ قدرت کے کمال کا اظہار کرتا ہوا معلوم ہوتا۔

ہر سال یہاں قسم قسم کی سبزی اور طرح طرح کے پھول پیدا ہوتے مگر پھر بھی یہاں کے باشندے ہمیشہ ناخوش رہتے۔ جاڑوں کے موسم کے بعد برف پگھلنا شروع ہوتا ندیاں جاری ہوتیں اور چڑیاں خوش آوازی کے ساتھ بہار کی آمد پر اپنے میٹھے نغمے سناتی آتیں اور اس جنگل میں گھونسلے بنا لیتیں۔

یہاں کے کسانوں کو چڑیوں کے سریلے گیتوں سے دلچسپی کے بجائے سخت نفرت تھی کیونکہ یہ چڑیاں اُن کے کھیتوں میں آکر چگتیں۔ یہ کسان چڑیوں سے چھٹکارا پانے کے لئے ہر قسم کی تدبیریں کرنے لگے۔ جب چڑیاں ڈالی ڈالی پر چہچہاتی پھرتیں تو کسان انہیں گولی سے مار دیتے یا جال سے پکڑ کر ان ننھی ننھی جانوں کو اپنے ظالم ہاتھوں سے ہلاک کر دیتے۔ اسی طرح سے تمام چڑیاں ختم ہو گئیں کسان خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے اور کہتے "چڑیوں کے چگنے سے جو نقصان ہوتا تھا اُس سے اب ہمیں نجات ملی اور اب ہمیں فائدہ ہوگا" مگر عقل کے اندھے یہ نہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کسی مصلحت سے بنائی ہے۔

کچھ ہی دنوں کے بعد ایک ایسی وبا پھیلی جس کی وجہ سے بوڑھے، جوان، بچے سب ہی پریشان رہنے لگے یہ وبا ننھے ننھے کیڑے تھے جو ہزاروں کی تعداد میں کھیتوں کا ستیاناس کر رہے تھے۔ جب چڑیاں تھیں تو یہ کیڑے اُن کی خوراک بنتے تھے۔ مگر کسان ایک ایک کر کے سب چڑیوں کو ہلاک کر چکے تھے اور ان کیڑوں کو مار ڈالنا اُن کے بس کی بات نہ تھی۔ حالانکہ ان کے مارنے کے لئے بھی کوئی بات اٹھا نہ رکھی تھی مگر سب کوششیں بے کار ثابت ہوئیں۔ کیڑے اُن کی آنکھوں کے سامنے ہرے ہرے درختوں کی پتیاں کھاتے خوبصورت اور دلکش پھولوں کو برباد کرتے۔ عمدہ عمدہ پھلوں میں گھس جاتے اور اناج کو خراب کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ اگلے موسم گرما میں اس وادی میں کوئی بھی خوش وخرم نظر نہ آتا تھا بچے افسردہ تھے کیونکہ اُن کے کھیلنے کیلئے کوئی ایسی جگہ نہ تھی جو کیڑوں سے خالی ہو۔

کسان اپنی حماقت پر پشیمان تھے اور کہتے "آہ ہم نے عزیز دوست مار ڈالے"۔ روزانہ حسرت بھری نظروں سے دیکھتے کہ شاید کوئی بھولی بھٹکی چڑیا آ رہی ہو مگر کسی نے ادھر کا رخ نہ کیا۔ تنگ آکر آئندہ بہار میں یہاں کے لوگوں نے اس خوبصورت وادی کو خیرباد

مارکو کی کہانی

قدیم زمانے کی بات ہے کہ ملک روس میں مارکو نام ایک سوداگر رہتا تھا۔ اُس کے پاس بے شمار روپیہ پیسہ تھا خدمت کرنے کے لیے بیسیوں نوکر چاکر ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اُس کے گھر میں خدا کا دیا سب کچھ تھا لیکن اس میں ایک بھاری عیب تھا وہ بہت زیادہ سخت دل اور بے رحم تھا اُسے کبھی کسی پر ترس نہیں آتا تھا یہی وجہ تھی کہ لوگ اُسے نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کوئی بھی اُسے پسند نہ کرتا تھا۔

ایک روز شام کے وقت تین بوڑھے آدمی اُس کے دروازے پر آئے اور عرض کی "اے سوداگر! ہم غریب مسافر ہیں۔ بے وطن ہیں بھوک سے جان نکلی جاتی ہے آپ کا سہارا ڈھونڈ کر یہاں چلے آئے ہیں۔ کچھ کھانے کو مانگتے ہیں اور رات کاٹنے کی اجازت بھی چاہتے ہیں"

مارکو نے مسافروں پر ترس کھانے کی بجائے اپنے پالتو کتے اُن پر چھوڑ دیئے لیکن اس کی چھ سالہ بیٹی زارینہ کو بوڑھے آدمیوں پر رحم آگیا اُس نے کتوں کو آواز دیکر واپس بلایا اور غریب مسافروں کو اصطبل میں رہنے کا اشارہ کیا۔ زارینہ بے حد نرم دل لڑکی تھی، اگر وہ اُس وقت گھر پر موجود نہ ہوتی تو کتے اُن بے چاروں کی تکا بوٹی کر ڈالتے۔ زارینہ نے رات کو اپنے باپ کی، اجازت حاصل کئے بغیر مسافروں کو چند روٹیاں بھی دے دیں۔ روٹی کھانے کے بعد وہ فرش پر لیٹ کر سو رہے۔

صبح سویرے جب زارینہ کی آنکھ کھلی تو وہ ان بوڑھوں کو دیکھنے کیلئے اصطبل میں آئی جوں ہی کہ اُس نے اندر جھانک کر دیکھا اسکی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کیوں کہ وہ تینوں بوڑھے پھٹے پرانے کپڑوں کی بجائے خوب صورت اور چمکیلے لباس پہنے ہوئے تھے۔ اُن کے سروں پر سنہری تاج تھے اور وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ زارینہ دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہو کر اُن کی باتیں سننے لگی۔

اُن میں سے ایک کہہ رہا تھا "مارکو بہت بڑا آدمی ہے کسی چیز کی اُس کے ہاں کمی نہیں ہے لیکن بدقسمت یہ نہیں جانتا کہ کل رات فلاں گاؤں میں ایک کسان کے ہاں ویزلی نامی ایک لڑکا پیدا ہوا ہے کسی روز وہ اس کی ساری جائداد پر قبضہ کر لے گا"

دوسرا بوڑھا بولا "بے شک ویزلی ہی کمینے مارکو کی جائداد کا مالک ہوگا"

تیسرے نے کہا "بس اب ان باتوں کو چھوڑو۔ خدا اُسے غرور کی سزا ضرور دیگا۔ آؤ ہم چلنے کی تیاری کریں ہمارا سفر لمبا اور منزل دور ہے ہمیں مارکو کا امتحان کرنا تھا سو کر لیا"

تینوں بوڑھے اصطبل سے باہر نکلے۔ باہر نکلتے ہی ان کا خوب صورت لباس غائب ہو چکا تھا اور انہوں نے پھر وہی چیتھڑے سے لگے ہوئے کپڑے پہن رکھے تھے

اِن کے جانے کے بعد زارینہ سہمی ہوئی گھر کی طرف دوڑی گھر پہنچکر اُس نے سارا واقعہ اپنے باپ سے کہہ سُنایا مارکو اس واقعہ کو سنکر غصّے سے آگ بگولا ہو گیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اُسی گاؤں کا راستہ لیا جہاں بوڑھیو نے ویزلی کے پیدا ہونے کا ذکر کیا تھا۔ گاؤں میں پہنچکر اُسے معلوم ہوا کہ واقعی ایک کسان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام ویزلی رکھا گیا ہے۔

مارکو لوگوں سے گھر کا پتہ پوچھ کر ویزلی کے والدین سے ملا اور کہا "تم نے میرا نام تو سنا ہی ہوگا۔ میں ایک بڑا سوداگر ہوں۔ میرا نام مارکو ہے۔ میرے کوئی بیٹا نہیں ہے۔ کیا اچھا ہو اگر آپ مجھے اپنا بیٹا دے دیں۔ میں اُسکی پرورش کروں گا۔ آپ اس کے عوض جتنا روپیہ چاہیں مجھ سے لے سکتے ہیں۔"

لالچ بُری بلا ہے۔ ویزلی کے والدین روپیہ کے لالچ میں آ گئے اُن کے ہاں چار بیٹے اور تھے انہوں نے ایک ہزار روپیہ لیکر ویزلی کو مارکو کے حوالے کر دیا۔ مارکو نے دکھاوے کیلئے بچے کو اپنی چھاتی سے چپٹا کر گھر کی راہ لی۔ اِس گاؤں سے تھوڑی دور پہنچ کر اس نے بچے کو ایک غار میں غصّے سے پھینکتے ہوئے کہا "جاؤ اِسی غار میں تمہیں مارکو کی جائداد مل جائے گی۔ میں دیکھوں گا کہ تجھے کون سی طاقت زندہ رکھ سکتی ہے؟ اور کون غار سے باہر نکالنے کی ہمت کر سکتا ہے۔"

وہ حقارت سے غار پر نظر ڈالتا ہوا آگے چل پڑا اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ میرا دشمن ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے لیکن جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے۔ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے بعد اُس راستے سے چند تاجروں کا گذر ہوا۔ غار کے قریب پہنچکر انہوں نے بچے کے رونے کی آواز سُنی۔ اِدھر اُدھر نظر دوڑائی کوئی بچہ نظر نہ آیا۔ غار کے اندر جھانک کر دیکھا تو ایک ننھا بچہ ایڑیاں رگڑتا نظر پڑا۔ تاجروں نے جان جوکھوں میں ڈالکر اُسے غار سے باہر نکالا۔ اور آپس میں صلاح و مشورہ کیا کہ "اس بچے کو مارکو کے ہاتھ بیچ دیا جائے اُس کے صرف ایک لڑکی ہے۔ لڑکا ہے نہیں وہ اُسے بیٹا سمجھ کر پرورش کرے گا۔"

وہ بچے کو مارکو کے پاس لے گئے۔ مارکو بچے کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا۔ وہ حیران تھا کہ اتنے گہرے غار میں گر کر بھی اُس کے خراش تک نہ آئی تھی۔

"تاجروں نے عرض کی" حضور یہ بچہ ہمیں فلاں غار سے ملا ہے آپ کے کوئی لڑکا نہیں ہے بہتر ہے کہ آپ مناسب دام دیکر اس کی پرورش کا ذمہ لے لیں مارکو اگرچہ پھوٹی کوڑی بھی دینا نہ چاہتا تھا لیکن روپیہ دیئے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اِن تاجروں کو روپیہ نہ دیا تو یہ لوگ بچے کو اپنے ساتھ لے جائیں گے اور یہ پل بڑھ کر جوان ہو جائے گا ممکن ہے پھر میری جائداد پر قبضہ کر لے۔"

آخر مارکو نے سوچ بچار کے بعد کچھ رقم تاجروں کے حوالے کی اور ویزلی کو اپنے گھر میں رکھ لیا۔

اتفاق کی بات کہ اگلے ہی روز رات کو آندھی اور بارش کا خوفناک طوفان آیا۔ آدھی رات آگئے آدھی پیچھے۔ مارکو بچے کو گلے سے لگا کر دریا کی طرف چل پڑا تھا

اُس کے گھر سے آدھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ کنارے پر کشتی کھڑی ہوئی تھی اسمیں ویزلی کو پھینک کر اُس کے رستے مارکو نے کھول دیئے تاکہ وہ پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہتی ہوئی دور نکل جائے۔ اُسے یقین تھا کہ اس زبردست طوفان میں کشتی یقیناً ڈوب جائے گی اور مجھے آنے والے خطرہ سے چھٹکارا حاصل ہوگا۔

مارکو بچے کو دریا کی ظالم موجوں کے حوالے کرکے آپ گھر لوٹ آیا۔ کشتی پانی کی سطح پر بہنے لگی اور راتوں رات ایک ایسے جزیرے میں پہنچ گئی جہاں بہت سے سادھو رہتے تھے۔ کشتی آبادی سے تھوڑے فاصلہ پر کنارے سے جا لگی سادھوؤں میں سے ایک نے کشتی میں بچے کو دیکھا تو وہ اُسے اُٹھا کر سب سے بڑے سادھو کے پاس لے گیا۔ بڑے سادھو نے اپنے چیلوں کو حکم دیا کہ "اس بچے کی دیکھ بھال کرو" تمام سادھو ننھے بچے سے بہت پیار کرتے تھے۔ اس کا طرح طرح سے خیال رکھتے تھے۔ نہلاتے دھلاتے اور سارا سارا دن کندھوں پر بٹھائے اُسے کھلاتے رہتے تھے۔ دن گذرتے دیر نہیں لگتی! بچہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ اس کی عمر پندرہ سولہ سال کے لگ بھگ ہوگئی ویزلی نہیں جانتا تھا کہ اُس کی مصیبتوں کا زمانہ پھر سے شروع ہونے والا ہے۔ انسان کو آنے والے واقعات کا علم نہیں ہوتا۔ اسی اثنا میں مارکو اپنے کاروبار کے سلسلہ میں اس جزیرہ میں آنکلا۔ اسکی نظر ویزلی پر پڑ گئی۔ جو سادھوؤں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ مارکو نے بڑے سادھو سے پوچھا کہ "یہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟" سادھو نے جواب دیا "اس کے والدین کا ہم کو علم نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ اُسے ہم نے ایک کشتی میں بہتا ہوا پایا۔ میرے ایک چیلے نے اُسے کشتی سے اٹھا لیا۔ یہ اس وقت بالکل ہی چھوٹا بچہ تھا اب تو اللہ رکھے جوان ہے"

مارکو یہ باتیں سنکر گہرے سوچ میں پڑ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ "ہو نہ ہو۔ یہ وہی میرا دشمن ویزلی ہے۔ مناسب ہے کہ اُسے مروا دوں اور اس کے شر سے نجات پاؤں" یہ سوچ کر اُس نے ویزلی کو اپنے پاس بلایا اور کہا "میں تمہیں ایک خط دیتا ہوں تم فلاں گاؤں میں جاؤ اور یہ خط میری بیوی تک پہنچا دو"

بڑے سادھو نے ویزلی کو خط لیجانے کی اجازت دیدی مارکو نے علیحدہ بیٹھ کر اپنی بیوی کے نام خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

میری پیاری بیوی!

جو نوجوان تمہارے پاس میرا خط لا رہا ہے۔ اسے قتل کرنا تمہارا سب سے پہلا فرض ہے کیونکہ یہ میرا جانی دشمن ہے"

خط پر جا بجا مہریں لگی ہوئی تھیں تاکہ کوئی راستے میں کھول کر پڑھ نہ سکے۔ ویزلی خط لیکر کشتی کے ذریعہ چل پڑا کشتی کے سفر کے بعد اُسے پیدل چلنا تھا۔ جنگل کا راستہ تھا چلتے چلتے رات سر پر آ گئی۔ اندھیرا گھپ تھا۔ اُس نے ارادہ کیا کہ یہیں جنگل میں رات کاٹ لی جائے چنانچہ اُس نے ایک درخت کے نیچے بستر بچھا دیا اور سو گیا۔ اُس نے خواب میں دیکھا کہ تین بوڑھے آدمی ہیں جن کے سروں پر سنہری تاج ہیں وہ کہہ رہے ہیں "اے ویزلی! یہ خط تمہاری موت کا پروانہ تھا لیکن ہم نے اِس کے مضمون کو تبدیل کر دیا ہے۔ اب اِسی خط سے تمہیں خوشی حاصل ہوگی"

ویزلی یکایک خواب سے چونک پڑا۔ اِس عجیب و غریب

خواب کی وجہ سے اُسے نیند آ رہی تھی۔ وہ اندھیرے منہ اٹھا اور آگے چل پڑا۔ شام کے وقت وہ مارکو کے گاؤں پہنچا اور خط اُس کی بیوی کو دیدیا جسے پڑھ کر وہ ہنس پڑی خط میں لکھا تھا کہ "جو نوجوان یہ خط تمہارے پاس لا رہا ہے اُس کے ساتھ میری بیٹی زارینہ کی شادی کرنا تمہارا سب سے پہلا فرض ہے۔"

اگلے ہی روز ویزلی کی شادی زارینہ سے ہو گئی اور دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی رہنے لگے۔

ایک ماہ بعد مارکو سفر سے واپس آیا تو ویزلی کو زندہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ دل ہی دل میں بہت کڑھا۔ اُس نے تنہائی میں اپنی بیوی سے پوچھا کہ "یہ کیا ماجرا ہے؟ تم نے اس کے ساتھ زارینہ کی شادی کیوں کر دی؟" بیوی نے اُس کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط دکھایا جس میں مارکو نے دونوں کی شادی کر دینے کی تاکید تھی۔ وہ خط لکھا ہوا بھی مارکو ہی کے ہاتھ کا تھا۔ وہ اِس معمّے کو حل نہ کر سکا اُس وقت تو وہ اپنے غصّے کو پی گیا لیکن ویزلی سے نجات حاصل کرنے کی ترکیب سوچنے لگا۔

۲

ایک روز مارکو نے ویزلی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ "میں تمہیں سانپوں کے ملک میں بھیجنا چاہتا ہوں۔ سانپوں کے بادشاہ اژدھے نے مجھ سے قرض لے رکھا ہے۔ تمہیں وہ روپیہ اُس سے لانا ہوگا۔" مارکو کا خیال تھا کہ یہ وہاں سے کسی طرح بھی زندہ بچ کر نہیں آ سکتا۔ کیونکہ اژدھا بہت بڑا جادوگر ہے۔ اگر کبھی کبھار کوئی بھولا بھٹکا مسافر اُس کے ملک میں داخل ہو جاتا تو وہ جادو کے زور سے اُس سے بڑے بڑے کام لیا کرتا تھا۔ ویزلی کو اس بات کی خبر تک نہ تھی۔ وہ سفر پر جانے کے لئے راضی ہو گیا۔ ضروری چیزیں گھر سے لیکر چل پڑا۔ چلتے چلتے وہ ایک دریا کے کنارے پہنچا جہاں سے سانپوں کی سرزمین شروع ہوتی تھی۔ اُس نے دیکھا کہ ایک ملاح کنارے پر کھڑی ہوئی ایک کشتی میں بیٹھا ہے۔ اُس نے کہا "میاں ملاح اگر تم مجھے دریا کے پار پہنچا دو تو بڑی مہربانی ہوگی۔"

ملاح اُسے کشتی میں بٹھا کر دوسرے کنارے پر لے گیا اور بولا "اگر تم اژدھے کے پاس جا رہے ہو تو میرا بھی ایک کام کر دینا۔"

ویزلی نے جواب میں کہا "میں حاضر ہوں کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

ملاح بولا "اژدھے سے دریافت کرنا کہ میں کب تک یہ کام کرتا رہوں۔ مجھے اژدھے نے جادو کے زور سے یہاں کشتی کھینے پر لگا رکھا ہے۔ مجھ پر جادو کا اتنا اثر ہے کہ میں کہیں بھاگ نہیں سکتا۔"

ویزلی نے اُسے یقین دلایا کہ "میں ضرور اُس سے تمہارے اس سوال کا جواب لاؤں گا۔"

یہ کہہ کر ویزلی آگے چل پڑا۔ کئی دن کے سفر کے بعد وہ ایک اور دریا کے کنارے پہنچا جہاں نہ کوئی کشتی تھی اور نہ کوئی ملاح البتہ ایک وہیل مچھلی پانی میں غوطے پر غوطے لگا رہی تھی وہ ویزلی کو دیکھتے ہی بولی "تم کون ہو اور کہاں جانا چاہتے ہو؟"

ویزلی نے جواب دیا "غریب مسافر ہوں مارکو نے مجھے سانپوں کے بادشاہ کے پاس بھیجا ہے۔" وہیل نے کہا "تو آؤ پھر میری پیٹھ پر بیٹھ جاؤ میں تمہیں دریا کے پار لے چلتی ہوں

لیکن اژدھے سے مجھے کسی طرح نجات دلا دینا۔ میں تین سال سے یہاں قید ہوں۔ اس جگہ کے سوا میں کہیں بھی نہیں جا سکتی"

ویزلی نے اُسے مدد دینے کا وعدہ کر لیا اور آگے بڑھا چند میل کے فاصلے پر اُسے اژدھے کا محل نظر آیا۔ اس نے اُدھر کا رُخ کیا۔ محل کے دروازے پر چونکہ کوئی پہرہ دار نہ تھا اس لئے وہ چپکے سے اندر داخل ہو گیا۔ تمام کمرے خالی پڑے تھے اژدھا شکار کے لئے گیا ہوا تھا۔ پھرتے پھرتے وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا جہاں اسے ایک نوجوان لڑکی سنہری کرسی پر بیٹھی نظر آئی۔ اُس نے ویزلی کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا "اے اجنبی! تم ایسے خطرناک مقام پر کیوں آئے ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ یہ سانپوں کے بادشاہ کا محل ہے۔ جو مرد اور عورتوں کو جادو کے زور سے قید کر لیتا ہے"

ویزلی نے اُسے اپنے یہاں آنے کا سبب بتایا۔ ملاح اور وہیل کے سوالوں کا ذکر بھی کیا۔ عورت نے ویزلی سے کہا "تمہیں جان بوجھ کر موت کے منہ میں ڈالا گیا ہے ورنہ بادشاہ نے کبھی کسی سے قرض نہیں لیا"

وہ ابھی یہی باتیں کر رہی تھی کہ اچانک زمین زلزلے کی مانند کانپنے لگی۔ اُس نے ویزلی کو بتایا کہ اژدھا آرہا ہے۔ تم خزانے کے صندوق کا ڈھکنا کھول کر اس میں چھپ جاؤ اور تمام باتیں سنتے رہنا"

ویزلی صندوق میں چھپ گیا۔ اژدھا جوں ہی اندر داخل ہوا۔ اُس نے چیخ کر کہا "کیا یہاں کوئی آدم زاد ہے" عورت نے جواب دیا "حضور! یہ محض آپ کا وہم ہے۔ یہاں آدم زاد کا کیا کام ہے"

اس جواب سے اژدھے کو اطمینان ہو گیا تھوڑی دیر بعد عورت نے کہا "پیارے بادشاہ! میں نے آج صبح ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک دور دراز مقام پر ایک دریا کے کنارے کھڑی ہوں۔ وہاں ایک وہیل مچھلی مجھ سے باتیں کرنے لگی۔ اس نے کہا کہ میں تین سال سے دُکھ اٹھا رہی ہوں کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ یہ تکلیف مجھے کب تک اٹھانا پڑے گی؟ میں نے اُسے کچھ جواب نہ دیا"

اژدھا بولا "تمہیں اُسکو بتا دینا چاہئے تھا۔ اگر وہ اُن بارہ جہازوں کو جنہیں وہ ڈبو چکی ہے باہر نکال دے تو پھر وہ آزاد ہو گی اور جادو کا اثر زائل ہو جائے گا"

عورت نے اُسکی بات کاٹتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا "حضور! پہلے میرا خواب تو سنئے۔ وہیل مچھلی کی باتیں سن کر میں آگے چل پڑی چلتے چلتے پھر ایک دریا آگیا وہاں ایک ملاح نے یہی سوال مجھ سے پوچھا کہ میں کب تک یہ دُکھ اٹھاتا رہوں گا"

اژدھا بولا "اسکی نجات کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ کشتی میں کسی دوسرے آدمی کو سوار کر کے اُسے دریا کے درمیان چھوڑ دے اور آپ بھاگ جائے اسکی سزا ختم ہو جائے گی"

یہ کہتے کہتے اژدھے کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ سارا دن پھرتا رہا تھا نیند آگئی۔ تھوڑی دیر بعد عورت نے ویزلی کو خزانے کے صندوق سے باہر نکالا اور کہا "تم نے اپنے سوالوں کے جواب خود ہی سُن لئے ہیں۔ اب یہاں سے دبے پاؤں بھاگ جاؤ"

ویزلی نے اپنا راستہ لیا اور دریا کے کنارے جا پہنچا جہاں وہیل مچھلی اُس کا انتظار کر رہی تھی ویزلی نے اُسے بتایا کہ "اگر بارہ جہازوں کو جنہیں تم ڈبو چکی ہو۔ باہر نکال [illegible]

دو تو سمجھو کہ آزاد ہو"

ویل نے خوشی میں آ کر پانی میں غوطہ لگایا۔ اور ایک ایک کرکے تمام جہاز سطح کے اوپر نے آئی۔ جہاز راں بھی اُن میں چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ ویزلی نے حکم دیا کہ یہ جہاز دریا کے ذریعے مارکو کے گاؤں کی طرف لے چلو۔ چنانچہ جہاز رانا روانہ ہوئے۔

اب ویل آزاد تھی۔ اُس نے ویزلی کا شکریہ ادا کیا اور غوطہ لگا کر یہ جا وہ جا نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ ویزلی وہاں سے آگے چلا، اگلے دریا پر پہنچا۔ ملاح اس کا منتظر تھا ملاح نے پوچھا "کہو میرے لئے کیا حکم لائے ہو؟"

ویزلی نے جواب دیا "اب جب کبھی تمہارے پاس کوئی آدمی آئے تو اُسے کشتی میں سوار کرکے دریا میں چھوڑ دینا تمہاری جگہ وہ اژدہا کا قیدی بن جائے گا۔ اور تم آزاد ہو جاؤ گے"

ملاح بڑا خوش ہوا اور دیر تک ویزلی کو دعائیں دیتا رہا۔

ویزلی وہاں سے چلکر مارکو کے گھر پہنچا۔ جہاز بھی پانی کے راستے گاؤں کے گھاٹ پر جا لگے تھے۔ مارکو نے ویزلی سے پوچھا "بادشاہ سے روپیہ لائے ہو؟"

ویزلی نے جواب دیا "بادشاہ نے آپ کو یاد کیا ہے وہ روپیہ آپ کے سوا کسی کو دینا نہیں چاہتا۔ مجھے تو یہ بارہ جہاز انعام میں دیئے تھے۔ آپ مہربانی کرکے خود تشریف لے جائیں"

مارکو نے سوچا کہ مجھے ضرور اژدھے کے پاس پہنچنا چاہئے۔ وہ مجھے یقیناً تحفے تحائف اور مال و دولت سے ... مالا مال کر دے گا۔

یہ سوچکر لالچی مارکو سفر کو چل پڑا۔ سب سے پہلے وہ اسی دریا کے کنارے پہنچا جہاں سے سانپوں کی سرزمین شروع ہوتی تھی۔ ملاح نے اس سے پوچھا "کہو بھائی کہاں جانا چاہتے ہو؟"

مارکو نے جواب دیا "شہنشاہ اژدہے سے ملنے جا رہا ہوں"

ملاح نے اُسی کشتی میں سوار کیا اور اُسے تیزی سے کھینے لگا۔ جب کشتی دریا کے وسط میں پہنچی تو ملاح پانی میں کود پڑا اور تیرتا ہوا کنارے پر پہنچ گیا۔ اب ملاح آزاد تھا۔

مارکو سوداگر تو تھا لیکن ملاح نہ تھا کشتی ادھر اُدھر موجوں کے تھپیڑے کھاتی رہی اور وہ چیختا چلاتا رہا۔ بدقسمتی سے تھوڑی دیر بعد زبردست طوفان آگیا۔ کشتی ڈگمگانے لگی اس نے مدد کے لئے بہت چیخ پکار کی لیکن وہاں آدم نہ آدم زاد اُس کی کون سنتا۔ آخر کشتی مارکو سمیت ڈوب گئی اور مارکو موت کا شکار ہو گیا۔ اس طرح ویزلی اُس کی جائداد کا مالک بن گیا اور بڑے مزے سے زندگی گذارنے لگا۔ (روسی کہانی)

لطیف اسلم جالندھری

بہت سے خریداروں کے پتے بدل گئے

دلی، مشرقی پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں سے بہت سے خریداران جوہر نسواں بنات عصمت کے گذشتہ دو ماہ میں تبدیل ہو گئے وہ پاکستان آ گئے یا ہندوستان ہی میں کسی جگہ چلے گئے آپ ان میں سے کسی کو جانتی ہوں تو اُن سے کہئے کہ تبدیلی پتہ کی اطلاع نمبر خریداری کے حوالہ سے اس پتہ پر بھیجیں

بقیہ ...

رنگ بنانا

عزیز بہنو! آپ اپنے دوپٹے یا اوڑھنیاں تو رنگتی ہی ہوں گی بعض رنگ آپ کو بہت پسند آتے ہونگے لیکن ویسے رنگ اپنی مرضی کے مطابق آپ رنگ نہیں سکتی ہوں گی اس لئے کہ آپ اس سے واقف نہیں ہوتیں مختلف رنگوں کی کمی یا زیادتی سے کون سے رنگ بنتے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی سے دو رنگوں کے ملنے سے ایک تیسرا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور آپ اپنی مرضی اور پسند کے مطابق ان کا انتخاب کر سکتی ہیں۔ یہاں میں آپ کو بتاتی ہوں کہ کون سے رنگ کتنی مقدار میں ملانے سے کون سا رنگ بنتا ہے؟ اب آپ اپنے پسندیدہ رنگوں کا انتخاب کر لیجئے۔

(۱) ½ حصہ نیلا اور ایک حصہ زرد ملانے سے باجوری رنگ بنے گا۔ (۲) نیلا زیادہ اور سیاہ کم ملانے سے سیاہی مائل نیلا رنگ ہوگا۔ (۳) زعفرانی اور گلابی رنگ ملانے سے شنگرفی رنگ بنتا ہے۔ (۴) سیاہ اور اودا ہم وزن ملانے سے سلیٹی رنگ بن جاتا ہے (۵) سرخ ایک حصہ اور نیلا دو حصہ ملانے سے بنفشی رنگ ہوگا۔ (۶) زرد کم اور فیروزی زیادہ ملانے سے سیبی رنگ تیار ہوگا (۷) جامنی اور گلابی برابر مقدار میں ملائیں تو فالسئی بن جائے گا (۸) گلابی دو حصہ اور لسوڑیا ایک حصہ ملائیں تو تربوزی رنگ بن جائے گا۔ (۹) نارنجی زیادہ اور سیاہ رنگ کم ملایا جائے تو کتھئی رنگ بنے گا۔

(۱۰) زیادہ مقدار میں سیاہ رنگ اور کم مقدار میں نارنجی رنگ ملائیں تو فاختئی رنگ بنے گا۔ (۱۱) جو زرد زیادہ اور نارنجی کم ملائیں تو خاکی رنگ بنے گا۔ (۱۲) سرخ، نیلا اور پیلا برابر مقدار میں ملانے سے بھی خاکی رنگ بنتا ہے۔

(۱۳) زرد اور فیروزی رنگ مساوی مقدار میں ملائیں تو سبز رنگ بن جاتا ہے (۱۴) نیلا اور زرد ملانے سے گہرا سبز یا کنجالی رنگ تیار ہوگا۔ (۱۵) سرخ اور زرد ملانے سے نارنجی رنگ بنتا ہے۔

(۱۶) سرخ زیادہ اور نیلا تھوڑا ملائیں تو قرمزی رنگ بنے گا۔

(K) ایک حصہ نیلا اور دو حصہ زعفرانی ملائیں تو سبز کاہی رنگ بنتا ہے۔

(۱۸) نیلا زیادہ اور پیلا کم ملانے سے گہرا سبز رنگ بنتا ہے۔

(۱۹) سرخ زیادہ اور آسمانی رنگ کم ملانے سے عنابی رنگ ہوتا ہے۔

(۲۰) نارنجی زیادہ اور اودا کم ملایا جائے تو سرخ بھورا رنگ بنے گا

(۲۱) سرخ اور سبز ملانے سے سالو کا رنگ بنتا ہے۔ سرخ زیادہ اور سبز کم ملائیے۔

(۲۲) آسمانی زیادہ ملائیں اور سرخ کم تو اودا رنگ بنے گا۔

(۲۳) زرد رنگ زیادہ اور نیلا رنگ کم ملائیں تو زردی مائل سبز رنگ بنے گا۔

(۲۴) سُرخ زیادہ اور زرد کم ملائیں تو نارنجی رنگ ہوگا

(۲۵) سیاہ کم اور فیروزی و زرد ہموزن ملائیں تو کنجالی رنگ ہوگا۔

(۲۶) فیروزی ایک حصّہ اور زرد دو حصّہ ملایا جائے تو پستئی رنگ بن جائے۔

(۲۷) زرد اور نیلے رنگ کی ملاوٹ سے طوطیا رنگ بنے گا۔

(۲۸) بسنتی اور جامنی رنگ کی آمیزش سے کناویزی رنگ بن جاتا ہے۔

(۲۹) نیلا کم اور زرد رنگ زیادہ ملانے سے انگوری یا دھانی رنگ بنے گا۔

(۳۰) زعفرانی اور سیاہ ہموزن ملانے سے چاکلیٹی رنگ ہوگا۔

بتلائیے اِن دلکش اور خوشنما رنگوں میں سب سے زیادہ آپ کو کونسا رنگ پسند ہے؟

ترانۂ اُردو

(خاص بچوں کیلئے)

اردو زبان ہے کیسی پیاری
سب سے اچھی۔ سب سے نیاری
حرف ہیں اس کے صورت گوہر[۱]
جڑے ہیں گویا طشت میں جوہر[۲]
گلشن میں خوشبو ہے اِس کی!
چمک دمک ہر سُو ہے اس کی
وصف[۳] ہے اک اِس میں یہ بھاری
ہندو مسلم اس کے پُجاری
ہند کی یہ دستار[۴] فضیلت
اور علمبردار[۵] مِلّت
چرخ سے بھی پیہم[۶] ہیں صدائیں
آؤ باہم مِل کر گا ئیں
نیا جہاں آباد کریں گے
اُردو کو آزاد کریں گے

امۃ الودود خالدہ

شہزادی نیلوفر
اور
دوسری کہانیاں

دوست شاعر کی نظر میں

آج کل دوست بننا اور بنانا بہت آسان ہے جلسوں میں پارٹیوں میں سینما اور سفر میں جہاں کوئی ہم عمر اور ہمجال مل گیا دوستی کی بنیاد رکھ دی گئی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ جس دوستی میں خلوص و محبت نہ ہو بہت جلد ختم ہو جاتی ہے۔ اکثر دوست کسی نہ کسی مطلب سے دوست بن جاتے ہیں اور اپنا مطلب حاصل کر لیتے ہیں۔ انگریزی کے نامور ادیب شیکسپیر کا قول ہے "دوست وہ ہے جو ہمارے رونے سے رنجیدہ ہو خود بھی آنسو بہائے ہمارے دکھ سے اسے بھی تکلیف ہو جو ہماری عزت اور دولت کی خاطر دوستی نہ رکھے"

بعض مطلبی دوست مطلب پورا ہونے کے بعد طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیتے ہیں اور بعض اوقات تو دشمن بن جاتے ہیں ایسے ہی مطلب پرست دوستوں کیلئے شاعروں نے خوب خوب شعر لکھے ہیں صفدر نے کہا ہے ؎

دوستوں کے ہاتھ سے صدمے اٹھائے اسقدر
دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

سوز کہتے ہیں

یار اغیار ہوگیا افسوس کیا زمانہ کا انقلاب ہوا

حضرت داغ فرماتے ہیں

نہ دل ہی ٹھیرا، نہ آنکھ جھپکی، نہ چین دیکھا، نہ خواب دیکھا
خدا دکھائے نہ دشمنوں کو، جو دوستی میں عذاب دیکھا

امیر کہتے ہیں

میر کی صاف گوئی ملاحظہ ہو۔

لگوائے پتھر اور برا بھی کہا گئے
تم نے حقوق دوستی کے سب ادا کئے

حسرت موہانی فرماتے ہیں

شرح بے مہری احباب کہاں تک حسرت
رنج ایسا دل بوالہوس کو کہ پہنچا تا

چند شعر اور ملاحظہ کیجئے۔

یقین آتا نہیں مجھکو کسی کی دوستی پر اب
کہ میرے ہمدموں نے مجھکو پہنچائے زیاں[1] برسوں
محبت کا جو دم بھرتے تھے مار آستیں[2] نکلے
وہی کرتے رہے لوگوں میں آہ غمازیاں[3] برسوں
بہت دھوکے دیئے انہوں نے جن پہ ناز تھا مجھکو
رہے دل کے مکیں بنکر جو میرے رازداں برسوں

رضا علی وحشت کہتے ہیں۔

کتاب دوستی کو رکھ بھی دو تم طاق نسیاں[4] پر
کہاں تم کو سبق بھولا وفا کا یاد ہوتا ہے

مولانا حالی فرماتے ہیں

کہیں دوست تم سے نہ ہو جائیں بدظن[5]
جتاؤ نہ اپنی محبت زیادہ

---

[1] نقصان [2] آستیں کے سانپ [3] چغلیاں [4]

محمودہ کی نصیحت ملاحظہ ہو۔

انہیں میں رنجشیں ہوتی ہیں آخر تلخیاں پیدا

کہ جو آپس میں رہتے ہیں شیر و شکر ہو کر

ولایت اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

بڑا دھوکا ہے اسکی دوستی میں

محبت کا بھرے جو دم زیادہ

احسان دانش کا مشاہدہ ملاحظہ ہو۔

اکثر مشاہدے سے یہ گذرا ہے زندگی میں

پلتی ہے دشمنی بھی آغوشِ دوستی میں

ہم کو چاہئے کہ دوستی کی گھاٹی میں ذرا سنبھل کر قدم رکھیں۔

محمودہ مہر بانو

تبدیلی پتہ سے فوراً مطلع کیجئے

عصمت بنات اور جوہر نسواں کے وہ بہت سے خریدار جو [illegible] اور مشرقی بنگال سے یہاں سے ستمبر، اکتوبر، نومبر کے مہینوں میں پاکستان آ گئے ہیں ان کو تینوں رسالے انہیں کے سابقہ پتوں پر جو ہمارے دفتر میں درج ہیں۔ فی الحال نہیں بھیجے گئے۔ اس کے علاوہ [illegible] کے اور بھی کئی خریدار ہوں گے جن کے پتے ان مہینوں میں بدل گئے ہوں گے بنات کے جو خریدار ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے گئے ہیں نہ صرف اپنے اپنے جلد سے جلد خریداری نمبر کے حوالے سے ہمیں خط لکھ کر درست کروالیں۔ بلکہ ان کے علم میں عصمت، بنات، جوہر نسواں کے جو خریدار پاکستان آ گئے ہیں یا اور کسی مقام پر چلے گئے ہیں اور ان کا پتہ بنات کی بہنوں کو معلوم ہو وہ مہربانی کر کے ان سے کہدیں یا انہیں لکھ دیں کہ ہمیں تبدیلی پتہ کی اطلاع جلد سے جلد خریداری نمبر [illegible]

انجام

بہار کے موسم میں ہر طرف پھول ہی پھول کھلے تھے کل کے مرجھائے ہوئے پھول آج کے کھلے ہوئے پھولوں کی بہار دیکھ رہے تھے ——— اور اپنی بہار کی تباہی پر آنسو بہا رہے تھے ——— تازہ کھلے ہوئے پھول غرور سے سر اونچا کئے ہوئے آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہے تھے یہ باتیں مرجھائے ہوئے پھولوں کو تکلیف پہنچا رہی تھیں بے چارے مرجھائے ہوئے پھول دن بھر کیاریوں میں پڑے رہے ——— لیکن انہیں کسی نے نہ دیکھا۔ بہت سے آدمی باغ میں آئے سارے باغ میں گھومے ——— لیکن ان کی طرف کسی نے نہیں دیکھا! جب تازہ کھلے ہوئے مغرور پھول ان کی طرف دیکھکر مسکراتے اور نفرت سے منہ پھیر لیتے تو ان کے دلوں کو اور بھی تکلیف ہوتی۔ لیکن ———

جب دوسری صبح ہوئی ——— تو ان سوکھی پتیوں نے دیکھا کہ مغرور پھول بھی انہی کی طرح مرجھا کر کیاریوں میں پڑے تھے ——— ان مرجھائے ہوئے پھولوں نے سوکھی ہوئی پتیوں کی طرف دیکھا۔ ایک آہ بھری اور کہا "آہ ہم نادان تھے ——— ہم سمجھتے تھے کہ ہم کبھی نہ مرجھائیں گے ——— مگر آہ ہمارا بھی وہی انجام ہوا جو تمہارا ہوا ہے۔ ہمیں معاف کر دو۔ یہ ہمارے غرور کا انجام ہے۔"

باصرہ عبد الرؤف

حیدرآباد (دکن)

باجی جان

باجی کا نام؟ ارے بھئی آپ کو نام سے کیا مطلب اگر آپ کو اُن کا نام ہی لینا ہے تو آپ بھی باجی کہہ لیجئے یعنی وہ سب کی باجی ہیں۔ چاہے بڑے ہوں چاہے چھوٹے باجی جان کو غصہ تو بالکل آتا ہی نہیں۔ مگر سنئے وہ دراصل ہماری نہیں بلکہ آپ کی بھی باجی ہیں اور باجی کے باجی ہونے میں کوئی شبہ کرے تو وہ کافر تو نہیں مگر ہاں اسی قسم کی کوئی چیز ضرور ہے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کو باجی نے باجی کہنے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ باجی نے مختلف علوم کی کتابیں پڑھی ہیں جن سے اُن کی معلومات کافی وسیع ہے۔ اور خیر سے آپ نویں جماعت پاس بھی کر چکی ہیں۔ نویں جماعت ارے بھئی نویں جماعت پڑھ لینا اور اسے پاس کر لینا کیا آپ نے آسان سمجھ رکھا ہے۔ اور وہ مضمون بھی لکھتی ہیں واقعی مجھ پر ان کی قابلیت کی دھاک بیٹھ چکی ہے اور باجی فیشن بالکل پسند نہیں کرتیں ہیں۔ باجی ویسے تو پردے کی سخت پابند ہیں مگر سفر کے موقعوں پر ریل میں پردہ نقض بے کار تصور فرماتی ہیں۔ اور چاندنی رات میں آدھ میل چلنا بھی بُرا نہیں سمجھتی ہیں اور اگر ان باتوں پر اعتراض کرتا ہے تو اُسے بُرا کہا جاتا ہے۔ واقعی باجی کی تقلید نہ کرنا اُن کی توہین ہے اور اُن کی توہین کسی کو کیا مجھے تو بالکل پسند نہیں ہے مختصر یہ ہے کہ ہماری آپ اور سب پڑھنے والیوں کی باجی جان خوبیوں کا مجموعہ ہیں۔ اچھا خیر اب آخر اُن کا نام ہم بھی بتائے دیتی ہوں۔ اچھا تو بھائی سنئے اُن کا نام ہے مسز سعیدہ سلطان قریشی

نے ۔ ۱۲/ ۱۸ اختر ۱/۱

بکھرے ہوئے پھول

۱۔ بعض قہقہوں میں تلخیاں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔

۲۔ ماں باپ کی خدمت میں راحت ہے۔

۳۔ ہنستی صورت خوبصورت رونے چہرہ سے بدرجہا بہتر ہے۔

۴۔ مسکراہٹ سے غصہ جاتا رہتا ہے۔

۵۔ جھکی ہوئی آنکھیں اٹھی ہوئی آنکھوں سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں۔

۶۔ صدمات انسان کے چہرہ پر مٹنے والے نشانات چھوڑ جاتے ہیں۔

۷۔ خدا ماں باپ سے زیادہ شفیق ہے۔

۸۔ تلوار کے زخم مٹ جاتے ہیں لیکن زبان کے زخم نہیں مٹتے۔

۹۔ بے حیائی انسان کو ذلیل کر دیتی ہے۔

۱۰۔ انسان کی پیدائش کی اصل غرض خدا کی عبادت ہے۔

جمیلہ اختر کراچی

بے عقل بادشاہ

ایک شہر میں ایک بادشاہ رہتا تھا وہ بہت ہی بے انصاف اور بے عقل تھا ساری رعایا اُس سے ناخوش تھی ایک دن بہت سے بازی گر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور بادشاہ کو بہت سے تماشے دکھلائے۔ بادشاہ ان تماشوں سے بہت خوش ہوا اور دل میں سوچا کہ یہ لوگ بہت طاقتور ہیں اور عقلمند بھی ضرور ہوں گے۔ ہمارے سپاہیوں کو تو اس طرح کا کوئی تماشا آتا نہیں اس لئے سپاہیوں کو الگ کر دینا چاہیئے اور اُن کی جگہ ان بازی گروں کو رکھنا چاہیے۔ یہ لوگ ضرور ہمارے دشمنوں کو بہت جلد ہرا دیں گے۔ یہ سوچکر بادشاہ نے تمام سپاہیوں کو برخاست کر دیا اور ان کی جگہ بازی گروں کو رکھ لیا۔ بادشاہ کا ایک بوڑھا وزیر بھی تھا یہ حال دیکھکر بادشاہ کی بے عقلی پر اس کو بہت افسوس ہوا اور فوراً اس نے برخاست کئے ہوئے سپاہیوں کو بُلا کر کہا۔ پیارے سپاہیو ہمارے بادشاہ نے بہت ہی بُرا کیا اُسے ہم کو ایک اچھا سبق سکھانا چاہیئے۔ میں ایک ترکیب بتاتا ہوں کل صبح کو تم لوگ دربار کے چاروں طرف بندوق چلانا جس وقت میں اشارہ کروں بندوق چلانا بند کر دینا۔ میں تم میں سے ہر ایک کو سو سو روپے انعام دوں گا چنانچہ دوسرے دن صبح کو بادشاہ سو کر اٹھا تو بندوقوں کی آوازیں سنیں۔ بہت گھبرایا اور اپنے نئے سپاہیوں یعنی بازیگروں کو بُلایا اور دشمن سے لڑنے کا حکم دیا وہ بیچارے اس سے پہلے کبھی جنگ پر نہیں گئے تھے تھوڑی دیر میں بہت سے آدمی مارے گئے۔ یہ حال دیکھکر بادشاہ بہت گھبرایا اور وزیر کو بُلا کر پوچھا "اب کیا کرنا چاہیئے" وزیر نے جواب دیا حضور آپ کے پہلے سپاہی دشمن سے مل گئے ہیں اور اب وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے ہر آدمی کو سو سو روپے دیئے جائیں تو ہم جنگ بند کر دیں گے۔ بادشاہ نے اس بات کو منظور کر لیا۔ فوراً وزیر نے اشارہ کیا اور لڑائی بند ہو گئی۔ بادشاہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور پہلے سپاہیوں کو دوبارہ اُن کی جگہ پر مقرر کر دیا اور بازی گروں کو نکالدیا۔ اس روز سے جو کام بھی بادشاہ کرتا بہت سوچ سمجھکر کرتا۔ (ترجمہ)

رابعہ بانی کوچین

دلچسپ معلومات

مچھلیوں کی گفتگو کے ریکارڈ

ممالک متحدہ امریکہ کے سمندری محکمہ نے جو تجربے کئے ہیں اُن سے معلوم ہوا ہے کہ گہرے پانی میں مچھلیوں کی گفتگو کو گراموفون ریکارڈ میں منتقل کیا گیا ہے اور اُن سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مچھلیاں مختلف قسم کے جانوروں کے مشابہ عمدہ عمدہ آوازیں گانے کے موافق نکالتی ہیں جیسے جیسے ان کی بات چیت میں تیزی پیدا ہوتی ہے اُس میں اتار چڑھاؤ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ آہستہ نرم گفتگو سے لیکر مینڈک کی سی سخت آواز بھی پیدا ہوتی ہے۔

تجربہ کرنے والوں نے یہ بتایا ہے کہ مچھلیوں کے گلے میں آواز کی نسیں موجود نہیں ہوتیں۔ لیکن وہ ہڈیوں کو رگڑ کر، دانت پیس کر، اور تیرنے کی تھیلی کو حرکت دیکر آواز پیدا کرتی ہیں۔ دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے وہ آدھا گھنٹہ ضرور پوری قوت سے چرچر کرتی ہیں۔ یہ آدھا گھنٹہ رات کے ساڑھے آٹھ بجے اور دن کے ساڑھے بارہ بجے کے درمیان ہوتا ہے۔

شکر سے زیادہ میٹھی چیز

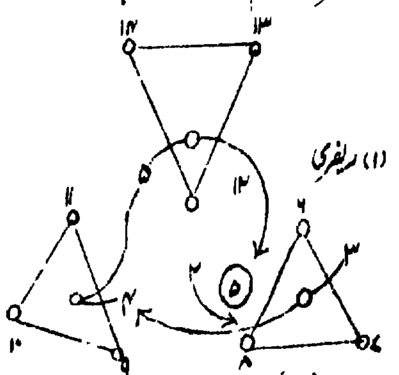
جزیرہ ہیولشو کے شمال میں نیل گٹا کے مقام پر ایک بہت بڑا تحقیقاتی کارخانہ ہے جہاں نئے کیمیاوی اجزاء دریافت کئے جاتے ہیں۔ کئی سال کے تجربوں کے بعد ایک ایسی چیز دریافت ہوئی ہے جو شکر سے تین ہزار گنا زیادہ میٹھی ہے۔ اس چیز کا نام نیا سی نٹروانی لین ہے۔ یہ چیز ہالینڈ میں استعمال ہو رہی ہے۔ اسکی خصوصیت یہ ہے کہ بہت زیادہ گرم چیزوں میں بھی اسکی شیرینی کم نہیں ہوتی۔ اسی تجربہ گاہ کا بیان ہے کہ ایک اور بھی چیز معلوم ہوئی ہے جسے اتھاکس نٹروانی لین کہتے ہیں اور جو شکر سے ایک ہزار چار سو گنا زیادہ میٹھی ہے۔

نیل گٹا نشنل میڈیکل یونیورسٹی سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ انسان پر ان نئی چیزوں کے اثرات کا تجربہ کرے اگر یہ تجربہ کامیاب ہو گیا تو جاپان کے لئے یہ چیزیں بڑی نعمت ثابت ہونگی۔

سید امتیاز علی

کھیل بھُول بھُلیاں

یہ کھیل چودہ ۱۴ لڑکیوں سے کھیلا جاتا ہے جس کو اس طریقہ سے شروع کرنا چاہیے کہ تین تین لڑکیوں کی تین ٹولیاں بنایئے۔ ہر ٹولی کی تینوں لڑکیاں آپس میں ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو جائیں۔ پھر ہر ٹولی کے درمیان ایک ایک لڑکی کھڑی ہو جائے اب کل ۱۲ لڑکیاں ہو گئیں۔ اب ایک لڑکی بھی باہر کھڑی رہے اور ایک لڑکی ریفری یا جج ہوگی جو کہ سیٹی کے ذریعہ کھیل شروع اور ختم کی اطلاع دیتی رہے گی۔



شکل کھیل بھول بھلیاں

کھیل شروع کرنے سے پہلے شکل کے مطابق لڑکیاں کھڑی ہو جائیں۔ اب ریفری کی سیٹی سے کھیل شروع ہوگا جیسے ہی ریفری سیٹی بجائے فوراً ہی بیچ کی لڑکیاں اپنی ٹولی چھوڑ کر دوسری ٹولی میں داخل ہو جائیں۔ جیسا کہ شکل میں تیر کے ذریعہ بتایا گیا ہے۔ اسوقت عـ۲ کا کھلاڑی جو درمیان میں کھڑا رہے گا سیٹی کی آواز سنتے ہی خالی ٹولی کے بیچ میں داخل ہو جائے گا اس طرح کسی ایک کھلاڑی کو درمیان میں جگہ نہ ملیگی باہر ہی رہ جائے گا جیسا کہ شکل عـ۵ میں کھلاڑی کو حلقہ کے درمیان بتایا گیا ہے۔ گویا اب وہ راستہ بھولا ہوا رہ گیا۔ اس کے بعد پھر دوبارہ ریفری سیٹی بجائے گا جس کے سنتے ہی درمیان کی لڑکیاں ٹولی کی لڑکیوں کا ہاتھ پکڑ لینگی اور ٹولی میں کی ایک ایک لڑکی درمیان میں آکر کھڑی ہو جائے گی۔ پھر سیٹی بجے گی اور پہلے کی مطابق لڑکیاں اپنی ٹولی چھوڑ کر دوسری ٹولی میں داخل ہوں گی اور پھر ایک لڑکی باہر رہ جائے گی۔ پھر سیٹی بجا کر لڑکیاں بیچ کو بدل دیں۔ اور اسی طرح یہ کھیل اسوقت تک جاری رکھیں جب تک پوری لڑکیوں کی تبدیلی نہ ہو جائے۔ یہ نہایت پُر لطف اور آسان ہنسی مذاق کا کھیل ہے کھیلنے میں بہت ہی لطف آتا ہے۔ ہر عمر کی لڑکیاں۔ خواتین۔ کمسن بچیاں کھیل سکتی ہیں۔ شور و شغب بالکل نہیں ہوتا۔

سلیم الزہرہ بیگم

عقل کی باتیں

(۱) میں آٹھ حروف سے بنا ہوں ایک متبرک جگہ کا نام ہوں۔ بتاؤ میں کون ہوں۔

میرا پہلا حرف	کدو میں ہے تُرئی میں نہیں
دوسرا حرف	عورت میں ہے مرد میں نہیں
تیسرا "	بنک میں ہے دفتر میں نہیں
چوتھا "	ہندو میں ہے مسلم میں نہیں
پانچواں "	شریف میں ہے رذیل میں نہیں
چھٹا "	رسول میں ہے نبی میں نہیں
ساتواں "	پیکے میں ہے موٹر میں نہیں
آٹھواں "	فرشتے میں ہے بوسہ میں نہیں

مرسلہ:- وقار عصمت

میں کیا ہوں۔

میرا پہلا حرف	گڑ میں نہیں شکر میں ہے
دوسرا "	ناک میں نہیں کان میں ہے
تیسرا "	چین میں نہیں روم میں ہے
چوتھا "	کشتی میں نہیں ناؤ میں ہے
پانچواں "	بازار میں نہیں گھر میں ہے
چھٹا "	تکلیف میں نہیں راحت میں ہے

ایک ہندوستانی شہر کا نام

وقار عصمت

اشیاء خوردنی کے نام تلاش کیجئے۔

(۱) یہ کنگھی بہت خوبصورت ہے۔
(۲) کواب ایک اچھی غذا ہے۔
(۳) ناصر سگریٹ پلاؤ بہت دیر ہوگئی۔

جانوروں کے نام تلاش کیجئے

(۵) جلیبی کا شیرہ بہت مزہ دار ہوتا ہے۔
(۶) میں اپنی کتابوں کو الماری میں بند رکھتا ہوں۔
(۷) سردی سے ہاتھ یخ (برف) ہو رہے ہیں۔

محمد ذوالفقار احمد لغاری

(۸) میں چھ حروف سے بنا ہوں بتاؤ

جوابات:- (۱) کوئٹہ لینڈ (۲) کنگھی (۳) کواب یعنی کباب (۴) پلاؤ (۵) شیر (۶) بندر (۷) ہاتھی (۸) شاعر

ذرا ہنسئے

بیگم صاحبہ غسل خانے میں بناؤ سنگار کر رہی تھیں اور اُن کی سہیلی نے جو ملاقات کو آئی ہوئی دیر سے منتظر تھی ملازمہ سے پوچھا۔ تمہاری بیگم مجھے اپنی صورت کب دکھائیں گی۔ ملازمہ نے جواب دیا۔ کہ وہ پہلے اپنی صورت آئینے میں تو جی بھر کر دیکھ لیں۔

ایک آدمی نے بیوقوف سے پوچھا "آپ بڑے ہیں یا آپکے بھائی" بیوقوف نے کہا میں ایک سال بڑا ہوں لیکن پار سال وہ میری برابر ہو جائے گا اور تیسرے سال مجھ سے ایک سال بڑا ہو جائے گا۔ آصف ملک خشم

ہنڈکلیا

قیمہ اشیاء۔ ٹماٹر آدھ پاؤ۔ قیمہ چھٹانک بھر۔ انڈا ایک عدد۔ ہری مرچ ۳ عدد۔ تیل آدھی چھٹانک۔ دھنیا کی پتی و مصالحہ حسب ضرورت۔

ترکیب:۔ پہلے ٹماٹر کو گول کاٹ لیں اور اس کے اندر کا بیج نکال لیں۔ اس کے بعد پیاز کو باریک کتر کر تیل میں سرخ کرلیں۔ اس کے بعد قیمہ کو کباب کے مصالحہ میں بھون کر آدھی پیاز اس میں دیدیں اس کے بعد اس کو اتارلیں اسمیں سبز دھنیئے کی پتی ہری مرچ کاٹ کر دیدیں اور انڈا توڑ کر اسمیں ملادیں اسکے بعد اس ٹماٹر میں بھر کر منہ کھول دیں۔ بعد ازاں مصالحہ کو بقیہ بچی ہوئی پیاز میں بھون لیں۔ اس کے بعد ٹماٹر کا بیج اسمیں ڈال دیں جب بیج گل جائے تو ٹماٹر دیگچی میں بچھادیں اور آنچ ہلکی دھیمی کردیں مچھلی کی طرح ہلا ہلا کر پکائیں۔ تیار ہونے پر ہری مرچ و دھنیاں کی پتی دیدیں نہایت لذیذ ہوں گے۔ یہ میرا آزمودہ ہے۔ مصالحہ میں ہلدی ضرور ہو اور ٹماٹر پکا ہوا ہو۔

سیّدہ الماس پردین شمع

انڈے کی پھلکی انڈے تین عدد۔ آلو پاؤ سیر۔ شکر تین چھٹانک گھی آدھ پاؤ۔ پہلے آلوؤں کو ابال لیجئے پھر ان کو چھیل کر باریک پیس لیں پھر انڈوں اور آلوؤں کو خوب پھینٹ لیں۔ شکر کا قوام تیار رکھیں کڑہائی میں گھی ڈال کر پھلکیاں تلیں اور قوام میں ڈال دیں ٹھنڈا ہونے پر نوش فرمایئے بہت لذیذ ہو گا۔

شکر پارے آٹا آدھ سیر۔ گھی تین چھٹانک۔ شکر پاؤ بھر۔ آٹے میں ایک چھٹانک گھی ڈالکر خوب ملا لیجئے۔ پھر پانی میں سخت آٹا گوندھ لیجئے

اُردو کی مایۂ ناز افسانہ نگار محترمہ آمنہ نازلی

کے

۴۲ مختصر افسانوں کا مجموعہ

ہم اور تم

چھپ کر تیار ہے یہ وہ افسانے ہیں جن کی اُردو کے مختلف رسالوں میں شائع ہوکر دھوم مچ چکی ہے اور جن سے مشرق کے مختصر افسانوں میں گراں بہا اضافہ ہوا ہے۔

محترمہ آمنہ نازلی کے ڈرامے اور افسانے ذوقِ سلیم سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ بے ساختگی۔ بے تکلفی۔ سیرت نگاری۔ واقعہ نویسی کونسی صفت ہو۔ فطرتِ انسانی کا صحیح مشاہدہ۔ جذبات کی حقیقی ترجمانی کونسی خوبی ہے جو آمنہ نازلی کے ڈراموں یا افسانوں میں نہیں مصنفہ کے شگفتہ اور مزاحیہ افسانے اگر سنجیدہ ظرافت کے بہترین نمونے کہے جاتے ہیں تو دردناک افسانے بھی آنکھیں نمناک کردیتے ہیں۔ چند افسانوں کے عنوان یہ ہیں۔

ڈرگٹ	میرا بچا	مقابلہ	ننگ وجود
دُو دل	دعوت	کاوش	ننھی کی اماں
ہم اور تم	دل ہی تو ہے	افشاں	سنگم

آمنہ نازلی کے مختصر ڈراموں کے مجموعہ دوشالہ کو دیکھکر بڑے بڑے قابل مرد عش عش کر بیٹھے۔

ہم اور تم مصنفہ محترمہ موصوف کے ۴۲ مختصر افسانوں کا مجموعہ ہے دیکھکر سخت سے سخت تنقید نگار کو بھی آمنہ نازلی کی کامیاب افسانہ نگاری کا لوہا ماننا پڑے گا۔ کاغذ سفید چکنا اعلیٰ قسم کا گردپوش رنگین قیمت دو روپے آٹھ آنے عہ/

[redacted]

زنانہ دستکاری کی مفید کتابیں

عصمتی کروشیا

کروشیا کا شوق رکھنے والی بہنوں کے لئے بہترین تحفہ ... کروشیا کی ... بیگم صاحبہ نے ترکیبیں اور ہدایات ... مرتب کی ہے ... قیمت [illegible]

مختصر فہرست عصمتی کروشیا

[illegible]

گلدستہ تارکشی

[illegible] ... تارکشی ... پہلے ... کے طریقے ... پھر ... چادروں ... میز پوش ... بیلیں ... وغیرہ ... قیمت [illegible]

تارکشی کا کام

[illegible]

کراس اسٹچ ورک

[illegible] ... نمونے قیمت [illegible]

عصمتی کشیدہ

اس کتاب میں میز پوش ... کے ... نمونے ... بیلیں ... [illegible] ... مکمل ... ہے

قیمت ایک روپیہ

گلدستہ کشیدہ

[illegible] ... قیمت [illegible]

گلزار دستکاری

[illegible] ... قیمت [illegible]

گلشن ... [illegible]

[illegible] ... ۲۸ پھول ... ۵ ... ۲ ... نمونے ... ہیں۔

قیمت [illegible]

اونی کام سلائیوں سے

[illegible]

موتیوں کا کام

یہ مفید کتاب دستکاری کی ... [illegible]

سلمہ ستارہ کا کام

[illegible]

جالی کا کام

[illegible]

چمنستانِ جالی

[illegible]

گلستانِ جالی

[illegible] ... قیمت صرف [illegible]

... زری کاری

[illegible] ... قیمت صرف [illegible]

گوشہ گلکاری کا کام

[illegible]

عصمت بک ڈپو [illegible]

عصمتی ہنڈکلیا

[illegible]

ناشتہ

[illegible] ... قیمت ۱۰

بچوں کے کھانے

[illegible] ... ہیں اور ... بے نظیر کتاب ... [illegible]

بیماروں کے کھانے

[illegible] ... ترکیبیں ... قیمت [illegible]

مذاقیہ کھانے

[illegible] ... کتاب ... [illegible]

[illegible] کھانے	ترکی اور مصری کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے	[illegible] اور بہاری کھانے	کشمیری اور مدراسی کھانے
[illegible] کھانے	[illegible] کھانے	[illegible] قسم کے کھانے	[illegible] کھانے	[illegible] کھانے

سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرنے کی اُردو زبان میں بے نظیر کتاب

عصمتی دسترخوان حصہ اول

جس کی ایک اعلیٰ خصوصیت یہ ہے ... کہ اس کی تمام ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں اس لئے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست۔ ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی تقریباً عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے بڑی محنت سے کتاب ترتیب فرمائی ہے۔ ... کے انتظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات اور مضامین درج کئے گئے ہیں۔ ایک ایک چیز کئی کئی قسم کی تیار کرنے کے لئے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب نہیں مل سکتی۔ مثال کے طور پر چند پڈنگ اور کبابوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔

پام پڈنگ	انجیر پڈنگ	[illegible] کے کباب	کباب سینہ مرغ	[illegible] کباب
[illegible] کی پڈنگ	[illegible] پڈنگ	[illegible] کے کباب	[illegible] ٹکیاں	شامی کباب
[illegible] پڈنگ	[illegible] پڈنگ	بچے آلو کے کباب	گوشت کے سیخ کباب	آنتوں کے کباب
[illegible] پڈنگ	جلیبیوں کی پڈنگ	ناریل کے کباب	کباب مرغ مسلم	انگریزی کباب
سوجی پڈنگ	میوہ دار پڈنگ	مچھلی کے بیسنی کباب	سیخ کے چٹ پٹے کباب	[illegible] کے کباب
[illegible] پڈنگ	کشمش پڈنگ	سینے کے کباب	مچھلی کے شامی کباب	اور کئی کئی قسم کے کباب
[illegible]	مالائی پڈنگ	پسندے کے کباب	دہی کے کباب	

یہ صرف دو چیزوں کی فہرست ہے

اسی سے کتاب کا اندازہ کر لیجئے ... [illegible]

[illegible] ... اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروریات میں سے ہے ... ہندوستان بھر میں اس کی دھوم مچ گئی ... اس کتاب کی ... ہزاروں خواتین نے اس کی تعریف میں خطوط بھیجے ہیں ... کتاب کی اشاعت پر مؤلفہ و پبلشر کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ... ایڈیشن ہو گئے۔ قیمت دو روپے مجلد سوا دو روپے۔ حصہ دوم مشرقی مغربی کھانے عہ مجلد [illegible]

عصمتی دسترخوان حصہ دوم
مشرقی مغربی کھانے

اپنا مضامین ... پہلے حصہ پر بھی فوقیت رکھتا ہے تقریباً ... صفحوں کے نہایت ہی کارآمد اور قابل قدر مضامین ... چند عنوانات یہ ہیں۔ ہماری خوراک اور غذا کے متعلق تحقیقی مضامین۔ کھانے کے اصول۔ کھانے کی حفاظت۔ جرمنی باورچی خانہ۔ جاپانی باورچی خانہ۔ کچی سبزی۔ ترکاریوں کے خواص۔ کھانے کا کمرہ۔ اناج کا صندوق۔ ایرانی دعوت وغیرہ وغیرہ۔ ترکیبیں سب نئی اور آزمودہ ہیں اور ایک ایک چیز کی متعدد ترکیبیں۔ عربی۔ ایرانی۔ ترکی۔ جاپانی۔ عراقی۔ روسی۔ اطالوی۔ انگریزی۔ فرانسیسی کھانوں کی اچھی اچھی ترکیبیں ہیں۔ عصمتی دسترخوان کا یہ حصہ دوم کے ... بہت مقبول ہوا ہے۔ قیمت عہ مجلد [illegible]۔ عصمتی دسترخوان مکمل یعنی دونوں حصوں کی قیمت [illegible]۔ مجلد [illegible]

[illegible] پتہ منیجر عصمت بک ڈپو کراچی [illegible]

رسالہ بنات کراچی

اکتالیسواں سال	مارچ سنہ ۱۹۴۸ء	جلد ۴۱ نمبر ۶

فہرست مضامین

مدت خریداری ختم ہوگئی

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں ماہ مارچ کے پرچہ کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے اس لئے وہ آئندہ سال کا چندہ عہ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر کے حوالہ سے روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکار کی اطلاع دیدیں ورنہ اپریل کا رسالہ عہ کا وی پی حاضرِ خدمت ہوگا۔ نہ صرف وصول کریں بلکہ ایسے نازک وقت میں ایک دو خریدار دلاکر بھی مدد کریں۔ منیجر

۴۵ - ۵۷ - ۸۴ - ۹۴ - ۹۵ - ۱۲۱ - ۱۵۰ - ۲۱۲ - ۲۱۴ -
۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۴۵ - ۳۵۳ - ۷۴۷ - ۷۸۰ - ۸۰ [illegible] -
۷۸۳ - ۷۸۶ - ۸۱۵ - ۸۲۰ - ۸۳۹ - ۸۴۱ - ۸۴۶
۸۶۴ - ۸۷۱ - ۹۱۰ - ۹۸۵ - ۹۸۸ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۶
۱۱۸۹ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۷۰۳ - ۱۷۱۰ - ۱۷۱۷ - ۱۷۲۷ -
۱۷۳۷ - ۱۷۳۸ - ۱۷۳۹ - ۱۷۴۰ - ۱۷۴۱ - ۱۷۴۳
۱۷۴۷ - ۱۷۴۹ - ۱۷۵۲ - ۱۷۵۳ - ۱۷۵۹ - ۱۷۶۱ - ۱۷۶۲
۱۷۶۳ - ۱۷۶۴ - ۱۷۶۶ - ۱۷۷۵ - ۱۷۷۹ - ۱۷۸۲ - ۱۷۸۵
۱۷۸۶ - ۱۷۸۷ - ۱۷۸۸ - ۱۷۸۹ - ۱۷۹۵ - ۱۷۹۶ - ۱۷۹۸
۱۸۰۳ - ۱۸۰۶ - ۱۸۰۸ - ۱۸۱۰ - ۱۸۱۱ - ۱۸۱۲ - ۱۸۱۴ - ۱۸۸۶
۲۳۰۱ - ۲۳۴۲ - ۲۳۵۵ - ۲۴۱۱ - ۲۴۱۵ - ۲۴۲۱ - ۲۴۲۹
۲۴۳۰ - ۲۴۳۱ - ۲۴۳۲ - ۲۴۳۳ - ۲۴۳۶ - ۲۴۳۹ - ۲۴۴۰
۲۴۴۲ - ۲۴۴۴ - ۲۴۴۵ - ۲۴۴۹ - ۲۴۵۰ - ۲۴۵۱ - ۲۴۵۳
۲۴۵۴ - ۲۴۵۹ - ۲۴۶۱ - ۲۴۶۶ - ۲۴۶۷ - ۲۴۶۸ - ۲۴۶۹
۲۴۷۳ - ۲۴۷۶ - ۲۴۸۲ - ۲۴۸۵ - ۲۴۸۹ - ۲۴۹۰ - ۲۴۹۵
۲۵۶۲ -

(باہتمام راشق الخیری اڈیٹر و پرنٹر و پبلشر مشہور آرٹ پریس کراچی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت متصل پارسی گراؤنڈ کراچی نمبر ۳ سے شائع ہوا)

ہماری باتیں

بنات اب ضرورت کے مطابق چھاپا جاتا ہے

رے دفتر کے جو حالات دہلی میں تھے اب نہیں رہے۔ لی میں کئی کئی ماہ پہلے کے پرچے بھی فائل پورا رکھنے کیلئے ر خریدار منگاتے تھے تو بلا قیمت بھیجے جاتے تھے

ب صرف اتنا پرچہ چھپوایا جاتا ہے جتنی ہر مہینے ضرورت تی ہے۔ کراچی سے بنات کے جتنے پرچے شائع ہوئے ، وہ سب ختم ہو چکے اور دوبارہ اب نہیں بھیجے سکتے۔ بنات دلی میں ہمیشہ پابندی وقت کے ساتھ بیؔ سال تک شائع ہوتا رہا۔ کسی مہینہ اشاعت میں دیر نہیں ئی۔ کراچی میں ہمارے لئے قدم قدم پر دقتیں ہیں مگر ں کے باوجود خدا کا شکر ہے یہاں بھی ہر ماہ کا پرچہ قت کی پابندی کے ساتھ ۲۰ تاریخ کو شائع ہوا۔ خریدار وقت پر پرچہ نہ ملے تو دفتر کی نہیں ڈاک خانہ کی بدانتظامی ہے۔ مقامی پوسٹ ماسٹر کو لکھنا چاہئے۔ پرچہ نہ ملنے اطلاع مغربی پاکستان کے خریدار ۲۶ تاریخ کے اور ہندوستان حیدرآباد دکن اور مشرقی پاکستان خریدار ۳۰ تاریخ کے بعد دفتر کو اپنے خریداری نمبر کے ساتھ ضرور دے دیا کریں۔ ہم دوبارہ پرچہ بھیج دینگے سرے ماہ کا پرچہ شائع ہونے کے بعد پچھلے ماہ کا رسالہ اب مشکل ہے۔

۱۹۴۷ء کے حالات کچھ ایسے تھے کہ بنات کا کہانی نمبر سالگرہ نمبر شائع نہ ہو سکا۔ ۱۹۴۸ء میں انشاء اللہ بنات کا خاص شائع ہوگا مگر مہینہ ابھی مقرر نہیں کر سکتے۔ آئندہ کسی پرچہ مرکا اعلان کیا جائیگا۔ خریدار بہنیں منی آرڈر بھیجیں تو کوپن خریداری نمبر اور پتہ ضرور لکھ دیا کریں۔ پتہ بدلوانے کا رسالہ نہ ملنے کی شکایت کریں تو بھی خریداری نمبر ضرور لکھیں

ہمدرد بہنیں

اور بھائی جنہوں نے نئے نئے خریدار دے کر بنات کی مدد کی ان کے نام شکریہ کے ساتھ نیچے لکھے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی سہیلیوں ملنے والیوں اور رشتہ داروں کو بنات کا خریدار بنانے کی ترغیب دی اور کامیاب ہوئے ان کا چندہ منی آرڈر کے ذریعہ بھجوایا یا وی پی کی خانگی بھیجکر وی پی وصول بھی کرائے۔ اور بنات کی اشاعت بڑھانے اور نئے خریدار بنانے کی اب بھی کوشش کر رہے ہیں۔

بیگم راجہ محمد یوسف کوئٹہ ۵۔ یعنی ۵ خریدار دئے بیگم سعید حبیب احمد حیدرآباد دکن ۴۔ فاطمہ بنت چراغ حسن حکیم مالی گاؤں علاقہ بمبئی ۵۔ ظاہر محمد خاں طالب علم کراچی ۶۔ سید اقبال احمد سوہارو ۳۔ کے بی جلال رائے پور ۲۔ مس جے جے مرزا ٹنڈو ٹھور ۴۔ مس زبیدہ جام نگر کاٹھیاواڑ ۲۔ اختری بیگم صدر بکھو ۲ مولوی سرزمین خاں ۳ اقبال بیگ میرزان ٹنڈو ٹھورو ۲۔ وحیدہ بیگم بنگلور۔ رحمت قائم الہ آباد ۲۔ محمد یوسف کلکتہ ۲

جنہوں نے ایک ایک خریدار دیا

رضیہ سلطانہ بنت بشیر احمد ملتان۔ اے سعید احمد چک لالہ۔ بنا دیوی علی گڑھ خریدار نمبر ۲۲۲۹ بیگم آرایس ثانی پشاور سلمی عبدالسلام لمبیتہ۔ عبدالغفور کوہاٹ۔ نسیمہ بیگم سیالکوٹ۔ رضیہ خاتون کراچی۔ محمد یوسف مستاجر جنگلات یلندو دکن۔ بیگم ظہیر الدین ناگپور۔ محمد وسیم کراچی بیگم ضیا صدیقی کراچی۔ راحت بیگم مانسہرہ۔ بنات کو زندہ رکھنے کے لئے تمام بناتی بہنیں اور بنات کے ہمدردوں کو چاہیے کہ بنات کے نئے خریدار بنانے کی کوشش کریں۔ بنات کی مشکلات نئے خریداروں کی تعداد بڑھنے سے بڑی حد تک دور ہو سکتی ہیں۔

منیجر

سپاہی کا جواب

میرے بڑے بھائی صاحب نے اکثر دوستوں کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ "جشن پاکستان سے پہلے میں ایک روز اپنی ڈاک کے انتظار میں (بمقام ڈونگا گلی جو کہ ضلع ہزارہ میں ایک سرسبز و شاداب ٹھنڈا پہاڑ ہے) ڈاکخانہ کے پاس بیٹھا ہوا ایک مقامی سب انسپکٹر پولیس کے ساتھ مصروف گفتگو تھا۔ اتنے میں دس بیس فوجی سپاہی ادھر سے گذرے اور اسلامی قاعدے کے مطابق السلام علیکم کیا ہم نے سلام کا جواب دیا۔ انسپکٹر صاحب نے سوچا کہ لگے ہاتھ ذرا ان ان پڑھ لوگوں کے خیالات بھی معلوم کریں۔ چنانچہ انہوں نے فوجی سپاہیوں سے درخواست کی کہ وہ دم لینے کے لئے تھوڑی دیر یہیں بیٹھ جائیں اس پر وہ سب مسکراتے ہوئے ہمارے قریب آئے ان میں سے بعض تو بیٹھ گئے اور کچھ چٹانوں کے ساتھ ٹیک لگا کر لاپرواہی سے کھڑے ہو گئے۔

انسپکٹر صاحب نے ایک جوان سے پوچھا "کہو بھئی۔ تمہیں کچھ پتہ بھی ہے کہ حکومت بدل گئی ہے" سپاہی نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا "جی ہاں بفضلِ خدا پاکستان بن گیا ہے"۔

انسپکٹر صاحب نے کہا "بیشک پاکستان تو بن گیا ہے لیکن تم کس طرح محسوس کرتے ہو کہ پاکستان بن گیا ہے؟"

جاہل ان پڑھ سپاہی نے سر کھجاتے ہوئے کچھ عجیب انداز سے کہا "جناب ہم گاؤں کے رہنے والے بھی جو کچھ ہیں کیا جانیں میں تو بس یہ جانتا ہوں کہ یہ پتھر (اس سڑک کے سامنے لگے ہوئے ایک پتھر کی طرف اشارہ کیا) اگر پہلے یہاں سے لڑھک جاتا تو میں چھوڑ کر اپنا راستہ لیتا کہ جلد ہی سرکار خود ہی سڑک مرمت کرا لیگی۔ لیکن اگر اب یہ لڑھک جائے میں اپنی آستینیں چڑھا کر اس جگہ کی مرمت کرنا اپنا ضروری فرض سمجھوں گا"۔

سبحان اللہ دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے یہ الفاظ کس قدر تاثیر رکھتے ہیں۔ "پاکستان" کی تشریح کے سلسلے میں اس سیدھی سادہ تشریح کے مقابلے میں ہزاروں اور لاکھوں دلیلیں قربان کی جا سکتی ہیں۔ ۔۔۔ کا کہنا بجا ہے کہ وہ بڑے بڑے عالی دماغ لوگوں کی دلیلوں اور جوابوں سے اس قدر متاثر نہیں ہوئے جس قدر جاہل دیہاتی فوجی سپاہی کے اس سیدھے سادہ جواب نے ان کے دل پر اثر کیا۔

کاش یہی جذبہ اور یہی خیالات ہر شہر اور ہر گاؤں کے ہر محلہ ہر بستی میں رہنے والوں کے دل میں ہوں تو جانتی ہو کہ کیا ہو۔۔۔ یقین کرو کہ ہماری ساری مشکلیں اور تکلیفیں تھوڑے ہی دنوں میں دور ہو جائیں۔

عبدالغفور

کہاں رہیں

یہ سوال آجکل ہر شخص کی زبان پر ہے کہ "کہاں رہیں"

کہیں سکون نہیں کہیں امن نہیں۔ اس کے علاوہ اخراجات کی زیادتی گرانی اور آئے دن کے ٹیکسوں نے یہاں سے وہاں تک ایک تہلکہ مچا رکھا ہے۔ اس لئے ہر شخص اپنی اپنی جگہ حیران و پریشان ہے کہ کیا کیا جائے اور کہاں جا کر رہا جائے

جن کی آمدنی کم ہے اور خرچ زیادہ تو آپ سویڈن کے شہر میں تشریف لے جائیے کیونکہ وہاں نہ کوئی ٹیکس ہے اور نہ بچوں کی پڑھائی کا خرچ ٹیلیفون بھی ہر جگہ مفت استعمال کیجئے مثلاً آپ بازار جا رہے ہیں۔ راستہ میں آپ کے دوست مل گئے انہوں نے اپنے یہاں چلنے کو اصرار کیا۔ مگر آپ گھر کیسے اطلاع دیں۔ چنانچہ ذرا آگے بڑھ کر پولیس چوکی یا چوراہے پر پہنچئے اور وہاں سے ٹیلیفون پر اپنے گھر والوں کو اطلاع دیدیجئے کہ رات کے کھانے پر میرا انتظار نہ کیا جائے۔ مجھے اس وقت ایک دوست اپنے گھر لئے جا رہے ہیں

اس سے بھی زیادہ سہولت یہ کہ آپ وہاں ٹراموں میں بھی مفت سوار ہو سکتے ہیں۔ میونسپلٹی کی طرف سے غریب لوگوں کے لئے یہ رعایت ہے وہاں کی میونسپلٹی بجلی کی بکری سے اس قدر آمدنی ہوتی ہے کہ تمام اخراجات پورے کرنے کے بعد لاکھوں روپیہ بچا لیتی ہے۔

اگر آپ کو گانے بجانے کا شوق ہے تو آسٹریلیا ہیں ... میں تشریف لے جائیے۔ وہاں آسٹریلیا کے قریب گانے بجانے کی سوسائٹیاں ہیں اور صرف پندرہ بیس ہزار کی آبادی ہے۔ یہاں غریب سے غریب شخص کے پاس پیانو موجود ہے اور جس سے بھی آپ فرمائش کریں وہ آپکو گانا سنا سکتا ہے۔

اگر آپ موٹے ہیں تو آپ کے لئے نیوڈلیشیا واقع کالیڈونیا میں جگہ موزوں رہے گی۔ علمائے سائنس ایک عرصہ سے کہہ رہے ہیں کہ اس شہر کے نیچے اس کثرت سے نیل اور قدرتی گھاس ہے کہ فربہ اندام اور بلغمی مزاج کے آدمی یہاں رہنے سے دبلے ہو سکتے ہیں۔

اچھی آب و ہوا کے لئے برازیل کا لا ... (واقع مجمع الجزائر ...) ایک بہشت ارضی ہے۔ ۱۸۹۱ء میں ایک پادری جس نے نپولین کی رائے سے پہلی مرتبہ ستر آدمی شمالی فرانسسکو سے لاکر یہاں آباد کیا تھا۔ پھر اور بہت سے خاندان یہاں آگئے اور بہترین آب و ہوا کی وجہ سے یہاں مستقل بود و باش اختیار کر لی۔

اگر آپ امن کے متلاشی ہیں تو آپکے لئے گوشۂ عافیت امریکہ کا شہر ناشوا مناسب رہیگا۔ یہاں نہ وکیل ہیں نہ پادری نہ مولوی۔ تجارت کا تمام کام ٹاؤن کونسل کرتی ہے۔ یہاں کسی قسم کا ٹیکس نہیں دینا پڑتا۔ حکومت اپنی آمدنی خود تجارت کر کے پیدا کرتی ہے۔ سڑکوں کی صفائی وغیرہ مشترکہ طور پر اہل شہر کے ذمہ ہے رعایا بہت خوش اور امن پسند ہے۔ وہاں پولیس کی مطلق ضرورت نہیں۔ صفائی کے دلدادہ ہالینڈ میں مکان تلاش کر سکتے ہیں۔

سید رضا احمد

گُلِ تعجب

خدا بخشے یہ کہانی دادی اماں مرحومہ نے مجھے سُنائی تھی۔

ایک تھا بادشاہ۔ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ۔ اللہ نے اس کو اپنے فضل و کرم سے تین بیٹے عنایت کیے تھے یوں تو تینوں اچھے تھے لیکن چھوٹا سب سے زیادہ عقلمند خوبصورت اور طاقتور تھا اور رحمدل بھی۔ جب تینوں بیٹے جوان ہو گئے تو بادشاہ کو فکر ہوئی کہ سلطنت کا کاروبار کس کو دیا جائے۔ سوچتے سوچتے آخرکار یہ فیصلہ کیا کہ تینوں کے سپرد کوئی کام کیا جائے۔ اس نے تینوں بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ تم میں سے جو لڑکا وہ پھول لائیگا جس کے سونگھنے سے بوڑھا آدمی جوان اور بیمار اچھا ہو جاتا ہے۔ اُس کو میں اپنا تاج اور تخت دیدوں گا۔

تینوں شہزادوں نے بادشاہ کے سامنے سر جُھکایا اور کہا کہ ہم اس شرط کو پُورا کرنے کے لئے تیار ہیں۔" یہ کہہ کر تینوں مختلف راستوں سے پھُول کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ بڑا شہزادہ چلا جا رہا تھا کہ راستہ میں اس کو ایک کوڑھی لنگڑا فقیر جس پر مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں ملا۔ اور کہنے لگا کہ "شہزادے کچھ اللہ کے نام پر دے۔ چونکہ شہزادے کو پھُول لانے کی جلدی تھی اور چاہتا تھا کہ پھول لے کر سب سے پہلے میں ہی پہنچوں اور بادشاہ بن جاؤں اس وجہ سے اس نے غریب فقیر کی پرواہ نہ کی بلکہ ایک ٹھوکر مار کر کہا چل دُور ہو سامنے سے۔ ہٹ جا بڑا آیا اللہ کے نام پر لینے والا۔ ہٹا کٹا مسٹنڈا ہو کر مانگتے شرم نہیں آتی۔" فقیر شہزادہ کی بات سُنکر مسکرایا اور کہا "بابا اللہ جب [illegible] اس کو بھی لو ابھی [illegible] فقیر غائب [illegible] شہزادے کی بدنی [illegible] خدا نے [illegible] فقیر کی بددعا قبول کر لی۔ اور شہزادے کا گھوڑا سامان وغیرہ سب کچھ غائب ہو گیا۔ اور شہزادہ بالکل فقیر کے مانند بن گیا۔

اب منجھلے شہزادے کا حال سنو۔ راستہ میں اس کو بھی ایک بوڑھا اور دبلا پتلا آدمی ملا نہ مُنہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت۔ اس بڈھے نے بھی شہزادے سے خیرات مانگی شہزادے نے خیرات کی بجائے اپنے بڑے بھائی کا طریقہ اختیار کیا اور سخت الفاظ سے فقیر کا دل دکھایا۔ یہ فقیر بھی بدُعا دیکر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ یہ شہزادہ ایک بوڑھا انسان بن گیا اس کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی جوان خوبصورت شہزادہ ہے۔

اب سب سے چھوٹے شہزادے کا حال سُنو وہ منزل بمنزل سفر کر رہا تھا۔ اور پھُول کی تلاش میں تھا لیکن پھُول ملنے کی ابھی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس کو بھی وہی فقیر ملا جو دونوں شہزادوں کو ان کی بدتمیزی پر سزا دے چکا تھا۔ اب کی دفعہ یہ فقیر لنگڑا کانا اور ٹنڈا بنا شہزادہ کے سامنے آتے ہی اس نے اللہ کے نام پر

سوال کیا۔ شہزادہ مُسکراتا ہوا گھوڑے سے اُتر پڑا اور کہنے لگا "میرے پاس تو کچھ باقی رہا نہیں جو تجھ کو دے سکوں ہاں لو یہ گھوڑا ہے اس پر بیٹھ کر کسی شہر کو چلے جاؤ اور اس کو بیچکر جو کچھ ملے لے لینا اور کام میں لانا" یہ کہہ کر شہزادہ آگے چل دیا وہ کوئی دس قدم چلا ہوگا کہ فقیر کی آواز پھر اس کے کان میں آئی وہ مڑا اور یہ دیکھ کر اُس کو بڑی حیرت ہوئی کہ اُس کالے لولے لنگڑے فقیر کی بجائے ایک بہت خوبصورت پری کھڑی مُسکرا رہی ہے۔

شہزادے کے رُکتے ہی پری آگے بڑھی اور کہا کہ "واقعی شہزادے آپ اس قابل ہیں کہ حکومت کرسکیں میں ایک پری ہوں میرا تخت اس وقت وہاں سے گذر رہا تھا جب بادشاہ نے آپ لوگوں سے گل تعجب لانے کو کہا تھا۔ میں نے سوچا لاؤ ان لوگوں کو آزماؤں اور ان میں جو رحمدل ہوگا اس کو گل تعجب کا راستہ بتا دوں لو یہ ایک نارنگی لو اور یہ ایک سونٹا نارنگی کی مدد سے تم اُس قلعہ تک پہنچ جاؤ گے جہاں گل تعجب ہے جس جگہ نارنگی ٹھہر جائے تم کو وہاں ایک قلعہ کا پھاٹک ملیگا اُس میں ایک تالا لگا ہوگا وہ تالا کسی چیز سے نہیں کھلتا صرف اس سونٹے سے کھلے گا۔ سونٹا تین دفعہ مارنے سے وہ خود بخود گر پڑیگا اور پھاٹک کھل جائیگا۔ پھاٹک کھلنے پر تم کو بڑی بھیانک آوازیں سنائی دینگی لیکن تم کسی چیز کی فکر نہ کرنا اور بڑھے چلے جانا اور پیچھے مڑ کر کسی حالت میں بھی نہ دیکھنا ورنہ اچھا نہ ہوگا" اتنا کہہ کر پری غائب ہوگئی۔

شہزادہ اللہ کا نام لیکر پری کے کہنے کے مطابق قلعہ میں پہنچ گیا۔ پھاٹک کھلنے پر اُس کو طرح طرح کی آوازیں سُنائی دیں لیکن اس نے پروانہ کی۔ قلعہ میں اُس نے شہزادی کو تلاش کیا آخر شہزادی ایک کمرے میں بیٹھی مل گئی۔ شہزادی نے شہزادے کو دیکھا اور خوش ہو کر بولی آؤ شہزادے میں تمہارا انتظار ہی کر رہی تھی ابھی ابھی مجھے ایک پری بتلا گئی ہے کہ تم آرہے ہو لو دیر نہ کرو دیو کے واپس آنیکا وقت ہو رہا ہے ایسا نہ ہو ہم دونوں کسی مصیبت میں پھنس جائیں یہ کمان اور دونوں تیر اُٹھا لو۔ قلعہ کے مشرقی پھاٹک کی طرف جانا۔ وہاں جا کر سونٹے کو تین مرتبہ ہلانا جس وقت تم سونٹا تیسری مرتبہ ہلاؤ گے تم کو ایک بڑا سا درخت نظر آئیگا اس پر ایک بندر بیٹھا ہوگا۔ اُس بندر میں دیو کی جان ہے۔ تم دونوں تیروں سے بندر کی دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالنا۔ اور جیسے ہی دیو کی آنکھیں پھوٹیں گی وہ مر جائیگا اور میں بھی آزاد ہو جاؤنگی۔ اور تم گل تعجب بھی حاصل کر لوگے"۔

شہزادے نے اُسی طریقہ پر عمل کیا جیسا کہ شہزادی نے بتلایا تھا لیکن شہزادے نے جس وقت بندر کی ایک آنکھ پھوڑی دیو ایک بڑا سا ڈنڈا لیکر شہزادے کو للکارتا اور تکلیف سے چیختا آن پہونچا لیکن بہادر شہزادے نے پروانہ کی۔ دوسرا تیر بھی اُس نے چھوڑ دیا۔ تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھا۔ ادھر بندر درخت سے گرا اُدھر دیو کا دم نکلا۔

دیو کے مرتے ہی نہ محل رہا نہ قلعہ۔ سب کچھ غائب ہوگیا۔ اس نے دیکھا شہزادی پاس کھڑی مسکرا رہی ہے۔ ایک بہت بڑا خوبصورت پھول ہوا میں لہلہا رہا ہے۔ شہزادی نے پھول توڑا اور لا کر شہزادہ کو دیا اور کہا کہ "لو یہ ہے گل تعجب"۔

شہزادہ گل تعجب کو حاصل کر کے بہت خوش ہوا
اور شہزادی کو گھوڑے پر بٹھا اپنے ملک کی طرف چل پڑا
راستہ شہر میں اس نے دیکھا کہ دو فقیر جن میں ایک کوڑھی اور
ایک بوڑھا ہے مانگتے پھر رہے ہیں اس نے ان دونوں
کو بھی ایک گھوڑے پر بٹھایا اور ساتھ لیکر بادشاہ کے پاس
پہنچا۔ بادشاہ شہزادے کی اطلاع ملتے ہی دروازے
تک لینے آیا۔ شہزادی کو تو شہزادے نے اندر
بھجوا دیا اور آپ دونوں فقیروں کو لیکر بادشاہ کے ساتھ
محل میں پہونچا۔ اور جاکر گل تعجب بادشاہ کے حضور میں
پیش کر دیا۔ اور کہا جہاں پناہ اس پھول کا نام گل تعجب
اور ثبوت یہ ہے کہ ان دونوں فقیروں کو اس کی خوشبو سنگھائیے
اگر اچھے نہ ہوں تو میرا سر قلم کروا دیجئے۔ بادشاہ نے دونوں
فقیروں کو آگے بلایا لیکن وہ آگے بڑھتے شرما رہے تھے۔
بادشاہ کے دوبارہ حکم پر وہ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھے
بادشاہ نے پہلے کوڑھی کو سنگھایا۔ سنگھانے کی دیر تھی وہ ایک
اچھا خاصا خوبصورت جوان بن گیا یہ دیکھ کر بادشاہ کو
اس کے اصلی ہونے میں کوئی شبہ نہ رہا دیکھا تو وہ کوڑھی
کا بڑا بیٹا تھا پھر اس نے دوسرے فقیر کو سنگھایا تو وہ بھی
خوبصورت جوان ہوگیا۔ یہ اس کا دوسرا بیٹا تھا۔ بادشاہ
سب کو گلے لگایا اور چھوٹے شہزادے کو اپنے ہاتھوں سے
تاج پہنا کر شہزادی سے اس کی شادی کر دی۔

دیکھا بچو غریبوں کی امداد سے خدا بھی خوش
ہے اور والدین بھی راضی تم سب بھی غریبوں کی
مدد کیا کرو۔

زاہدہ فرحت

میری پیاری امّاں

صبح سویرے اٹھانے والی
میٹھی لوری سنانے والی
میرے لئے دکھ سہنے والی
میرا دل بہلانے والی
میری پیاری اماں میری پیاری اماں

سچی محبت کرنے والی
سیدھی راہ دکھانے والی
نیک سبق سمجھانے والی
مجھ پر واری جانے والی
میری پیاری اماں میری پیاری امّاں

گھنٹوں مجھ کو جھولا جھلائے
ہلکے پھلکے گیت سنائے
سو جا سو جا سو جا گائے
آ جا آ جا نندیا بلائے
میری پیاری اماں میری پیاری اماں

تیرا درجہ سب سے اعلیٰ
سب سے برتر اور دو بالا
رس میں ڈوبی باتیں تیری
سب سے نرالی اماں میری
میری پیاری اماں میری پیاری اماں

مولوی محمد جمیل جبلپوری

لتا کا طوطا

ہوا بند تھی، درختوں کی شاخیں چپ چاپ کھڑی تھیں۔ ایک ننھا طوطا سامنے کے درخت پر اُدھر سے اُدھر اُڑ رہا تھا۔ آٹھ سال کی لڑکی لتا کی نظر اس طوطے پر پڑی اُسے اس کے [illegible] معلوم ہوئی۔ اُس نے طوطے کو گود میں لینے کے لیے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے۔ چھوٹی بھالی لتا کو کیا خبر تھی کہ طوطا خوشامد سے بلانے سے کبھی پاس نہ آئے گا۔ اُس کا خیال تھا کہ پہلے کے پھولوں کی طرح شاخ سے طوطا زمین پر چلا آئیگا لیکن لاکھ بلانے پر بھی وہ نہ آیا۔ تو وہ دوڑتی بھاگتی گئی اپنی ماں کو بلا لائی اور طوطے کو دکھا کر پکڑنے کے لیے ضد [illegible] نے ایک قہقہہ [illegible] [illegible] چھپنے لگا۔ لتا کی ماں نے اس کو دبے پاؤں جا کر پکڑ لیا اور ایک خوبصورت پنجرے میں بند کر دیا۔ لتا اور طوطا ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے۔ صبح سویرے ہی آواز دیتا "لتا! لتا!" لتا فوراً طوطے کے پنجرے کے پاس جاتی اور طوطے کو پیار کرتی۔ پنجرے سے باہر نکال کر چھوڑ دیتی۔ وہ گھر سے باہر اُڑ کر نہ جاتا کبھی لتا کے زانوؤں پر بیٹھتا کبھی کندھوں پر اور گھنٹوں لتا کے ساتھ کھیلتا رہتا۔ لتا کی کوئی اور سہیلی نہ تھی۔ اسی طرح لتا اور طوطے میں روز بروز محبت بڑھتی گئی۔ اور اس قدر بڑھی کہ دونوں کو ایک دوسرے کی جدائی پسند نہ ہوتی۔

یہ طوطا شہر کے ایک حاکم کا تھا۔ ایک روز پنجرے کا دروازہ کھلا رہ گیا تھا۔ طوطا اڑ گیا۔ حاکم کو پتہ چلا تو اس نے اپنے نوکر کو طوطا لانے کے لیے لتا کے گھر بھیجا۔ وہ لتا کے گھر آیا اور کہا۔

"میرے مالک نے طوطا منگوایا ہے!"

لتا یہ سنتے ہی بگڑ گئی، جس کو وہ جان سے زیادہ عزیز جانتی ہو۔ اس کو کیوں کر دیدیا جائے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ خیال پیدا ہوتے ہی اس کا چہرہ پھول کی طرح کھلا گیا۔ اور نوکر سے کہا۔

"[illegible] نکل، کیا تیرا مالک؟ میں نہ دوں گی اپنا طوطا"

نوکر نے بلند آواز سے کہا "ہمارے مالک نے طوطا لانے کا حکم دیا ہے۔ میں طوطا لیکر جاؤنگا"

لتا کی ماں نے اس وقت بیچ میں پڑ کر دونوں کا جھگڑا چکایا، اور نوکر سے کہا:- "ارے بابا! دونگی تیرا طوطا دونگی، جب یہ اسکول چلی جائیگی۔"

اچھا کہہ کر نوکر واپس چلا گیا۔

لتا نے حسرت بھری نگاہوں سے ماں کی طرف دیکھا۔ دوسرے روز لتا مدرسے چلی گئی۔ حاکم کا نوکر آیا اور لتا کی ماں نے ڈبڈبائی آنکھوں سے لتا کا طوطا اُس کے حوالہ کر دیا۔

اگر دنیا میں ہر آدمی دوسرے کا شریکِ غم ہو جائے تو یہ دنیا راحت کا گھر ہی نہ بن جائے لیکن یہ بات نہیں ہے۔ اسی لئے دنیا میں آئے دن چاروں طرف جھگڑے بکھیڑے ہوتے رہتے ہیں۔ لتا گھر آئی تو پنجرہ خالی تھا وہ رونے لگی۔ اپنی کتابوں کو دور پھینک دیا اس کا ننھا سا دل بیٹھ گیا۔ لتا نے اس روز کچھ کھایا نہ پیا وہ اٹھی اور باہر جانے لگی۔

ماں نے پوچھا "بیٹی لتا کہاں جا رہی ہو؟"

"اپنے طوطے کو دیکھنے کے لئے!" یہ کہہ کر لتا گھر سے باہر چلی گئی۔ ماں نے اس وقت لتا کو نہ روکا وہ چلی جا رہی تھی کہ اچانک اس کو حاکم کا نوکر دکھائی دیا۔ لتا خاموشی سے اس کے پیچھے ہولی۔ اور حاکم کے بنگلے پر پہنچ گئی۔ صاحب بنگلے کے صحن میں ٹہل رہا تھا وہ سیدھی صاحب کے پاس پہنچی اور کہا۔

"ہمارا طوطا دیدیجئے۔"

صاحب نے نوکر سے پوچھا "ارے یہ لڑکی کون ہے؟" نوکر کی نظر لتا پر پڑی اس کی غمگین اور اداس صورت دیکھ کر نوکر کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں۔

"نکال دے اس لڑکی کو" صاحب نے گرج کر کہا نوکر نے لتا کا ہاتھ پکڑا۔ اور لتا کو اس کے گھر پہنچا دیا واپس ہوتے ہوئے نوکر نے لتا کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے محبت بھرے آنسو ٹپک رہے تھے۔

نوکر نے کہا "بچی جاتا ہوں" "اچھا" لتا نے کہا نوکر رحم دل تھا، لیکن اسے واقعات نے سنگدل بنا دیا تھا۔ بات یہ ہے کہ زمین کا اوپری حصہ پتھر ہوتا ہے لیکن اس کے نیچے پانی موجیں مارتا رہتا ہے۔

لتا طوطے کے غم میں بیمار ہو گئی اور مدرسے تک جانے کے قابل نہ رہی۔ جسمانی بیماریوں کی بہ نسبت روحانی بیماریاں زیادہ خطرناک اور مہلک ہوتی ہیں اور بعض اوقات جان ہی لیکر چھوڑتی ہیں۔

آخر اسی روحانی مرض نے لتا کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا دشوار کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کا چراغ زندگی ٹمٹمانے لگا' اس حالت میں بھی لتا کے دل سے طوطے کا خیال نہ گیا۔ مرتے وقت اس کی نگاہوں کے سامنے طوطے کی تصویر کھڑی تھی۔ آخر اس نے یہ کہہ کر دم توڑ دیا۔

"جاتی ہوں ماں! پیارے طوطے!!"

لتا کی لاش جب گھر سے باہر لائی گئی، تو حاکم کا نوکر سبزی منڈی میں تھا بھیڑ نظر آئی تو یہ پتہ چلانے کیلئے ہجوم میں گھس گیا کہ کیا معاملہ ہے۔ لتا کے مرنے کی خبر سنکر اس کو بہت رنج ہوا اس نے کہا "بچی!" لیکن اب "ہاں" کہنے کے لئے لتا زندہ نہ تھی۔ لتا کا جنازہ مرگھٹ لے جایا گیا۔ نوکر صاحب کے بنگلے تک ساتھ ساتھ گیا' اور اس نے طوطے کو پنجرے سے چھوڑ دیا۔

صاحب نے نوکر کو نوکری سے ہٹا دیا یا نہیں' اس کا ہمیں علم نہیں طوطا اڑ کر اسی درخت پر جا بیٹھا اور آوازیں دینے لگا۔ لتا! لتا!! لتا!!! لیکن لتا باہر نہ آئی۔ لتا کی ماں باہر آئی۔ اس نے طوطے کی طرف حسرت بھری نگاہ سے [illegible] آنکھوں سے گنگا جمنا جاری تھیں۔ وہ روتی ہوئی بولی! طوطے!

تیری لتا تو ہم سے منہ موڑ گئی ۔ اگر تجھے ہوا میں اڑتے ہوئے کہیں اس کی روح نظر آجائے تو میری طرف سے کہدینا لتا تیرے لئے تیری ماں بہت دکھی ہے، پیارے کہہ دیگا نا میرا پیام؟

طوطے سے لتا کی ماں نے جو کچھ کہا وہ سمجھا یا نہیں؟ کون جانے اگر نہ درخت سے اڑا اور جنگل کی راہ لی۔ اسے رستے میں کہیں لتا دکھائی نہ دی۔ لیکن رستے میں اسی کی ہم شکل ایک اور لڑکی دکھائی دی۔ وہ اس کے کندھے پر آکر بیٹھ گیا۔ لیکن جب اس نے مڑ کر دیکھا تو طوطا اڑ گیا طوطے کو کہیں لتا دکھائی نہ دیتی تھی۔ اس کو بھی روحانی کوفت تھی۔ آخر اس کی لاش بھی ایک درخت کے نیچے پڑی ہوئی دکھائی دی۔ شاید اس نے یہ کہتے کہتے دم توڑا ہوگا؟

لتا! لتا!! لتا!!!

(مرہٹی سے) جوہر چاندوڑی

بقیہ صفحہ ۱۶ کا

پروفیسر صاحبہ اگر اپنی قابلیت سے اس کو حل کردیں تو پچاس ہزار روپیہ نقد انعام" میری ساتھی میرا جملہ پڑھ کر مسکرا دی اور ساتھ ہی گھنٹے کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ پروفیسر صاحبہ آگے بڑھیں اور ہمارے مضامین کے کاغذات کو جمع کرنے لگیں اور ہم سب دوسرے لوگوں کیلئے اس زنداں سے چل پڑے۔

عزیزہ ایم پٹیل

مفید باتیں

(۱) جاڑوں میں اکثر ہاتھ وغیرہ پھٹ جاتے ہیں اس کا سب سے اچھا علاج یہ ہے کہ چائے کے چمچے سے چار چمچہ عرق لیموں اور چار چمچہ گلیسرین ملا کر سوتے وقت لگا لیا کریں۔

(۲) پیر میں اینٹھن اور درد ہو تو فرش پر لیٹ کر پیروں کو دیوار کے سہارے اونچا رکھیں خون کی روانی فوراً تیز ہوجائے گی اور درد جاتا رہیگا۔

(۳) اگر پاؤں پر ورم ہوجائے اور درد بھی ہو تو گرم پانی (حسب برداشت) میں تھوڑی پھٹکری یا نمک ملا کر پاؤں اس میں بیس پچیس منٹ تک رکھیں دن میں پابندی سے دو چار مرتبہ ایسا کیا جائے تو درد اور ورم بہت جلد جاتا رہے گا۔

(۴) قبض دور کرنے کا ایک علاج یہ ہے کہ رات کو تھوڑا سا چنا پانی میں بھگو دیں اور صبح نہار منہ چنا کھا کر اس کا پانی پی لیں۔

(۵) زکام میں اگر گلے سے آواز نہ نکلے تو زعفران پان میں ڈال کر کھائیے یا گرم چائے میں تھوڑا نمک ڈال کر پیجئے اس سے آواز کھل جائیگی

حمیرہ پروین

بنات کراچی

مینڈک اور چوہا

مینڈک اور چوہے میں بھائی   خوب ہوئی تھی ہاتھا پائی
پڑا تھا اک روٹی کا ٹکڑا   اور یہ دونوں کا مطلب تھا
میں ہی اُڑا کر یہ لے جاؤں   بیٹھ کے تنہا اس کو کھاؤں
دونوں سے اک بکری بولی   بانٹ کے کھاؤ آدھی آدھی
کرو نہ ہرگز اس پہ لڑائی   دونوں کی ہے اس میں بُرائی
ہاتھا پائی باہم کرنا   "نہیں ہے اچھا نہیں ہے زیبا"
بات کسی نے اس کی نہ مانی   کرنے لگے وہ کھینچا تانی
اتنے میں چیل اُڑتی آئی   اُس دم وہ تھی بیحد بھوکی
دیکھتے ہی وہ اُن پر جھپٹی   دبا کے پنجوں میں لے بھاگی
اور اک ٹیلے پر جا بیٹھی   غذا ملی یہ اس کو اچھی

چوہا مینڈک دونوں کھائے
دن بھر اُس نے مزے اڑائے

حوّا (جاندوڑی)

آپا جان

میری بہن ہیں مجھ سے چار سال بڑی اور ۶ انچ لمبی۔ اسی سال میٹرک کیا ہے۔ مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں اتنی جتنی کہ مجھے اُن سے نہیں۔ لیکن میں نے اُن کو یہ یقین دلا دیا ہے کہ اُن سے بیحد محبت ہے وہ اتنی سادہ طبیعت کی ہیں کہ میں جو بات کہتی ہوں فوراً مان جاتی ہیں۔

ایک دفعہ مجھ سے پوچھنے لگیں "روئی اور کپاس کیا دو مختلف چیزیں ہیں؟" میں نے کہا "اور کیا آپ اب تک ان کو ایک ہی سمجھ رہی تھیں ۔ روئی تو وہ ہوتی ہے جو لحافوں وغیرہ میں بھری جاتی ہے اور بھئی کپاس ہوتی ہے۔ ایک قسم کی جنس جیسے مکئی۔ اناج ۔جو۔جوار وغیرہ اب کسی کے سامنے ان دونوں کو ایک ہی چیز نہ کہہ دیجئے گا"

کچھ دنوں بعد ہمارے ایک چچا جان آئے اور انہوں نے فرمائش کی مکئی کی روٹی کی جس پر آپا جان نے فرمایا مکئی کی روٹی کیا چچا جان کپاس کی روٹی پکوائیے میں نے کبھی نہیں کھائی ہے"۔

اس پر سب ہنسنے لگے۔

"بھئی واقعی میں نے کبھی نہیں کھائی اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے"۔

آپا نے سادگی سے کہا

یہ سنکر میں اتنی ہنسی کہ پیٹ میں بل پڑ گئے۔

میں نے آٹھویں کا امتحان دیا اور کلاس میں فرسٹ آئی۔ سب لوگوں نے انعام وغیرہ دئے ۔ لیکن آپا جان نے کچھ نہ دیا میں نے شکایت کی اسپر فرمانے لگیں۔

"میں سوچ تو رہی تھی لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا چیز دوں"۔

"واہ بھئی اس میں بھی کچھ سوچنے کی بات ہے یہ اپنے ہاتھوں کی چوڑیاں دے دیجئے کوئی نئی چیز خریدنے کی کیا ضرورت ہے ۔میں بہن ہی تو ہوں آپکی۔ کوئی غیر تو نہیں کہ سوچنے سمجھنے کی ضرورت ہو"۔

اور انھوں نے فوراً اپنے ہاتھوں میں سے سونے کی چوڑیاں اُتار کر مجھے دے دیں۔ اور دل میں سوچنے لگیں کہ "چلو سستے چھوٹے" میں نے مسکراتے ہوئے کہا" میں کسی اور سے لیتی تو کوئی

بڑھیا سی چیز لیتی۔ لیکن میں نے سوچا کہ بیچاری باجی کہاں ڈھونڈتی پھریں گی۔ اور انہوں نے میری طرف اس طرح دیکھا جیسے کوئی ندامت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ مجھے ان کی شکل دیکھ کر ہنسی آ گئی اور میں دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

مجھے بہت دنوں سے سونے کی چوڑیاں بنوانے کا شوق تھا۔ لیکن ابّا میاں ٹال جاتے تھے چلو خدا نے آپ ہی دلوائیں۔ انہوں نے نہیں بنوائیں تو کیا۔ باجی کو خدا سلامت رکھے......

شام کو امّی نے کہا "چلو بھئی اب واپس کر دو رشیدہ کی چوڑیاں۔ مذاق ہو چکا"۔ میں نے دل میں سوچا امّی سے کہنا تو فضول ہے۔ منہ بسور کے باجی سے کہا "مجھے اس بات کا بالکل رنج نہیں کہ مجھ سے چوڑیاں چھن جائیں گی رنج تو اس بات کا ہے کہ میری باجی کے نام پر دھبّہ آئے گا۔ کوئی کیا کہے گا کہ تحفہ دے کر واپس لے لیا اور میری باجی تو ایسی سخی ہیں کہ حاتم طائی بھی کیا ہوگا"۔ اور انہوں نے مسکرا کر امّی سے کہا "میں نے اپنی خوشی سے دی ہیں۔ یہ تو لے بھی نہیں رہی تھیں۔ میں نے سوچا تحفہ خرید کر کیوں پیسے ضائع کئے۔ جب میرے پاس ایک چیز موجود ہے"۔ یہ کہہ کر وہ اپنی کفایت شعاری سے خود ہی خوش ہونے لگیں اور داد طلب نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔ امّی یہ کہہ کر چلی گئیں "خدا رحم کرے وہ تو بہن ہے اگر کسی اور کو دے دیتی تو کیا ہوتا"۔ اور قصہ رفع دفع ہوا۔ اب میں اپنی چوڑیوں کو دیکھ کر ہمیشہ باجی کو دعائیں دیتی رہتی ہوں۔

ہماری باجی کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے خاص کر اردو کی۔ ان کے نام ایک چھوڑ تین ماہوار رسالے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا تمام ذاتی روپیہ کتابیں خریدنے میں صرف ہو جاتا ہے۔

تھوڑے ہی دن کا ذکر ہے رات کا وقت تھا۔ میں سونے کے لئے لیٹی تھی کہ آپا جان میرے پاس بھاگی بھاگی آئیں۔ میں نے گھبرا کر پوچھا۔ "خیر تو ہے؟"

"اے بھئی رضیہ دیکھو کتنی اچھی کتاب ہے۔ تمہارے لئے لائی ہوں میں بڑے اشتیاق سے پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اب جو دیکھتی ہوں تو وہ ہے "مچھیروں کا ہنڈولہ" اور جی جل کر خاک تو ہو گیا میں نے کہا باجی! اسے تو آپ ہی پڑھئے۔ میں تو ایسی کتابوں پر اپنا وقت ضائع نہیں کرتی۔ بھلا کوئی کتاب بھی ہو"۔ یہ سنکر وہ روٹھ گئیں۔ میں نے ہنس کر کہا "ارے باجی! برا مان گئیں۔ میں نے سوچا کہ کہیں وہ واقعی خفا نہ ہو جائیں۔ مجھے اتنی اچھی اور اتنے کام کی آپا کہاں سے ملیں گی۔ فوراً میں نے پندرہ منٹ بیٹھ کر کتاب کی تعریف کی۔ وہ خوش ہو گئیں۔

عشرت رشید نعمانی

خدا کی مہربانی سے بنات کی اشاعت میں کبھی دیر نہیں ہوتی ہمیشہ ۲۰ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

"میرا بھیا"

ہیں تو یہ مجھ سے چھوٹے لیکن بڑے جیسا رعب جمانا چاہتے ہیں۔ چائے کے بہت شوقین ہیں میٹھی چیزوں پر تو گویا جان دیتے ہیں کچھ نہیں ملا تو شکر ہی پھانکتے رہتے ہیں۔ مجھ سے تو ہر وقت چڑتے ہی رہتے ہیں۔ بات بات پر الجھ پڑنے کے لئے تیار گھر بھر میں ڈرتے ہیں تو صرف ابا سے۔ کل کی بات سنئے! صبح سے میں ہنڈ کلیا پکانے کی تیاریاں کر رہی تھی۔ چونکہ آج میں بہت اہتمام سے ہنڈ کلیا پکانا چاہتی تھی اور وہ چیز بھی کچھ مشکل تھی اس لئے امی مجھے اس کے متعلق ہدایتیں کر رہی تھیں یہ دیکھ کر بھیا کو غصہ آگیا کہ سب لوگ ان کی طرف کیوں ہیں اور خواہ مخواہ مجھ سے جھگڑنے لگے۔ مجھے بھی غصہ آگیا میں نے بھی دو چار باتیں سنا ڈالیں۔ بھلا میں ان کی باتیں کیوں سنتی کیا یہ مجھ سے بڑے تھے جو ان کی باتوں کا جواب نہ دیتی آخر جھلا کر بولے کہ "جاؤ ہم تمہاری پکائی ہوئی چیز بھی نہیں کھائیں گے"۔ میں نے کہا "میری بلا سے کوئی خوشامد کرنے نہیں جاتا"۔ اس وقت تو باہر چلے گئے پھر جیسے ہی میں نے پکا کر چیزیں لاکر کھر میں رکھا تو آموجود ہوئے اور کہنے لگے "باجی ذرا سی ہمیں بھی دو خوشبو بڑی اچھی معلوم ہو رہی ہے"۔ میں نے جواب دیا کیا کہہ کر گئے تھے تم" میرا جواب سنکر مسکرا پڑے میں بھی مسکرا دی پھر خوب مزہ لے لے کر کھانے لگے۔ اور کہا

تم سب سے اچھے رہو گے

سنو پیارے بچو! مری چند باتیں
خدا کے لئے تم عمل ان پہ کرنا
غریبوں کی امداد کرنا ہمیشہ
کسی سے خدارا نہ امداد لینا
ضعیفوں کی خدمت اگر تم کرو گے
تو واللہ تم سب سے اچھے رہو گے
نہ ہرگز مصیبت میں مغموم رہنا
ہمیشہ برائی سے معصوم رہنا
اکڑ کر نہ چلنا تکبر سے ہرگز
خدا کے لئے ایسا کرنا نہ ہرگز
کسی خوف سے بھی نہ گھبرانا ہرگز
کسی کام سے بھی نہ کترانا ہرگز
بزرگوں کی عزت تمہارا ہو شیوہ
کسی سے نہ تلخی سے تم پیش آنا
جو رفعت عمل تم بھی اس پہ کرو گے
تو واللہ تم سب سے اچھے رہو گے

رفعت قدیر ندوی

دو لکڑہارے

ایک لکڑہارا ایک جنگل میں رہا کرتا تھا۔ وہ جنگل میں کلہاڑی سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے شہر میں لے جاکر بیچ ڈالتا تھا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ بھرتا تھا ایک دن وہ ایک ندی کے کنارے لکڑیاں کاٹ رہا تھا کہ اس کی کلہاڑی دستہ سے نکل کر پانی میں گر گئی پانی گہرا تھا اور تہہ میں نرم مٹی تھی۔ کلہاڑی گیلی مٹی میں دب گئی اور وہ اس کو نہ دیکھ سکا۔ اُس کو چونکہ نہ تو تیرنا آتا تھا نہ غوطہ لگانا۔ اس لئے کلہاڑی کے ملنے کی اُمید نہ رہی۔ وہ ندی کے کنارے پر بیٹھ گیا اور رو کر کہنے لگا کہ "نہ تو میں کلہاڑی کے بغیر کام کرسکتا ہوں اور نہ میرے پاس اتنے پیسے ہیں کہ دوسری نئی کلہاڑی خرید سکوں۔ اب میں اپنی بیوی اور بچوں کے کھانے کا انتظام کیونکر کرسکوں گا" اتنے میں اُدھر سے ایک بزرگ گذرے اور پُوچھا کہ "تم کیوں رو رہے ہو" لکڑہارے نے کہا کہ "میری کلہاڑی پانی میں گر گئی ہے"۔ بزرگ نے پانی میں غوطہ لگایا اور پانی کے اندر سے سونے کی ایک کلہاڑی لے کر آیا اور پُوچھا کیا یہی تمہاری ہے"۔ لکڑہارے نے کہا "نہیں یہ میری کلہاڑی نہیں ہے"۔ بزرگ نے پھر غوطہ لگایا اور ایک چاندی کی کلہاڑی نکال کر لایا۔ اور پُوچھا "کیا تمہاری کلہاڑی یہ ہے"۔ لکڑہارے نے کہا "نہیں یہ میری نہیں ہے میری کلہاڑی تو لوہے کی ہے"۔ بزرگ نے پھر غوطہ لگایا اور اس کی کلہاڑی نکال لایا اور پُوچھا کیا تمہاری کلہاڑی یہ ہے"۔ لکڑہارا خوش ہوکر بولا کہ "ہاں یہی میری کلہاڑی ہے"۔ بزرگ نے اس کو چاندی اور سونے کی کلہاڑیاں بھی تحفہ میں دیدیں۔

لکڑہارا جب گھر آیا تو رات کے وقت اپنے دوستوں سے ذکر کیا یہ سُنکر ایک لالچی بھی اپنی قسمت آزمانے کے لئے دریا پر گیا اور جان کر اپنی کلہاڑی پانی میں پھینک دی اور کنارے پر بیٹھ کر رونے لگا اتنے میں بزرگ ظاہر ہوئے اور پُوچھا کہ "تم کیوں رو رہے ہو" اُس نے کہا "میری کلہاڑی پانی میں گر گئی ہے" بزرگ نے غوطہ لگایا اور سونے کی کلہاڑی نکال کر لایا۔ اور پُوچھا کہ "کیا یہ تمہاری ہے"۔ اُس نے خوش ہوکر کہا "ہاں ہاں یہی میری کلہاڑی ہے۔ اور آگے بڑھ کر لینا چاہا۔ مگر بزرگ نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ "تم جھوٹے اور دغاباز ہو۔ تمہاری کلہاڑی کو میں ہمیشہ کے لئے پانی کی تہہ میں رکھ دونگا۔ تمہاری بے ایمانی کی سزا یہی ہے۔

(ترجمہ از انگریزی)

رقیہ شہناز

ایک گھنٹہ کلاس روم میں

"تمہاری مضمون نویسی کیسی ہونی چاہئے" مسز ریکاش نے بلند آواز میں ہم کو مخاطب کرکے کہا "تم سب بی اے کی طالبات ہو تمہارا مضمون خود تمہاری زندگی کے واقعات کا آئینہ ہونا چاہئے۔ مضمون نویسی میں جگ بیتی بیان کرنا اتنا اچھا نہیں ہوتا جتنا کہ اپنے آپ پر گذرے ہوئے واقعات کو قلمبند کرنا۔"

جماعت میں خاموشی چھا گئی۔ لڑکیاں نیچی نظریں کرکے مضمون لکھنے کی کوشش میں مشغول ہو گئیں۔ کسی نے قلم ہاتھ میں لے کر کاغذ کو درست کیا اور کاغذ پر جملے لکھنے شروع کردئے۔ کوئی پیشانی پر بل ڈالے ماضی کے واقعات پر غور کرنے لگی۔ کوئی ڈیسک پر سر رکھ کر سوچنے لگی کیونکہ مضمون شروع کرنا چاہئے۔ مگر ہم تھے اور ہمارے خیالات مضمون نویسی اور ہم مضمون نویسی کا جنون تو ہم کو پیدائشی تھا۔ دماغ میں ہر وقت خیالات کی رو جاری رہتی تھی اور واقعہ یہ ہے کہ جبتک ان خیالات کو ہم کاغذ پر نقش نہ کر دیتے چین نصیب نہ ہوتا "ہماری زندگی کا آئینہ ہو ہمارا مضمون" مسز ریکاش کے الفاظ ہمارے کانوں میں گونج رہے تھے لیکن ہم اس پر غور کر رہے تھے کہ ہماری زندگی کیا ہے؟ کیا ایک پُرخار صحرا ہے؟ یا ایک سیلاب ہے؟ ایک طوفان بے پناہ یا زندگی ایک پُربہار باغ ہے۔ نہیں ہماری زندگی اور گلستانِ نوبہار غلط! بدنصیبوں کی زندگی بھی کہیں خوشگوار زندگی ہو سکتی ہے؟ دُور فضا میں پرندے زندگی کی ہوا میں بہے چلے جا رہے تھے۔ کیا زندگی اسی کا نام ہے؟ آزاد رہنا، ہوا میں پرواز کرنا زندگی کے گہوارہ میں جھپانا ہی زندگی ہے۔ یہ خیال کچھ اس قدر دماغ میں جگہ پکڑ گیا کہ کلاس روم میں بیٹھے ہوئے طالبات مجھے قیدیوں کی طرح زنجیر میں بندھی ہوئی نظر آنے لگیں۔ ہر ایک کا چہرہ ڈراؤنا دکھائی دینے لگا۔ دل میں آیا کہ ہم میں سے کوئی ایسا ہوتا جو پروفیسر صاحبہ سے کہہ دیتا کہ ہم نہیں چاہتے کہ اس وقت مضمون لکھیں ہمیں جانے دو۔ کلاس روم کے باہر دیکھو قدرت کتنی حسین ہے۔ صبح کا وقت ہے پرندوں کے نغمے کتنے اچھے اور بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ پھول جھوم جھوم کر ہمیں بلا رہے ہیں ہوا ہمارے دماغ کو دعوتِ بہار دے رہی ہے" مگر آہ ہم دُنیا کے قانون میں اس قدر بندھے ہوئے انسان ہیں کہ قدرت کے مناظر سے لُطف اندوز نہیں ہوتے۔

یکایک میری نظر گھڑی پر پڑی۔ اُف صرف پانچ منٹ باقی ہیں مضمون لکھنے کا گھنٹہ ختم ہونے میں اور میرے پاس کی لڑکی مضمون ختم کرکے رکھنا ہی چاہتی تھی لیکن میں ماضی و حال کے معمّہ کو سُلجھانے میں بدستور مشغول تھی لیکن واقعہ یہ ہے کہ زندگی کے سوال کو جتنا سُلجھایا جائے وہ اتنا ہی اُلجھ جائیگا میں اپنی زندگی کے آئینہ میں واقعات کے نقوش کو جس قدر غور سے دیکھتی تھی وہ اتنے ہی پیچیدہ نظر آتے تھے آخری منٹوں میں مضمون یوں شروع کیا "زندگی ایک معمّہ ہے

(باقی صفحہ ۱۰ کالم اول)

شرارت

دسمبر کی چھٹیاں تھیں۔ بھائی جان آئے ہوئے تھے اُوپر کی منزل میں ان کا کمرہ تھا۔ وہ ٹھہرے ریڈیو کے دھنی۔ لاہور سے پہنچا مگر ایک ہی چلی اور اُسی وقت ریڈیو اُوپر منگوا لیا گیا۔ اُس زمانے میں ہیضہ بُری طرح پھیلا ہوا تھا۔ اُوپر والے کمرے کی کھڑکی سے جنازے قبرستان کی طرف جاتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اور ہم لوگ اُوپر جانے سے ڈرتے تھے۔

ایک دن شام کو ایک ٹریجیڈی (غمگین کہانی) براڈکاسٹ ہونے والی تھی۔ نیلو میرے سر تھی کہ "اُوپر چلو ریڈیو سُننے"۔

"جانتی تو ہو بھائی جان کو۔ نا بابا میں تو نہیں جاؤں گی" میں نے بھائی جان کی شرارتوں کے خیال سے کانپتے ہوئے کہا۔

"مگر بھائی جان تو کہیں گئے ہوئے ہیں"، اُس نے کہا

شام کے وقت ہم لوگ اُوپر پہنچے۔ نیلو تو اطمینان سے بیٹھ کر ڈرامہ سُننے لگیں مگر میری نظریں اس کھڑکی کی جانب لگی ہوئی تھیں جہاں سے جنازے اپنی منزلِ مقصود کی طرف جاتے تھے۔ مجھ پر ایک وحشت سی طاری تھی۔ بڑی زور سے ڈر لگ رہا تھا۔

مگر نیلو بڑی شان سے ریڈیو سُن رہی تھیں۔ دفعتاً برقی روشنی گُل ہو گئی ہم لوگوں کے مُنہ سے بے ساختہ چیخیں نکل گئیں۔ روشنی کی متلاشی آنکھوں سے جو کھڑکی کی طرف مڑ کر دیکھا تو ایک جنازہ آہستہ آہستہ جا رہا تھا۔ میرے ہوش و حواس گم تھے۔ باغ میں سے اُلّو کے بولنے کی آواز آ رہی تھی۔ آسمان پر اِکّا دُکّا تارے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے۔ اور چند بے فکرے تارے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ کمرے میں سوائے ریڈیو کی ہلکی سی روشنی کے اور کچھ نہ تھا۔

پہلے تو ہم لوگ سمجھے کہ ابھی لائٹ روشن ہو جائے گی۔ مگر دس منٹ گذر گئے اور روشنی نہ آئی دفعتاً باہر سیڑھیوں کی جانب آہٹ سُنائی دی "بھائی جان" میں نے پکارا مگر جواب ندارد۔ اب تو ہم لوگوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ نیلو میرے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں بُری طرح لرز رہی تھی۔ "بھئی دیا سلائی ڈھونڈو" وہ اور ہم اندھوں کی طرح بھائی جان کے بستر پر دیا سلائی ٹٹولنے لگے۔ "خدا کا شکر" میں نے دیا سلائی کی ڈبیہ پاتے ہی جلائی۔

"جلاؤ خدا کے لئے جلاؤ" نیلو چلا رہی تھی میں نے جلدی سے دیا سلائی جلائی کواڑ کھولے اور باہر جھانکنے کو تیار ہو گئی۔ مگر اُف باہر کیا دیکھا۔ دیا سلائی کی دُھندلی روشنی میں کوئی شخص کمبل لپیٹے نماز پڑھ رہا ہے اب تو ہم لوگ بالکل حواس باختہ ہو گئے۔ میں نے ہمت کر کے

پھر دیا سلائی جلائی مگر اُف میرے اللہ لال لال آنکھیں ہمیں گھور رہی تھیں میں نے گھبرا کر کواڑ بند کر لئے - اور نیلیہ سے چمٹ گئی - نیلیہ کی گھگی بندھی ہوئی تھی -

ایک دم ریڈیو پر ایک دھماکے کے ساتھ ایک چیخ سُنائی دی - یہ اُس ٹریجیڈی کا اختتام تھا مگر ہماری ٹریجیڈی ختم ہونے ہی میں نہ آتی تھی -

ہم لوگ پاگلوں کی طرح کھڑے تھے سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں کہ ایکدم ایک خوفناک دستک کے ساتھ آواز آئی -

"کھول دو دروازہ ورنہ" اب ہم لوگ بغیر چیخے نہ رہ سکے - ہماری آوازیں نیچے پہنچیں امّی دوڑی ہوئی آئیں میں نے سُنا امّی کہہ رہی تھیں "اچھا تو یہ جناب ہیں واہ واہ یہ بھی کوئی بات ہے ہر وقت لڑکیوں کو پریشان کرتا ہے" اور جواب میں بھائی جان کا قہقہہ خاموش فضا کو چیرتا ہوا گونج اٹھا - خدا بچائے ان بھائیوں کی شرارتوں سے !

وجاہت احسن

بقیہ صفحہ ۱۴ کا

"باقی کل پھر پکانا" غرضکہ روز روز اسی قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں اور جب زیادہ بگڑ جاتے ہیں تو مجھے بجائے باجی کے زہرہ کہنے لگتے ہیں - محبت ہے تو چھوٹی بہن کا لیہو مجھ سے تو ذرا بھی نہیں کیونکہ کبھی اچھی طرح پیش نہیں آتے دونوں کی لڑائیاں دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ ایسا بھائی بہنے نہ دیکھا ذرا بہن کو محبت نہیں بعض کہتی ہیں ایسی لڑائی ہوتی ہی رہتی ہے مگر ان لڑائیوں میں کتنی مٹھاس ہوتی ہے کہئے آپکا کیا خیال ہے - ؟

زہرا خاتون

معلومات

چائے کی پتیاں مت پھینکو

ان پتیوں سے پودوں کے لئے کھاد کا کام لیا جاسکتا ہے - جو گملوں میں لگا کر گھروں میں رکھے جاتے ہیں -

دوسرا کام یہ ہے کہ ایک سفید اینمل کے کسی پرانے برتن میں ہفتے بھر کی پتیاں جمع کر لو - اس میں ایک چوتھائی (۱/۴) گیلن کھولتا ہوا پانی ڈالو اور ایک گھنٹے تک پڑا رہنے دو - اس سے زیادہ دیر نہ پڑا رہے -

پھر احتیاط سے پانی نتھار کر کسی بوتل میں بھر لو اسے نرم فلالین کے ٹکڑے کے ساتھ آئینہ یا کھڑکی کے شیشے پر ملیں فوراً چمکنے لگے گا - روغنی لکڑی صاف کرنے کے لئے بھی اس سے بہتر اور کوئی چیز نہیں -

ایک سکنڈ میں پانچ ہزار تصاویر

حال ہی میں ایک عجیب و غریب سینا کیمرہ ایجاد ہوا ہے جس سے ایک سکنڈ میں ۵ ہزار تصویریں لی جا سکتی ہیں - اس کیمرے کے ذریعے گولوں کے پھٹنے کلدار لٹوؤں کے چلنے اور زرہ بکتر وغیرہ کی مکمل تصاویر لی جاسکیں گی -

سیّد امتیاز علی

ہمیں خط لکھیں تو خریداری نمبر ضرور لکھئے - منیجر

ایک پہاڑی ٹرین

پینانگ ملک ملایا میں ایک چھوٹا سا خوب صورت جزیرہ ہے - اس کا درمیانی حصہ پہاڑی ہے - پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام پینانگ ہل ہے - یہ پہاڑ سمندر کی سطح سے دو ہزار فٹ اونچا ہے - اور پینانگ کے شہری حصّے سے تقریباً چھ میل دکن کی طرف واقع ہے -

لوگ روزانہ اس پہاڑ کی سیر کرنے جاتے ہیں چوٹی تک پہنچنے کے لئے ایک ٹرین چلتی ہے - لوگ اسی ٹرین پر سفر کرتے ہیں - اس ٹرین کے تین ریلوے اسٹیشن ہیں - ایک نیچے - ایک درمیان میں اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر - دو گاڑیاں نیچے کے اسٹیشن سے لیکر درمیانی اسٹیشن تک چلتی ہیں اور درمیانی اسٹیشن سے لیکر چوٹی والے اسٹیشن تک -

جن مسافروں کو چوٹی تک جانا ہو - وہ یہاں گاڑی بدل لیتے ہیں -

یہ ٹرین انجن سے نہیں چلتی - بجلی کی طاقت سے لوہے کے رسّوں کے ذریعہ اوپر نیچے آتی جاتی ہے - ریلوے لائن کے عین درمیان ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک لائن کے ساتھ ساتھ لوہے کا رسّا لگا ہوتا ہے - اس کے ایک سرے سے ایک گاڑی بندھی ہوتی ہے - بجلی کا بٹن دبانے سے نیچے والی گاڑی اوپر چڑھنے لگتی ہے - اور اوپر والی نیچے اترنے لگتی ہے - ٹرین کی رفتار تقریباً پانچ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے - لائن کے ساتھ ساتھ دونوں طرف مکان بنے ہیں - ان میں عام طور سے انگریز رہتے ہیں - پہاڑ کی چوٹی پر بھی بڑے بڑے عالی شان مکان بنے ہیں - ان میں بھی آدمی رہتے ہیں - ہر مکان میں بجلی کے لیمپ اور پانی کا نل لگا ہے - پہاڑ کے اوپر پانچ میل لمبی سڑک ہے - لوگوں کے آرام کے لئے اوپر ایک ہسپتال اور پولیس اسٹیشن بھی ہے -

سنٹرل بورڈ کا محکمہ بھی ہے جو ہر طرح کی صفائی کا خیال رکھتا ہے -

لہ پہاڑی کے اوپری حصّہ

(منقول)

محمد عباس

منی آرڈر یا خط ہمیں بھیجیں تو خریداری نمبر ضرور لکھئے بغیر خریداری نمبر معلوم ہوئے تعمیل میں بہت دن لگ جائیں گے -
اگر آپکا سال ختم ہو چکا ہے تو منی آرڈر کے ذریعہ چندہ بھیجئے مگر کوپن پر خریداری نمبر اور اپنا مکمل پتہ ضرور لکھئے -
منیجر

ورزش اور کھیل

چیل جھپٹا

اس کھیل کو کئی لڑکے مل کر کھیلتے ہیں ان میں سے ایک لڑکا بیچ میں ایک رومال یا کسی چیز کے ٹکڑے کو لے کر بیٹھ جاتا ہے۔ دوسرا لڑکا بیچ والے گھیرے کے دوسرے سرے پر کھڑا رہتا ہے بیٹھے ہوئے لڑکے کے سر پر چپت لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو لڑکا بیٹھا ہوا ہے وہ لڑکے کے سر پر جو چپت لگانے جاتا ہے اسے پکڑ کر لے جانے والا دوڑ کر اسے پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اس نے چپت مارنے والے لڑکے کو پکڑ لیا تو پھر اسی کو بیچ میں بیٹھنا پڑتا ہے بیچ میں بیٹھا ہوا لڑکا اٹھ کر دوسرے لڑکوں میں مل جاتا ہے اس کھیل میں چیل کی طرح جھپٹ کر چپت بازی ہوتی ہے اسی لئے اسے چیل جھپٹا کہا جاتا ہے لڑکے بڑے شوق سے کھیلتے ہیں۔

بلی اور چوہا

اس کھیل کو کئی لڑکے مل کر کھیلتے ہیں لڑکے ہاتھ پکڑ کر ایک گول گھیرا بنا لیتے ہیں بلی بنا ہوا لڑکا گھیرے کے باہر اور چوہا بنا ہوا لڑکا گھیرے کے اندر رہتا ہے۔ جب چوہا بھاگتا ہے بلی اس کے پیچھے دوڑتی ہے چوہے کو پکڑنے کی کوشش کرتی ہے۔ بلی چوہے کی طرح چوہے کا پیچھا کرتی ہے جہاں جہاں چوہا جاتا ہے وہ گھیرے میں گھس آتی ہے جن دو لڑکوں کے بیچ میں ہوکر چوہا نکلتا ہے انہیں کے بیچ میں سے بلی نکلتی ہے اس کے بعد جن دو لڑکوں کے بیچ میں ہوکر چوہا پھر گھیرے میں گھس آتا ہے انہیں کے بیچ میں ہوکر بلی گھستی ہے لڑکے چوہے کو گھیرے کے باہر جانے یا اندر گھسنے سے نہیں روکتے لیکن اپنے ہاتھ نیچے کرکے بلی کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں جن دو لڑکوں کے بیچ میں سے نکل کر بلی چوہے کو چھو لیتی ہے وہ ہی دونوں لڑکے چوہا اور بلی بنتے ہیں۔ اس طرح بڑی دیر تک دوڑ دھوپ کر یہ کھیل ہوتا رہتا ہے۔

ندی پار

۲۵ یا ۳۰ قدم کی دوری پر لڑکے دو لکیریں کھینچ دیتے ہیں لکیروں کے بیچ کی زمین ندی اور لکیروں کو ندی کا کنارہ مانا جاتا ہے۔ ندی میں تھوڑی تھوڑی دوری پر چھوٹے چھوٹے گھیرے بنا دیتے ہیں ان گھیروں کو پتھر مان لیتے ہیں ان مانے ہوئے پتھروں پر کود کود کر ایک قدم رکھتے ہوئے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ندی پار ہونا پڑتا ہے۔ جو لڑکا ٹھیک ٹھیک پیر رکھ کر باہر نکل جاتا ہے وہ ہی پار ہو گیا سمجھا جاتا ہے پتھر سے باہر پیر پڑنے پر لڑکا ڈوبا ہوا سمجھا جاتا ہے۔ کھیل کی دو ٹولی ہوتی ہیں جس ٹولی کے زیادہ لڑکے پار اتر جاتے ہیں وہ ہی ٹولی جیت جاتی ہے۔

عبدالرفیق

عجائب خانہ

برطانیہ کے جزیرے

خود اکثر انگریزوں کو معلوم نہیں کہ برطانیہ کے جزیروں کی تعداد کیا ہے۔ اگر آپ اُس کو بتائیں کہ ارے بھئی! تمہارے ملک کے جزیروں کا جھنڈ پانچ ہزار پر مشتمل ہے تو وہ ہکا بکا آپکو دیکھتا رہ جائیگا۔ اس تعداد میں ایسے بھی شامل ہیں جو محض چٹانیں ہیں۔ ان میں صرف سات سو آبادی کے قابل ہیں مگر ان میں سے اسّی نوّے فیصدی ملک سے اس قدر الگ تھلگ اور سنسان ہیں کہ اُن میں صرف مصنّف خواص الاشیادان اور دنیا سے بیزار آدمی ہی جا کے رہتے ہیں۔

برطانوی جزائر میں سب سے دلکش سٹیپ ہولم ہے جو پانی میں سے ۲ ۱/۲ سو فٹ بلند سر لگائے کھڑا ہے اس کی لمبائی صرف آدھ میل ہے۔ کسی زمانہ میں اس پر ڈاکوؤں نے اڈا بنا رکھا تھا۔ چھٹی صدی میں گلڈاس نے سب سے پہلی تاریخ انگلستان یہیں لکھی۔ سو برس سے کچھ کم ہوئے اس جزیرہ پر ایک قلعہ بنایا گیا اس کی پتھر کی بارگیں اور ۲۳۵۴ من پانی کا زمین دوز حوض اب تک قائم ہے۔ آجکل اس جزیرہ میں صرف پرندے ہی رہتے ہیں۔ یہ جزیرہ سمرسٹ کے ساحل کے سامنے ہے۔

ایک جزیرہ راک آل (کل چٹان) سکاٹ لینڈ کے شمال مغرب میں تین سو میل کے فاصلہ پر سمندر میں اٹھا ہوا ہے۔ اس کا محیط صرف ۲ ۱/۲ سو فٹ ہے۔ آٹھویں صدی میں ایک جہاز نے اسے دشمن کا جہاز سمجھ کر اس کا تعاقب کیا۔ جب میل بھر رہ گیا تو غلطی معلوم ہوئی۔

بچوں کی مرغوب فلمیں

لندن اور برطانیہ کے چند دیگر شہروں کے بولتی تصویر خانوں کے مالکوں نے پچاس ہزار لڑکے لڑکیوں سے سوال کیا کہ کس قسم کی بولتی تصویریں زیادہ پسند ہیں۔ ان بچوں کی عمریں سات سے پندرہ سال تک کی تھیں۔ ان کے جوابوں نے ان کو حیرت میں ڈال دیا۔ سب سے زیادہ مرغوب تصاویر وہ بتائی گئیں جن میں بنیاد تاریخی واقعات پر رکھی جاتی ہے اور جرائم والے افسانوں کو سب سے کم پسند کیا گیا۔ دونوں لڑکوں لڑکیوں نے حیوانات کی تصاویر پر پسندیدگی ظاہر کی۔ صرف ۱۹ فیصدی لڑکوں نے ظاہر کیا کہ اُنہیں محبت والی تصویریں پسند ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ۶۶ فیصدی لڑکیوں نے ایسی تصویروں پر اظہار پسندیدگی کیا۔ ۴۳ فیصدی لڑکوں اور ۱۵ فیصدی لڑکیوں نے بتایا کہ اُنہیں ایسی تصویریں دیکھنی ذرا نہیں پسند جن میں لوگوں کے جسم پر ضربات آئیں لڑکیوں کے مقابلہ میں لڑکوں نے خبروں کی تصویروں کو پسند کیا۔ لڑکیوں نے عورت تماشہ گروں کو ترجیح دی مگر تعجب ہے کہ جو عورت لڑکوں کی فہرست میں اول درجے

تھی۔ اس کا نام لڑکیوں کی فہرست میں بارہویں درجے پر تھا۔ لندن کی ایک مشہور محبوب تماشہ گھران کی فہرست میں اٹھارہویں درجہ پر پائی گئی۔ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں نے کہا کہ وہ ایسی تصاویر کو سب پر ترجیح دیتے ہیں جو جوانوں کے لئے موزوں ہوں۔

عجیب جانور لاہور کے چڑیا گھر میں اب جانوروں کی بہت کمی ہے۔ بہت سے پنجرے خالی ہیں اور اکثر زمانۂ سابق کا دردناک مرثیہ ہیں۔ البتہ مرغابیاں سارس اور طوطوں کی کافی مختلف تعداد موجود ہے۔ ان آسٹریلیا کے حبشی پرندے بہت دلپسند ہیں طوطے کی سی چونچ ہے مگر بہت نازک اور ننھی سی ہے ہر وقت پھدک پھدک کے اُڑتے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ آ بیٹھتے ہیں اور اپنی دوسری جنس سے محبت کی چوں چوں کرتے رہتے ہیں۔ اور دونوں اس کے اعتراف میں ننھے ننھے سروں کو ہلا دیتے ہیں۔

لندن کے چڑیا گھر میں ایک کیچڑ کی ننھی سی مچھلی ہے جو قطبی سایہ دار جھنڈوں کی دلدلوں میں رہتی ہے۔ اس کے دونوں پہلوؤں میں پَر ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک میں تختہ جیسی گانٹھ ہوتی ہے جس کی مدد سے وہ زمین پر بھدے پن سے اُچک کے چلا کرتی ہے اس کی آنکھیں مینڈک کی آنکھوں کی طرح باہر کو نکلی پڑتی ہیں۔ کیا آپ نے کبھی کسی مینڈک کو کھاتے دیکھا ہے؟ اس کے تالو نہیں ہوتا۔ اگر ہے تو نامکمل ہے اس لئے کھاتے وقت اس کی آنکھیں اُوپر تلے ہوتی رہتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ آنکھوں کے ذریعہ اپنی غذا گلے کے اندر اُتارا کرتا ہے۔ اس مچھلی میں انوکھی بات یہ ہے کہ یہ ایک پر سے چلنے کے عضو کا کام لیتی ہے۔ اور برخلاف دوسری مچھلیوں کے پانی سے نکل کے خشکی پر چل پھر سکتی ہے۔ خلیج گلیلی میں ایک قسم کی مچھلی عجیب طرح سے بچے دیتی ہے۔ نر و مادہ سوراخ کرتے ہیں جس میں مادہ انڈے دیدیتی ہے۔ پھر نر انہیں مُنہ میں ہفتہ بھر تک اُٹھائے اُٹھائے پھرتا ہے۔ حتیٰ کہ بچے نکل آتے ہیں

افریقہ میں ایک جانور کی تھوتھنی سور کی سی کان خرگوش کے سے ہوتے ہیں وہ سخت زمین میں غار کھود کے اس میں رہتا ہے۔ اگر اُس کے غار کی زمین سیمنٹ جیسی سخت نہ ہو تو وہ دُنیا سے ناپید ہو جائے۔

موتیوں کی ڈبیہ ملبورن (آسٹریلیا) میں ایک عورت کی آنکھ کھلی۔ اُسے معلوم ہوا کہ اُس کا بیٹا آدھی رات کا ناشتہ خود کھانے بیٹھ گیا ہے۔ اُس نے ایک ہزار روپیہ کے نوٹ چولھے میں چھپا دیئے تھے کہ رات کو چور آئیں تو پتہ نہ چلے۔ وہ جلدی سے باورچی خانہ میں گئی مگر بیٹا آگ سلگا چکا تھا اور نوٹ جل کے راکھ ہو چکے تھے۔

سنہ ۱۹۴۵ء میں امریکہ میں سالانہ آمدنی کے لحاظ سے تھیٹروں کو مالی مدد دینے والا چارلس سکوراس سب سے اوّل رہا۔ اُس نے ۴۷۳۳۳۳ روپیہ کمایا۔ عورتوں میں سب سے اوّل بے ٹی گریبل فلم ایکٹرس رہی جس نے ۱۷۳۳۳۳ روپیہ کمایا۔

محمد ظفر

اُستانی لاثانی

لڑکیوں کی ورزش برلامندر دہلی میں پچاس سے زیادہ ہندو لڑکیوں نے ورزش کے کرتب دکھائے جنمیں موگریوں اور لیزم کا بھی استعمال کیا گیا۔ کمان ورزش بھی دکھائی گئی جس میں کھڑے ہو کے پیچھے کو اس قدر جھکتے چلے جاتے ہیں کہ ہاتھ زمین میں لگ جائیں یہ بہت مشکل ورزش ہے۔ یہ لڑکیاں پانچ سے سولہ برس تک کی تھیں یہ روزانہ ورزشیں کرتی ہیں جن سے اُن کے بدنوں میں بہت پھرتی اور چستی موجود رہتی ہے۔ ان میں سے بعض کے ذریعہ اُنہیں اپنا بچاؤ کرنا بھی سکھایا جاتا ہے۔ لاٹھی چلانی بھی سکھائی جاتی ہے۔ جاپانی ورزش جیوجتسو بھی بتائی جاتی ہے۔ اس میں چند لڑکیاں بہت ماہر ہو گئی ہیں۔ ایک سو دس لڑکیاں تمام ہندوستان سے اس سلسلۂ ورزش میں حصہ لے رہی ہیں۔

مسلمان ذرا سوچیں کہ وہ کوئی منظم کام اس سلسلہ میں کر رہے ہیں یا بس یہی طرہ فخر ہے کہ سلائیوں سے خانہ اور روزن دار کپڑے بن لئے یا چھیدوں والے تولیے بنا لئے یا پوتھوں اور تکیوں سے کپڑا وزن دار کر لیا یا کاڑھ کاڑھ کے نظریں کمزور کر لیں۔ اس جدوجہد کے زمانہ میں یہ فضول اور ناکارہ کام کیا زیب دیتے ہیں ہندو عورت گاؤں کے باہر سے کنوئیں سے دو دو تین تین گھڑے پانی سے بھر کے ایک ساتھ لاتی ہے اور مسلمان عورتیں اور لڑکیاں گھر کے اندر کے ذرا ذرا سے کام پر ہزاروں ہنکارے مارتی اور ناک بھوں چڑھاتی ہیں۔ انہیں ان ہندو لڑکیوں کی طرح ورزش کرنی چاہئے اور اپنے مردوں اور بزرگوں سے کہنا چاہئے کہ اسی قسم کی ورزش کے لئے اُن کے سدھانے والیوں کا انتظام کریں۔

مہاسوں کا علاج ۔ آجکل نوجوان لڑکیوں کو عام شکایت ہے کہ چہروں پر کیلیں اور مہاسے نمودار ہو کے اُنہیں تنگ کرتے ہیں اور ان کی کثرت سے اُن کے چہرے کی جلد بدنما ہو جاتی ہے۔ ایک ایک سے پوچھتی ہیں کہ خدارا کوئی دوا بتاؤ۔ مہاسے خون کی ناکافی گردش اور جلدی رکاوٹوں کی وجہ سے پیدا ہوا کرتے ہیں معمولی قسم کے مہاسوں کے لئے یہ نسخہ مفید ثابت ہوگا سلفر وار ایک اونس۔ ایسی سٹے ٹیڈ لکنر آف امونیہ نصف اونس سولیوشن آف پوٹاش نصف اونس۔ وہائٹ وائن وینگر (سفید شراب کا سرکہ) دو اونس۔ دن میں دو مرتبہ یہ مرکب چہرہ پر لگائیں۔ ایک اور طریقہ بھی ہے جس سے مہاسے دُور کئے جا سکتے ہیں۔ بارلی میل (جَو کا میدہ) ایک اونس ۔ کڑوے باداموں کا سفوف ایک اونس۔ کچھ خالص شہد لے کے اس میں اسے گوندھ کے لئی سی بنا لیں اور مُنہ دھونے سے قبل اسے لگائیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ایسے بھی مہاسے ہیں جو پھوڑے پھنسی اور ناسور کی طرح ستاتے ہیں۔ ان کا طبی علاج کیا جانا

مناسب ... بھکا ... برائیں

کرن پھول۔ عاقرقرحا کباب چینی گل اسطو خودوس ۔ درچ ترکی ۔ دارفلفل ہر ایک ایک تولہ کوٹ چھان کر شہد بقدر ضرورت ملا کر اور رکھ لیں ۔ صبح و شام بقدر تین ماشہ کھا کے زبان و تالو پر مل کے گرم پانی سے کلی کرا دیا کریں ۔ کنت جان ریکی یا چڑیا کا انڈا ایک عدد روزانہ چند روز تک دیں یا بٹیر کا انڈا بھون کے کھلائیں ۔ ٹیٹری کے انڈے میں بھی یہی تاثیر ہے یا خولنجان باریک پیس کے ایک مرتبہ تھوڑی سی روزمرہ زبان پر مل دیا کریں اور دن میں پانچ چھ بادام کھلا دیا کریں ۔ یا مصطگی کندر دونو ورق باریک پیس کے خمیرہ ابریشم تین ماشہ میں ملا کے اسطوخودوس یا ورجھوٹ دو دو ماشہ شہد خالص نو ماشہ پانی میں جوش دیجیے چھان کے لگائیں اور شہد خالص میں عاقرقرحا ہموزن باریک کرکے ملائیں اور زبان پر ملا کریں ۔

آٹھ سات لونگ تین ماشہ کالی مرچ پانچ دانہ میں پیس کے شیرہ بنائیں اور صاف کر لیں ۔ دو ہفتہ کے استعمال سے دموی بواسیر جاتی رہتی ہے ۔

محمد ظفر

دھنڈ کلیا

کیلے کی مٹھائی

سامان ۔ کیلے ۴ عدد ۔ شکر آدھ پاؤ ۔ کھویا آدھی چھٹانک گھی چھٹانک بھر ۔ بادام زعفران بقدر ضرورت ۔

ترکیب :۔ شکر کھویا زعفران پیس کر تھوڑا پانی ڈال کر پکائیں ۔ تھوڑا قوام آنے کے بعد اتاریں ۔ کیلے کے گول آدھی آنچ کے ٹکڑے کاٹ لیجیے ۔ کڑاہی میں گھی ڈال کر سرخ تل لیجیے ۔ تل کر شیرے میں ڈال دیجیے ۔ بادام کی تل کر ڈال دیجیے ۔ ٹھنڈا ہونے پر نوش فرمائیں بہت عمدہ مٹھائی ہے ۔

شمس العزیز

بھٹہ کی پکوڑی

اشیاء بھٹہ ایک عدد نمک سرخ مرچ ہلدی پیاز زیرہ انڈا گھی بقدر ضرورت ترکیب بھٹے کو دھو ڈالیں اور تیز چاقو سے دانوں کو کھرچ کر سل پر باریک پیس ڈالئے اب نمک سرخ مرچ ہلدی بھی باریک پیس لیجیے اور پھر سب کو ملا کر خوب پھر انڈا توڑ کر ملا لیجیے ۔ ۵ منٹ بعد فرائی پان میں گھی ڈال کر سب کو پکوڑی کی طرح تل لیجیے گرم گرم نوش فرمایئے ۔ بہت خوش ذائقہ ہیں اور بھٹہ چپچپ کے خوف سے کھایا نہیں جا سکتا اس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے ۔

(نوٹ) انڈا اگر آپ نہ ڈالیں تو کوئی حرج نہیں ۔ اور اگر ڈالیں تو پکوڑی خستہ ہو جاتی ہے ۔ ایک بھٹہ میں ۲ انڈے کافی ہونگے !

روبینہ قریشی گرھوال

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

قائم شدہ سنہ ۱۹۳۴ء

مختلف قسم کی زنانہ دستکاریوں کا ماہوار مجموعہ

جوہر نسواں

یادگار محترمہ خاتون اکرم جنت مکانی

JAUHER-E-NISWAN



ادارہ

عذیر فاطمہ

مؤلفہ گلدستۂ کشیدہ

آمنہ نازلی

مؤلفہ [illegible]

سیدہ اشرف

مؤلفہ گلدستۂ [illegible]

چندہ سالانہ پیشگی تین روپے

مارچ سنہ ۱۹۳۸ء

رجسٹرڈ نمبر ایل

قائم شدہ ۱۹۲۶ء

جملہ حقوق محفوظ

بنات

28 JUL 1948

بچیوں کیلئے ماہوار رسالہ

جسے

حضرت علامہ راشد الخیری رح نے جاری کیا،
جو انگریزی مہینہ کی ۲۰ تاریخ کو دفتر عصمت کراچی ۳
سے شائع ہوتا ہے،

ایڈیٹر
رازق الخیری دہلوی

جولائی
۱۹۴۸ء

چندہ سالانہ
دو روپے آٹھ آنے

The Banat Karachi

رسالہ بنات کراچی

سال بیوان	جولائی سنہ ۱۹۴۸ء	جلد ۴۲ نمبر ۴

فہرست مضامین

مدت خریداری ختم ہوگئی

جن بنات بچیوں کا سال خریداری اس پرچے کے ساتھ ختم ہوتا ہے ان کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں۔ وہ اگر آئندہ خریدار رہنا چاہیں تو بہت جلد ڈھائی روپیہ پوسٹل آرڈر یا منی آرڈر کے ذریعہ روانہ فرمائیں۔ اور اگر آئندہ پرچہ جاری رکھنا نہ چاہیں تو پوسٹ کارڈ پر انکاری اطلاع دیدیں۔ دونوں صورتوں میں خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ان کا چندہ یا انکاری اطلاع ۱۵ اگست تک نہ ملی تو دو روپیہ بارہ آنے کا وی پی روانہ کیا جائے گا جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔

۳۹ - ۴۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۸۴ - ۱۳۱ - ۱۵۹
۲۲۳ - ۲۴۴ - ۲۴۶ - ۲۵۲ - ۳۵۸ - ۳۶۰ - ۳۷۵
۴۰۶ - ۴۷۹ - ۴۸۲ - ۴۸۷ - ۴۸۹ - ۴۹۸ - ۵۰۱
۵۰۲ - ۵۱۱ - ۵۱۴ - ۸۸۴ - ۸۹۳ - ۱۰۱۸ -
۱۰۱۹ - ۱۰۲۲ - ۱۲۷۵ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳
۱۳۱۱ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۱ - ۱
۱۳۲۲ - ۱۳۲۵ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۵ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲
۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۷۷۰ - ۱۸۰۵ - ۱۸۵۳ - ۱۹۱۲ -
۱۹۱۸ - ۱۹۱۹ - ۱۹۲۶ - ۱۹۲۷ - ۱۹۴۰ - ۱۹۴۵
۱۹۵۳ - ۱۹۵۵ - ۱۹۵۶ - ۱۹۶۱ ۱۹۶۲ - ۱۹۶۶
۱۹۶۶ - ۱۹۷۲ - ۱۹۷۴ - ۱۹۸۲ - ۱۹۸۳ - ۱۹۸۴ - ۱۹۸۸
۱۹۸۹ - ۱۹۹۱ - ۱۹۹۲ - ۱۹۹۴ - ۱۹۹۵ - ۱۹۹۹ - ۲۰۰۰
۲۰۰۱ - ۲۰۰۵ - ۲۰۰۸ - ۲۱۴۶ - ۲۵۹۵ - ۲۵۹۶ - ۲۶۰۰
۲۶۰۴ - ۲۶۱۳ - ۲۶۱۴ - ۲۶۸۸

باہتمام رازق الخیری اڈیٹر پرنٹر پبلشر مشہور آفسٹ پریس کراچی میں چھپ کر دفتر "رسالہ عصمت" متصل پارسی ماما گرلز سکول کراچی سے شائع ہوا

روزہ

روزہ کیا ہے؟ سال میں ایک مرتبہ پورے ایک مہینے صبح سے شام تک کھانے پینے سے باز رہنا۔ رمضان آیا اور صبح سے لیکر شام تک کھانا پینا بند ہوا۔ سحری کے وقت کھا پی رہے تھے کہ یکایک توپ چلی اور فوراً رک گئے۔ اب کیسی ہی مرغوب چیز آئے کیسی ہی بھوک لگے یا کتنا ہی دل چاہے۔ تم شام تک کچھ نہیں کھاتے۔ یہی نہیں کہ لوگوں کے سامنے نہیں کھاتے تنہائی میں بھی جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا ایک قطرہ یا ایک دانہ بھی نگل جانا ناممکن ہوتا ہے۔ اور ادھر مغرب کی اذان ہوئی اور افطار کی طرف چلے۔ اب رات بھر جو چیز چاہیں بے خوف و خطر کھاتے ہیں اسکی تہ میں خدا کا خوف ہے۔ اس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین ہے آخرت کی زندگی اور خدا کی عدالت پر ایمان ہے۔ قرآن اور رسولؐ کی اطاعت ہے فرض کا زبردست احساس ہے۔ صبر اور مصائب کے مقابلہ کی مشق ہے۔ خدا کی خوشنودی کے مقابلہ میں خواہشات کو رد کرنے اور دبانے کی طاقت ہے۔ ہر سال رمضان کا مہینہ آتا ہے تمہاری تربیت کے لئے اور اسلام کی خوبیاں تم میں پیدا کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کے لئے روزہ ایک ہی مہینے میں فرض کیا ہے تاکہ سب مل کر روزہ رکھیں علیحدہ علیحدہ نہ رکھیں۔

رمضان کا مہینہ ساری اسلامی دنیا میں پاکیزگی کا مہینہ ہوتا ہے۔ ساری دنیا پر خوفِ خدا اطاعت احکام خداوندی۔ پاکیزگی اخلاق اور حسن عمل کا اچھا اس فضا میں برائیاں دب جاتی ہیں۔ اور نیکیاں ابھرتی ہیں۔ اچھے لوگ نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور برے لوگ بدی کے کام کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ امیروں میں غریبوں کی امداد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ خدا کی راہ میں مال صرف کیا جاتا ہے سارے مسلمان ایک حال میں ہوتے ہیں سب کا ایک ہی حال میں ہونا احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہم سب ایک قوم ہیں۔ خدا نے ہمارے فائدے کے لئے رمضان کے روزے ہم پر فرض کئے ہیں اس فرض کو جو لوگ بغیر کسی معقول وجہ کے ادا نہیں کرتے وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ جو لوگ رمضان میں علانیہ کھاتے ہیں وہ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی قوم میں سے نہیں ہیں ہمکو اسلام کے احکام کی پروا نہیں ہے۔ جس کو ہم خدا مانتے ہیں اسکی فرمانبرداری سے کھلم کھلا منہ موڑتے ہیں جن لوگوں کیلئے قوم سے الگ ہونا آسان بات ہو جنکو اپنے خالق و رازق کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے شرم نہ آئے جو اپنے دین کے سب بڑے حیثیت کے مقرر کئے ہوئے قانون کو علانیہ توڑے اس سے کیا امید کیجا سکتی ہے۔

سعادت شفیع

بھولی ہوئی باتیں

میدانِ جنگ مختلف نعروں سے گونج رہا تھا دُور سے چمکتی ہوئی خون آلودہ تلواریں بزدلوں کا دِل ہلا دینے کے لئے کافی تھیں۔ سر دھڑ کی بازی لگ رہی تھی۔ تڑپتے ہوئے جسم اور پھڑکتی ہوئی روحیں حُسن پیدا کر رہی تھیں۔ غرضکہ میدان جنگ میں سخت آگ برس رہی تھی۔

سلمہ۔ (طاہرہ سے) ان زخمیوں کو تمہارے سپرد کیا جاتا ہے۔ ان کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ اور کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے۔

طاہرہ۔ بہتر ہے آپ مطمئن رہیں۔ ہم تو میدان جنگ میں اسی لئے آتی ہیں کہ مجاہدین کی خدمت میں اپنا وقت اور جسم وجان لگا دیں۔

سلمہ۔ اچھا میں جاتی ہوں کیونکہ دوسرے زخمی مجاہدین کا بھی انتظام کرنا ہے۔

دوپہر کی گرمی اور زخمی مجاہدین کوئی آہ کرتا ہے اور کوئی پانی۔ پانی پکارتا ہے۔

طاہرہ۔ پانی لاتی ہے اور آہستہ سے زخمی کے خشک ہونٹوں سے ۔۔ ابھی وہ زخمی پانی پی بھی نہ سکا تھا کہ دوسرے زخمی نے پانی۔ پانی پکارا۔ پہلے زخمی نے نحیف آواز میں کہا "پہلے ان کو پلا دو" اور آنکھیں بند کرلیں۔ طاہرہ دوسرے زخمی کے پاس پہنچتی ہے اور پیالہ اس کے منہ کو لگا دیتی ہے مگر تیسرے زخمی کی کراہت دوسرے زخمی کو پریشان کر دیتی ہے۔ "آپ ان کے پاس جائیے شاید ان کو زیادہ تکلیف ہے" پیاسے مجاہد نے کہا۔

رات کا سناٹا ہو کا عالم۔ وحشت ناک تاریکی ہے مگر طاہرہ اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہے ایک زخمی "پانی۔ پانی۔ آہ۔ آہ۔ پانی۔ اللہ" طاہرہ پانی لانے کے لئے دوڑتی ہے مگر پانی ختم ہو چکا تھا۔ اس پر سکتہ طاری ہو گیا۔ ایک مجاہد کی زندگی کا سوال۔ ایک عورت کے بیوہ ہو جانیکا خطرہ اور کسی کے بچوں کے یتیم ہو جانیکا ڈر۔ غرضکہ زخمی کی آہ نے مستقبل کے ہولناک مناظر ایک ہی وقت میں اس کے دماغ اور نظروں میں گھما دیئے۔ وہ برق رفتاری سے خیمہ سے نکلی اور چشمے سے پانی لانے کے لئے تیز قدم سے روانہ ہو گئی۔

دوسری طرف دشمنوں کا پڑاؤ تھا۔ وہ بے خبر پانی بھر رہی تھی۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر کہ اسی عالم میں لب جو موت کا پیام آیا۔ ایک تیر اس کے نازک سینے میں پیوست ہو گیا۔ جو اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میٹھی نیند سُلا گیا۔

اللہ طاہرہ کے آخری الفاظ۔

اسلام کی بیٹیوں! تم پر خدا۔ خدا کا رسولؐ اور اسلام ہمیشہ ناز کرتا رہیگا۔ کاش پاکستان کی ننھی بچیاں۔ اسی طرح دوسروں کیلئے قربانی کرنا سیکھیں۔

قمر زیدی

شہر کوئٹہ

کوئٹہ بہت ٹھنڈا مقام صاف ستھرا اور وسیع شہر ہے۔ تیرہ سال پہلے یہاں بڑی بڑی عمارتیں عجائب خانے اور دوسرے مقامات قابل تعریف تھے ۱۹۳۵ء کے زلزلے نے ان کو سخت نقصان پہنچایا یہ تمام عمارتیں اور بہت سی بستیاں تباہ و برباد ہوگئیں۔ یہاں کے مکان کشادہ ہوادار ہیں بجلی وغیرہ کا باقاعدہ انتظام ہے۔ شہر کے اطراف میں بلند پہاڑیاں ہیں ان پر قدیم زمانے کے مقبرے اور خوشنما چمن بنے ہوئے ہیں۔ حضرت سید رحیم شاہ کا مقبرہ بھی ہے جس کے سرہانے بہت گہرا چشمہ ہے یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جو مریض چشمے کے پانی سے غسل کرے مرض جاتا رہتا ہے۔ میں نے ایک ہندستانی بہن کو جو خارش میں مبتلا تھی چشمہ پر لیجا کر غسل کردیا۔ حکم خدا سے اسی روز فائدہ ہوگیا۔ چشمے کے گرد مختصر باغ اور گھنے درخت ہیں چشمہ پر ہمیشہ سایہ رہتا ہے۔ چشمہ کے کنارے نماز کی جگہ بنی ہے۔ اطراف میں دیوار کھنچی ہوئی ہے مستورات بھی جاتی ہیں بے پردگی نہیں ہوتی۔ گرمیوں میں یہ مقام بہت ٹھنڈا اور بارونق معلوم ہوتا ہے۔ یہاں کا موسم بہار قابل تعریف ہے۔ تمام دن ٹھنڈا رہتا ہے گرمی مطلق نہیں ہوتی ہے اسی لئے حضرت قائد اعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان اور محترمہ مس فاطمہ جناح صاحبہ کوئٹہ تشریف لاتے ہیں۔ سنا ہے کہ یہاں کی آب و ہوا ان کی صحت کے لئے بہت مفید ہے

یہاں جون سے ستمبر تک پھل میوے بکثرت ہوتے ہیں زرد آلو۔ انگور۔ آلو بخارا۔ بادام کے درخت شہر میں جابجا کثرت سے ہیں۔ سڑک کے اطراف میں شہتوت کے قطار درخت ہیں۔ رات کی خوشگوار فضا میں بیر اور پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو دماغ کو مسرور کرتی ہے۔ یہاں کا موسم سرما خصوصاً ہندوستانی اصحاب کے لئے ناقابل برداشت ہے نومبر سے اپریل تک شدت کی سردی ہوتی ہے۔ انسان سردی کی وجہ سے بدرنگ ہوجاتے ہیں۔ البتہ برف باری کا سماں قابل دید ہے درخت مکان۔ میدان۔ سڑک سب برف میں روپوش عجیب منظر معلوم ہوتا ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر مسلسل چھ ماہ برف جمی رہتی اور آفتاب کی روشنی سے شیشے کے مانند چمکتی نظر آتی ہے۔ پہاڑوں کے حصوں میں گھنے درختوں کی وجہ سے دھوپ گذر نہیں۔ پہاڑوں پر سال کے بارہ مہینے یکساں برف جمی رہتی ہے۔ یہاں کی آب و ہوا صحت میں اضافہ کرتی ہے۔ یہاں کا ہر فرد سرخ سفید اور فربہ جسم ہے۔ یہاں کے باشندے ہندوستانیوں کی طرح روزانہ غذا تبدیل نہیں کرتے۔ صرف ایک غذا گیہوں کی روٹی دنبہ کے گوشت کا سالن۔ اگر کسی روز گوشت میسر نہ ہوا تو روکھی روٹی خوشی سے کھالیتے ہیں مگر دالیں سبزی وغیرہ پسند نہیں کرتے۔ یہاں کے قدیم باشندے چھ گز کا کرتہ چھ گز کی شلوار پہنتے ہیں یہاں علم کی کمی ہے۔ بلوچی مرد خواہ عورت تہذیب اخلاق سے قطعی ناآشنا ہیں۔

بیگم غیاث الدین

تھپڑ کے بدلے ......

رات میں سونے کے لئے لیٹی تو مجھے دوپہر کا واقعہ یاد آگیا میں باغ میں اپنی گڑیا سے کھیل رہی تھی کہ بھائی جان آگئے اور ڈانٹ کر کہنے لگے "تجھے تو ہر وقت کھیلنے کی پڑی رہتی ہے۔ جب دیکھو گڑیا ہاتھ میں۔ کچھ پڑھنا بھی ہے کہ نہیں ہر سال رعایتی نمبروں سے پاس ہوتی ہے" پھر انہوں نے میری گڑیا چھین لی اور اس کی ٹانگ توڑ کر پھینک دی اور میں رونے لگی تو اس زور سے تھپڑ مارا کہ پانچوں انگلیوں کے نشان پڑ گئے۔

آج اسی رنج میں میں نے کھانا بھی نہ کھایا مجھے رہ رہ کر بھائی جان پر غصہ آرہا تھا۔ بڑے ہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ چھوٹوں پر رعب جماتے رہیں۔ ایک تو میری گڑیا کی ٹانگ توڑ دی دوسرے مجھے مارا" میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور میں نے عہد کر لیا کہ اب کبھی بھائی جان سے نہ بولوں گی۔

دوسرے دن حسب معمول میں سو کر اٹھی اور جلدی سے اسکول جانے کے بہانے باورچی خانے ہی میں ناشتہ کر لیا۔ مجھے معلوم تھا کہ کھانے کے کمرے میں بھائی جان بھی ہونگے اور میں اُن کے سامنے جانا نہ چاہتی تھی۔ مگر جب میں اسکول جانے کے لئے باہر نکلی تو بھائی جان کا سامنا ہوگیا وہ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے میں نے غصہ سے منہ پھیر لیا۔ اور باہر نکل گئی۔

اب بات یہ ہوئی کہ پہلے جو وقت میں بھائی جان سے باتیں کرنے اور کھیلنے میں ضائع کرتی تھی۔ وہ اب پڑھائی میں صرف ہونے لگا۔ سالانہ امتحان سر پر آگیا تھا اس لئے دن رات پڑھتی تھی تاکہ بھائی جان کو بتادوں کہ وہ جو میں رعایتی نمبروں سے پاس ہوتی تھی وہ آپ ہی کا قصور تھا آپ ہی فضول باتوں میں میرا وقت ضائع کرتے تھے۔

کچھ عرصہ اسی طرح گذر گیا میرے امتحان ختم ہو چکے ہیں۔ آج نتیجہ آنے والا ہے۔ میں نے نماز پڑھ کر خوب گڑگڑا کر دعا مانگی کہ اللہ میاں میری عزت تیرے ہاتھ میں ہے اس دفعہ تو خوب اچھے نمبروں سے پاس کرادے" خدا نے میری دُعا قبول کی اور میں جماعت میں اوّل رہی۔ اس کے بعد جب پاس ہونیوالی لڑکیوں کو انعامات تقسیم ہوئے تو مجھے ایک گھڑی انعام میں ملی۔ میں خوشی خوشی گھر لوٹی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی ابا جان کی آواز سنائی دی جو مجھے پکار رہے تھے "میں آئی ابا جان" کہتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی فرمانے لگے "آج تمہارے امتحان کا نتیجہ نکلنے والا تھا" میں نے جلدی سے رپورٹ ابا جان کے سامنے رکھ دی اور خود امی جان کو گھڑی دکھانے لگی۔

دونوں نے مجھے خوب شاباش دی۔

اتنے میں بھائی جان بھی آگئے اُن کے ہاتھ میں دو تین بنڈل تھے۔ مجھے دیکھتے ہی آواز دی اِدھر آؤ نگہت" میں نہیں گئی تو امی جان کہنے لگیں" جاؤ بیٹی جاوید (بھائی جان کا نام) تمھیں بلا رہا ہے" میں آہستہ آہستہ اُن کے قریب گئی وہ بنڈل مجھے دینے لگے تو میں پیچھے ہٹ گئی اور بنڈل نہیں لئے آخر ابا جان کے کہنے پر میں نے بنڈل لے لئے۔ ایک کو کھولا تو اُس میں سے ایک گڑیا نکلی جو میری پرانی گڑیا سے بھی زیادہ خوبصورت تھی۔ دوسرے بنڈل میں سے ایک تصویر نکلی میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ میری ہی تصویر تھی۔ اس تصویر میں میں رو رہی تھی اور میرے ہاتھ میں ٹوٹی ہوئی ٹانگ کی گڑیا تھی۔ اور تصویر کے نیچے لکھا تھا:۔

"مسٹر جاوید کو تصویروں کے انعامی مقابلے میں اس سب سے اچھی تصویر تیار کرنے پر پچاس روپے کا انعام ملا ہے"۔

میں نے جلدی سے بھائی جان کا بازو کھینچتے ہوئے کہا" لائیے ان پچاس روپوں میں ہمارا بھی تو حصّہ ہے"۔ اُنہوں نے دس کا نوٹ جیب سے نکالتے ہوئے کہا" ہم اس سے زیادہ نہیں دینگے" ابا جان کہنے لگے" نگہت تم تو بڑے مزے میں رہیں ایک تھپڑ کے بدلے ایک گھڑی اسکول سے انعام میں ملی۔ ایک گڑیا ایک تصویر اور دس روپے جاوید نے دئے" میں نے کہا گھڑی تو میں نے اپنی محنت سے لی ہے" امی جان بولیں" اگر جاوید نہ مارتا تو تم پہلے کی طرح اب بھی نہ پڑھتیں اور نہ یہ انعام ملتا"۔ بھائی جان شیخی سے بولے "یہ سب چیزیں ہماری ہی محنت سے تمھیں ملی ہیں ہمارا شکریہ ادا کرو" میں نے منہ آگے کرکے کہا" تو پھر ایک اور تھپڑ لگا کر اُس کا بھی انعام دیدیجئے۔ اکٹھا شکریہ ادا کردوں گی"۔ سب ہنسنے لگے۔ بھائی جان نے میری گردن پکڑ کر پانچ کا نوٹ اور دیا۔ میں نے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے جھک کر کہا:۔

"محترم بھائی جان تھپڑ اور ان چیزوں کا بہت بہت شکریہ"

خالدہ یاسمین۔ لاہور

کالی گھٹا

وہ دیکھو! اُٹھی کالی کالی گھٹا
ہے چاروں طرف چھانے والی گھٹا
گھٹا کے جو آنے کی آہٹ ہوئی
ہوا میں بھی اک سنسناہٹ ہوئی
گھٹا آن کر مینہ جو برسا گئی
تو بے جان مٹی میں جان آگئی
وہ کھیتی ہری لہلہانے لگی
کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی

محمد بشیر قریشی الہ آبادی

ٹوٹے ہوئے شیشے جوڑنا

بنائی بہنیں جانتی ہیں کہ اتفاق سے جب کوئی خوبصورت شیشے یا چینی کا برتن گر کر ٹوٹ جاتا ہے تو ہمیں اس کا کتنا افسوس ہوتا ہے کیونکہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو دوبارہ ویسی ہی نہیں مل سکتیں۔ میں آپ کو چند ایسے طریقے بتاتی ہوں جن سے ٹوٹے ہوئے شیشے جوڑے جا سکتے ہیں آپ بھی آزما کر دیکھئے۔

(۱) سب سے اچھا چونہ باریک پسا ہوا اور مرغی کے انڈے کی سفیدی ملا کر ٹوٹے ہوئے برتن کے دونوں کناروں پر اچھی طرح سے جو ٹوٹا ہے لگا کر جوڑ دیں۔ دو گھنٹے بعد استعمال کریں۔ (۲) پتھر کا سفوف ۲ ماشہ۔ گندھک کا سفوف ۴ ماشہ۔ ان دونوں کو ملا کر خوب گرم کریں یہاں تک کہ گندھک پگھل کر پتھر کے سفوف کے ساتھ مل جائے۔ یہ چیز بہت دنوں تک رکھی جا سکتی ہے جب ضرورت ہو آگ پر گرم کر کے شیشہ پر لگا کے جوڑ دیں برتن اس طرح جڑ جائے گا کہ پھر اسی جگہ سے کبھی نہ ٹوٹے گا۔

(۳) تھوڑی سی پھٹکری لے کر کسی برتن میں آگ پر گلائیں اور جب وہ پگھل جائے تو جو برتن جوڑنا ہو اس پر ایک چھری سے لگا دیں اور دوسرے ٹکڑے پر بھی اسی طرح پھٹکری لگا کر جوڑ دیں۔ اگرچہ بیس گھنٹے تک اس برتن کو استعمال نہ کریں۔ اس کے بعد استعمال کر سکتی ہیں۔

(۴) السی کا تیل ۲ چمچے۔ سفید سکہ ایک چمچہ۔ کوپال ایک چمچہ۔ بیتھرج ۲ چمچے۔ کسی برتن میں رکھ کر آگ پر سب اشیاء کو ملائیں۔ اور گرم گرم مرکب ٹوٹے ہوئے چینی کے برتن پر لگا دیں۔ برتن اچھی طرح جڑ جائے گا۔

امتہ الودود خالدہ

گیت

پنچھی نے گیت گایا
غائب ہوئی اداسی
ہر چیز مسکرائی
پنچھی نے گیت گایا

تتلی تھرک رہی ہے
چمپا مہک رہی ہے
پنچھی نے گیت گایا

کلیاں چٹک رہی ہیں
چڑیاں چہک رہی ہیں
پنچھی نے گیت گایا

جھومے ہے ڈاری ڈاری
ہنستی ہے کیاری کیاری
پنچھی نے گیت گایا

محمد جمیل جلبوری

ایک حادثہ

گرمیوں کی چھٹیاں شروع ہوئیں اور ہم سب کے دلوں میں سیر و تفریح کے لئے گدگدیاں ہونے لگیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دس دن بعد ہم زیارت میں تھے۔ ہمارا بنگلہ ایک غیر آباد مقام پر واقع تھا۔ بنگلہ سے چند قدم کے فاصلے پر ایک پہاڑ تھا۔ جو اس رُخ سے نہایت بھدا معلوم ہوتا تھا۔ سیاہ اور مٹیالا لیکن دوسرے رُخ کو۔ گل لالہ نے پہاڑ کو لالہ زار بنا دیا تھا۔ اس پہاڑ کے مقابل ایک اور پہاڑ تھا اور ان دونوں کے درمیان ایک پُرشور چشمہ۔ لکڑی کے ایک دو فٹ چوڑے تختے سے دونوں پہاڑوں کو ملا دیا گیا تھا۔ ننھے ننھے بلوچی بچے اس پر دوڑ لگاتے پھرتے تھے۔ لیکن مجھے نہ معلوم کیوں اس سے ڈر لگتا تھا۔

ایک روز ہمارے یہاں چند مہمان آئے ہوئے تھے۔ میں گلدان میں پھول لگانے کے لئے چشمہ کی طرف روانہ ہوگئی۔ کیونکہ چشمہ پر گلاب اور سوسن کے پھول لگے ہوئے تھے۔ میں پگڈنڈی سے گذر کر پہاڑ کے دوسری طرف پہنچی۔ میری نظر لالہ کے ایک پھول پر پڑی جو نہایت حسین اور خوش رنگ تھا۔ وہ پھول پگڈنڈی سے کچھ فاصلے پر تھا۔ لیکن میں نے پگڈنڈی کو چھوڑ دیا اور پہاڑ کی ناہموار سطح پر چلنا شروع کر دیا۔ میں پھول توڑنے کے لئے جھکی ہی تھی کہ میرا پاؤں ایک نکیلے پتھر پر پڑا۔ اب حالت یہ تھی کہ اگر میں پتھر سے پاؤں اٹھاتی ہوں تو پتھر پھسلتا ہے اور اس کے ساتھ ہی میں بھی اور اگر نہ اٹھاؤں تو آخر کب تک اس طرح پاؤں رکھا جا سکتا تھا۔ ابھی اسی کشمکش میں تھی کہ جس ڈالی کو میں نے پکڑ رکھا تھا وہ ٹوٹ گئی اور پاؤں کے نیچے سے پتھر نکل گیا۔ اور میں بھی پہاڑ کی پتھریلی سطح پر لڑھکنے لگی۔ میں نے ہاتھوں سے گل لالہ کے ننھے ننھے پودوں کو پکڑنا چاہا۔ لیکن میرے ہاتھوں میں آ تو جاتے تھے۔ لیکن مجھے سنبھال نہیں سکتے تھے۔ آخر کار کافی نیچے جا کر میں کانٹوں میں الجھ گئی پگڈنڈی مجھ سے بہت دور ہو گئی تھی اور لکڑی کا پل کوئی دس قدم پر تھا۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ پل سے گذر کر دوسری طرف جاؤں جس سے میں بہت ڈرتی تھی۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ میں نے اپنے حواس کو یکجا کر کے پل پر پاؤں رکھا ہی تھا کہ یکایک ایک فائر کی آواز آئی اور ایک گولی سرسراتی ہوئی میرے پاس سے نکل گئی۔ اور میں ڈر کر پل پر گر پڑی۔ میرے گرنے سے پل کا تختہ بیچ میں سے ٹوٹ گیا۔ میں بے ہوش ہو گئی۔ شام کا وقت تھا تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ چشمے کی خوفناک آواز کانوں میں گونج رہی تھی۔ اس اثنا میں۔ ٹھائیں۔

فائر کی خوفناک آواز آئی اور میں ایک چیخ مار کر پانی میں گر گئی - پناہ بخدا - نوکیلے پتھر - کانٹوں سے زخمی جسم - ٹھنڈا برف پانی - جیسے کسی نے لاکھوں سوئیاں بیک وقت چبھو دی ہوں . . . .

کوئی چیز چھپ سے پانی میں گری . . . . میں نے خوف کے مارے آنکھیں بند کر لیں - دل کی دھڑکن تیز سے تیز تر ہو گئی . . . . . . دھپ . . دھپ کسی کے بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی -

. . . . میرے ہونٹوں پر چیخ کانپ کر رہ گئی - . . . . . .

پورے پانچ گھنٹے کے بعد مجھے ہوش آیا - میرا تمام جسم سفید سفید پٹیوں سے جکڑا ہوا تھا اور بھیا سرہانے کھڑے تھے - بعد میں معلوم ہوا کہ بھیا ہی شکار کھیلنے گئے تھے چشمہ پر اور وہاں سے مجھے شکار کر لائے -

عشرت رشید - لاہور

مچھر

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

مرزا غالب کی اس مشہور غزل کے رنگ میں مچھر صاحب گا رہے ہیں :-

دیر نہیں - حرم نہیں - در نہیں - آستاں نہیں
بیٹھوں گا کان پر ہی میں کوئی مجھے اٹھائے کیوں

مچھر کریم - یا فلٹ اصل میں دونوں ایک ہیں
ان کی وجہ سے کب بھلا کوئی نجات پائے کیوں

میری وجہ سے آجکل گڑبڑ ہے کائنات میں
خلق خدا بھی روتی ہے - کرتی ہے ہائے ہائے کیوں

مچھر ہوں میں ایسا جری توڑ دوں ٹانگ سے کری
میرے مقابلہ میں کب - ہاتھی جگہ بھی پائے کیوں

مچھر خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں
دن کو تپش عذاب ہے رات کو نیند آئے کیوں

اللہ رکھا شاہ

بقیہ صفحہ ۱۰ - ملک شاہ سلجوقی نے ان کا زور کم کیا - لیکن اس کا وزیر نظام الملک طوسی ایک فدائی کے ہاتھ سے مارا گیا - ملک شاہ کے بعد اس کے بیٹے سلطان محمد نے پھر بڑی کوشش سے ان کا زور توڑا - آخر میں رہی سہی طاقت تاتاریوں نے ختم کی ہلاکو خاں نے ان کے قلعہ الموت پر قبضہ کر لیا اور ہمیشہ کے لئے باطنیوں کا خاتمہ ہو گیا -

سعادت شفیع کراچی

قلعہ التموت

بنیاد جماعت ملحدہ اسماعیلیہ

باہتمام ... (دہلی)

عباسی حکومت کے خلیفہ مستظہر باللہ کے زمانہ میں سلجوقیوں نے عباسی حکومت کی حالت سنبھال لی تھی۔ لیکن ملک شاہ کے بعد اس کی قوت کم ہونے لگی۔ اور مسلمان آپس میں لڑنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر فرنگیوں نے مسلمانوں پر دھاوا بول دیا تاکہ ان سے بیت المقدس چھین لیں۔ مسلمان آپس میں لڑ رہے تھے مقابلہ کون کرتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں شکست ہوئی اور کئی چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ فرنگیوں نے مسلمانوں کو ایسی تکلیفیں پہنچائیں کہ سننے والوں کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرنگیوں کی مصیبت کیا کم تھی کہ باطنی فرقہ کے لوگوں نے غضب ڈھانا شروع کیا۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ شریعت کا مطلب ایک تو ظاہر ہوتا ہے جسے سب سمجھتے ہیں لیکن اس کا اصل مطلب چھپا ہوتا ہے جو صرف امام ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس عقیدہ کی وجہ سے بڑی آسانی تھی۔ جہاں جیسا موقع ہوتا ویسے معنی بیان کرنے اور جیسی ضرورت ہوتی ویسا ہی حکم گھڑ لیتے۔ شریعت گویا ان کے ہاتھ میں ایک کھلونا بن کر رہ گئی تھی جس میں ہمیشہ توڑ مروڑ کرتے رہتے تھے۔ پہلے تو یہ لوگ زبانی تبلیغ کرتے تھے۔

حسن بن صباح نے اس جماعت میں داخل ہو کر ایسی ترکیبیں کیں کہ باطنیوں کی اچھی خاصی حکومت قائم ہو گئی۔ حسن نے قلعہ التموت بنوایا اور اس میں بہت عمدہ باغ لگوایا تھا جس میں خوبصورت عورتیں اور لڑکے، عمدہ نہریں، اچھی عمارتیں تھیں۔ وہ اپنے مریدوں کو بھنگ پلا کر بیہوش کر دیتا پھر اس باغ میں پہنچا دیتا۔ جب مرید کی آنکھ کھلتی دیکھتا کہ وہ ایک بڑی ہی خوبصورت جگہ میں لیٹا ہے۔ حوریں (عورتیں) غلمان (لڑکے) خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ دودھ اور شہد کی نہریں جن کے کنارے میوہ دار درخت لگے ہیں۔ وہ حیران ہو کر پوچھتا میں کہاں ہوں۔ حوریں اور غلمان یقین دلاتے کہ یہی جنت ہے جو امام کی تابعداری سے نصیب ہوتی ہے۔ دس پندرہ دن اسی حال میں گذر جاتے تو پھر ایک دن بیہوش کر کے باہر کر دیا جاتا۔ جب ہوش آتا تو سب کچھ غائب نظر آتا۔ اب پھر وہ خوشامد کرتا کہ اسے وہیں پہنچا دیا جائے۔ جماعت کے سردار اسے یقین دلاتے کہ سردار کی اجازت کے بغیر وہاں جانا ناممکن ہے۔ ہاں موت کے بعد البتہ وہاں جا سکتے ہو اگر امام کی پوری پوری اطاعت کرو اور اس کے حکم پر جان دیدو۔ اس ترکیب سے حسن کے مریدوں میں بڑی ہمت و بہادری پیدا ہو جاتی اور وہ اپنے پیر کے حکم پر ہر وقت مرنے کیلئے تیار رہتے۔ یہ لوگ فدائی کہلاتے تھے اور سخت سے سخت موقعوں پر یہی فدائی کام آتے تھے۔ خدا معلوم مسلمانوں کے کتنے بڑے بڑے لوگ ان کے ہاتھوں سے مارے گئے

جادو کے چنے

ایک عورت تھی، بہت ہی غریب، اور اس کا ایک ہی لڑکا تھا، اس کا نام جعفر تھا۔ جعفر اور اس کی ماں ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ اس کا پیشہ مزدوری تھا، مزدوری میں جو کچھ پیسے ملتے وہ گھر کے لئے کافی نہ ہوتے تھے۔ پھر بھی وہ کفایت شعاری سے کام لیتی، اور روزانہ جو کچھ کماتی اس میں سے کچھ نہ کچھ بچا لیتی۔ تھوڑے دنوں میں اس کے پاس پچیس روپے جمع ہو گئے۔ ان روپوں سے اس نے ایک گائے خریدی جو سُرخ رنگ کی تھی، اس لئے لالی نام رکھا، لالی تین چار سیر دُودھ دیتی تھی۔ گھر کے خرچ کے لئے تین پاؤ یا سیر بھر دُودھ رکھ کر باقی دُودھ جعفر کی ماں بیچ ڈالتی تھی۔

اب ان ماں بیٹوں کے دن اچھے آ گئے تھے مزدوری چھوڑ دی اور لالی کا دُودھ بیچ کر جو کچھ ملتا اس سے ماں بیٹے آرام کی زندگی گذارنے لگے۔

کچھ دنوں بعد گرمیوں کے دن آئے تو لالی دودھ کم دینے لگی۔ اور گھاس بھی مہنگی ہو گئی، اور صرف لالی کے دُودھ پر گذارہ مشکل ہو گیا۔ اس لئے جعفر کی ماں نے سوچا کہ لالی کو بیچ دیں اس نے اپنے بیٹے جعفر سے اس کا ذکر کیا۔

جعفر لالی کو لیکر ایک روز بیچنے جا رہا تھا کہ راستے میں ایک بزرگ ملے، انھوں نے کہا بیٹا! گائے کہاں لے چلے؟ جعفر نے جواب دیا۔

"فروخت کرنے"

بزرگ نے کہا "تم تو بڑے ہوشیار نظر آتے ہو کیا یہ بتا سکتے ہو کہ پانچ کتنے ہوتے ہیں؟"

جعفر نے کہا "جی ہاں یہ بھی کوئی مشکل سوال ہے پانچ یعنی ایک، دو، تین، چار اور پانچ، یہ دیکھئے میرے ایک ہاتھ کی انگلیاں پانچ ہیں"۔

بزرگ نے کہا "شاباش میاں شاباش، اچھا سنو، یہ پانچ چنے لو، اور مجھے اپنی گائے دیدو"۔

جعفر "یہ کیا کہتے ہیں آپ؟ چنوں پر بھی کہیں گائے بکتی ہے؟"

بزرگ نے کہا "یہ چنے جادو کے ہیں۔ انہیں تم بو دینا، چنے کا بہت ہی اونچا درخت نکلے گا، اور وہ اتنا بڑھے گا کہ آسمان سے لگ جائیگا"۔

جعفر نے یہ چنے لیکر گائے ان بزرگ کو دیدی اور گھر چلا آیا۔ یہ واقعہ سُنکر جعفر کی ماں بہت بگڑی اور خفا ہو کر وہ چنے کھڑکی سے باہر پھینک دیئے۔ بیچارے جعفر کو اس روز بھوکا پیاسا ہی سونا پڑا۔

جعفر دوسرے روز سویرے ہی سو کر اُٹھا حسب معمول کھڑکی کی راہ سے سورج کی کرنیں گھر میں آئیں۔

جعفر کی ماں نے جو چنے کھڑکی سے باہر پھینک دئے تھے، بزرگ کے کہنے کے مطابق ان چنوں کا اتنا بڑا درخت ہوا کہ اس کی شاخیں آسمان سے جا لگیں۔

جعفر نے باہر آکر دیکھا تو گھر کے سامنے چنے کا ایک درخت آسمان سے باتیں کر رہا ہے وہ درخت پر چڑھنے میں ہوشیار تھا۔ فوراً تیزی سے چڑھنے لگا اور بہت اُونچا چڑھ گیا۔ یہاں تک کہ درخت کی چوٹی پر جا بیٹھا۔ اُسے وہاں ایک لمبا چوڑا راستہ دکھائی دیا۔ وہ اس رستے سے بہت دُور تک آگے بڑھتا چلا گیا اُسے ایک جگہ سونے کی ایک چھڑی کے سہارے ایک بڑھیا کھڑی دکھائی دی۔ اُسے دیکھتے ہی وہ گھبرا سا گیا، بڑھیا نے کہا۔

"میاں لڑکے! یہ رستہ تو ایک بڑے طاقتور دیو کے گھر جاتا ہے۔ تم ڈرنا نہیں، میں ایک دیوی ہوں، تمہارا باپ لکھ پتی تھا، اُس کی تمام دولت لوٹ کر یہ ظالم دیو لے بھاگا ہے۔ تم اسی طرح آگے بڑھتے جاؤ، اور اپنے باپ کی تمام دولت اُٹھا کر لے آؤ"

یہ سُنکر جعفر کو بڑی خوشی ہوئی، وہ بے خوف وخطر آگے بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اُسے دیو کا گھر دکھائی دیا۔ گھر کیا تھا، کسی راجہ نواب کا محل تھا! دروازے پر ایک موٹی عورت بیٹھی ہوئی نظر آئی۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی وہ گھبرا گیا۔ بھوک بہت لگی تھی، اور شدت کی پیاس سے گلا خشک تھا جعفر عورت کے پاس گیا، اور کہا بڑی بی، میں بھکاری ہوں اور بہت ہی تھکا ماندہ، مجھے بھوک اور پیاس لگی ہے خدا کے لئے کچھ کھانے پینے کے لئے دیجئے"

عورت نے کہا

"ارے بچے! یہ تو ایک ظالم دیو کا گھر ہے، اور وہ میرا شوہر ہے۔ تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ ورنہ وہ تمھیں اپنا لقمہ بنا لے گا"۔

جعفر نے کہا "بچنے کی کوئی صورت بتائیے، بھاگا گا بھی نہیں جاتا۔ تھوڑی روٹی اور پانی مل جائے تو کچھ جان میں جان آجائے گی"۔

عورت کو جعفر پر رحم آگیا، اس نے گھر میں سے کچھ روٹی، ساگ اور پانی لاکر دیا، اور کہا "میرے شوہر کے آنے کا وقت قریب ہے۔ تم یہاں ہرگز نہ بیٹھو۔ سامنے جو دیوار دکھائی دیتی ہے اس کی آڑ میں چھُپ کر بیٹھ جاؤ، وہیں روٹی کھاؤ اور پانی پیو"۔

جعفر دیوار کی آڑ میں جا بیٹھا، ابھی روٹی کھانے بھی نہ پایا تھا کہ دیو آگیا۔ اس نے محل میں قدم رکھتے ہی اپنی بیوی سے کہا "ارے، یہاں تو کسی انسان کی بو آتی ہے۔ کیا کوئی آدمی آیا ہے؟"

یہ سُنتے ہی جعفر گھبرا گیا۔ دیو کی بیوی بولی:۔
"نہیں کوئی آدمی وادمی نہیں آیا۔ سڑی گلی مچھلیوں کی بو آتی ہے۔ اور کوئی چیز نہیں"۔ یہ سُن کر دیو کی جان میں جان آئی۔

دیو دولت کا بڑا لالچی تھا۔ وہ کھانا کھا کر دالان میں بیٹھا، اور عورت سے بولا "دکھاؤ مجھے اپنی اشرفیوں کی تھیلیاں"۔

عورت نے بڑی بڑی تھیلیاں اس کے سامنے

لاکر رکھ دیں۔ دیو ان کو دیکھ کر خوش ہوتا رہا۔ پھر اُس کی آنکھ لگ گئی۔ جعفر یہ دیکھ کر باہر نکلا اور دبے پاؤں پلنگ کے پاس آکر تھیلیاں لیکر بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر جلدی سے درخت سے نیچے اُتر کر اپنے گھر آگیا اور اپنی ماں سے حال کہا، اس کی ماں کو روپے اور زیور ملنے کی بہت خوشی ہوئی۔

جعفر گھر میں زیادہ نہ ٹھہرا، وہ دوبارہ دیو کے گھر آیا، دروازے پر دیو کی بیوی موجود تھی، اُسے دیکھتے ہی جعفر بولا "مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ کچھ نہ کچھ کھانے کے لئے دیجئے۔"

دیو کی بیوی بولی "چل یہاں سے پہلے تجھے ذرا سا سہارا دیا تو تو نے تھیلیوں پر ہاتھ صاف کیا خبردار اب دوبارہ اس گھر میں کبھی قدم نہ رکھنا، ورنہ جان سے مارا جائے گا۔"

جعفر نے کہا "بڑی بی! خفا نہ ہو، میں چور نہیں ہوں مجھے اندر آنے کی اجازت دیجئے، میں اصل واقعہ بیان کرتا ہوں۔"

دیو کی بیوی نے جعفر کو گھر میں آنے کی اجازت دیدی کھانا کھلایا اور پھر ایک بڑے پیپے میں چھپ جانے کے لئے کہا، اتنے میں دیو بھی آگیا اور پوچھا۔ "آج بھی مجھے گھر میں انسان کی بو آتی ہے، کوئی آدمی تو نہیں آیا؟"

عورت نے کہا "نہیں، یہاں کوئی آدمی نہیں آیا۔ وہی سڑی گلی مچھلیوں کی بو آتی ہے۔"

دیو نے کھانا کھانے کے بعد ایک مرغی لانے کے لئے بیوی سے کہا، جو دیو کو بہت عزیز تھی، مرغی اس کے سامنے لاکر چھوڑ دی گئی مرغی کو دیکھتے ہی وہ باغ باغ ہوگیا، اور مسرت سے بولا "دے انڈے دے" یہ کہتے ہی مرغی نے سونے کا ایک انڈا دیا۔ دیو خوش ہوگیا، اور اس کی آنکھ لگ گئی، جعفر پیپے سے باہر آیا، اور مرغی کو اپنے بغل میں دبا کر اپنے گھر چلا آیا۔ اور ماں کے سامنے اُس سے کہا "دے انڈے دے" یہ کہتے ہی مرغی نے ایک بڑا سونے کا انڈا دیا۔ بہت چمکیلا سونے کا انڈا دیکھتے ہی جعفر کی ماں خوشی کے مارے اچھل پڑیں۔

کھانے پینے سے فارغ ہوکر جعفر نے پھر دیو کے گھر کی راہ لی۔ لیکن اس دفعہ جعفر نے دیو کی بیوی سے اجازت نہ لی، بلکہ اس کی نظر بچا کر گھر میں گیا اور ہانڈیوں کی آڑ میں چھپ کر بیٹھا رہا تھوڑی دیر میں دیو گھر پر آیا، اور بگڑ کر اپنی بیوی سے کہا۔ "آج بھی انسان کی بو آتی ہے یہ کیا بات ہے؟"

آج دیو کی بیوی کو جعفر کا علم نہ تھا۔ اس نے گھر کا کونہ کونہ چھان مارا۔ لیکن جعفر دکھائی نہ دیا۔

دیو نے کھانا کھاتے ہی اپنی سارنگی طلب کی سارنگی میں یہ تاثیر تھی کہ "بج" کہتے ہی سارنگی خود بخود بجنے لگتی تھی، سارنگی کی وہ ایک راگ سنتے ہی اسکی آنکھیں بند ہوگئیں۔ یہ دیکھتے ہی جعفر دبے پاؤں باہر آیا، اور سارنگی سے نکلا "چور، چور پکڑو" فوراً دیو چونک اٹھا دیکھتا کیا ہے کہ جعفر سارنگی بغل

میں دبلنے بھاگا جا رہا ہے۔ دیو بھی لپکا جعفر آگے آگے اور دیو پیچھے پیچھے دوڑتے چلے جا رہے تھے جعفر چنے کے درخت تک پہنچا اور سرسر نیچے اترنے لگا۔ دیو بھی اس کے پیچھے اترنے لگا جعفر چلایا اور ماں ماں جلدی میری کلہاڑی لاؤ" ماں گھبرائی ہوئی کلہاڑی لیکر باہر آئی، دیکھا تو ایک قوی ہیکل دیو درخت سے نیچے اتر رہا ہے۔

کلہاڑی ہاتھ میں لیتے ہی جعفر نے پوری طاقت سے درخت پر لگاتار وار کئے۔ تھوڑی ہی دیر میں چنے کا درخت دھڑ سے زمین پر گر پڑا اور ساتھ ہی دیو بھی ایسا گرا کہ دوبارہ جعفر نے اُسے اٹھنے نہ دیا۔ ہمیشہ کے لئے سلا دیا۔

جعفر کو اپنے باپ کی تمام دولت مل گئی۔ اس کے علاوہ سونے کا انڈا دینے والی عجیب وغریب مرغی، اور نادر سارنگی بھی۔

جعفر کی غریبی جاتی رہی آرام وراحت کے دن آئے اور دونوں ماں بیٹے آرام سے رہنے لگے۔

(مرہٹی سے) **جوہر چاندوڑی**

(بقیہ صفحہ ۱۶) بھی نہیں پینا چاہئے کیلے کا چھلکا جلا کر چھڑکنا زخموں کے جاری خون کو روکتا اور زخم کو بھرتا ہے۔ کیلے کی پتیوں کا لیپ ورم کو دور کرتا ہے پچش کو بھی فائدہ دیتا ہے۔

ناشپاتی - ناشپاتی قابض ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے خون کی گرمی کو دور کرتی ہے۔ ناشپاتی کا پانی شکر کیساتھ پلانا دردسر کو دور کرتا ہے۔ اسکے کھانے سے تے رک جاتی ہے۔

شریفہ - معدے کو خراب کرتا ہے۔ بخار پھوڑے پیدا کرتا ہے۔ اس کے بیج سر پر ملنے سے جوئیں مرجاتی ہیں۔

خربوزہ - میٹھا خربوزہ دماغ اور بدن کو ٹھیک رکھتا اور جسم کو موٹا کرتا ہے۔ قبض کو دور کرتا۔ پیشاب اور پسینہ بہت لاتا ہے۔ صفراوی مزاج والوں کی آنکھ میں درد پیدا کرتا ہے۔ اس کی زیادتی دردسر پیدا کرتی ہے۔ نہار منہ کھانے سے بخار آنیکا اندیشہ ہوتا ہے۔ کھانا کھانیکے بعد اسکا استعمال بہتر ومناسب ہے۔

کھجور - مغز بادام کے ساتھ اس کو کھانا دل ودماغ کو قوت پہونچاتا ہے۔ کمر اور گردے کو قوت دیتا ہے۔ کثیر الغذا ہے۔ عمدہ خون پیدا کرتا ہے۔ فالج اور لقوہ کی حالت میں اسکا استعمال فائدہ مند ہے سینہ اور پھیپھڑے کے امراض کو مفید ہے۔

خوبانی - قبض دور کرتی ہے گرم مزاج والوں کو مفید ہے صفرا کے خون کے جوش، معدہ کی سوزش اور ڈکاروں کو دور کرتا ہے سرد مزاج اور کمزور معدہ والوں کو مضر ہے۔ پھلوں کے یہ خواص میں نے مارسن کی کتاب لائف ان فروٹس سے ترجمہ کئے ہیں۔

محمد علی رضا بجنور

جھولا

آؤ جھولنے والے جھولنے کے دن آئے

پتی۔ کونپل پھول نرالے رنگ برنگے سب متوالے
کہیں گلاب اور کہیں ہیں لالے سب ہیں اس کی قدرت والے

آؤ جھولنے والے۔ جھولنے کے دن آئے

باغ میں اپنے جھولا ڈالیں نت نئے ہم کھیل نکالیں
پہلے بجا۔ کوثر جھولیں گر وہ بھاگیں اُن کو چھو لیں

آؤ جھولنے والے۔ جھولنے کے دن آئے

بانو۔ طلعت جھول رہی ہیں باغ میں کلیاں پھول رہی ہیں
گُدری۔ بیبی جھول رہی ہیں جھولنے والی جھول رہی ہیں

آؤ۔ جھولنے والے جھولنے کے دن آئے

کچھ سہیلیاں بھاگی آئیں ساتھ میں اپنے خوشیاں لائیں
شاید من بہلانے آئیں یا پھر شور مچانے آئیں

آؤ جھولنے والے جھولنے کے دن آئے

کچھ پھول سے بارش برسا رہی ہیں کچھ گیت سہانے سنا رہی ہیں
کچھ پینگ بڑھانا سکھا رہی ہیں کچھ جھول رہی کچھ جھلا رہی ہیں

آؤ جھولنے والے جھولنے کے دن آئے

اے لو۔ دیکھو ڈال وہ ٹوٹی یک دم ہاتھ سے رسی چھوٹی
دھانی۔ ریحانہ جوڑی ٹوٹی یا پھر ان کی قسمت پھوٹی

آؤ جھولنے والے جھولنے کے دن آئے

کپڑے لت پت کر کے بھاگیں رو کے ہنس کے ڈر کے بھاگیں
جھولا وولا چھوڑ کے بھاگیں اپنے اپنے گھروں کو بھاگیں

آؤ جھولنے والے جھولنے کے دن آئے

گوہر نے پھر شور مچایا لڑکوں نے ان کو شرمایا
گرنے کا نظارہ یاد دلایا یعنی اس کو پھر دُہرایا

اب کی ایسی بھاگیں […] سے
جیسے سینگ گدھے کے سر سے

[illegible]

پھلوں کے خواص

انگور بدن صاف کرتا اور عمدہ خون بناتا ہے سینے اور پھیپھڑے کی اصلاح کرتا ہے گردے کی چربی بڑھاتا ہے۔ انگور کا چھلکا معدہ کے واسطے مضر ہے۔ معدہ میں رطوبت پیدا کرتا ہے۔

انناس دیر ہضم ہے۔ فرحت پیدا کرتا دل کو قوت دیتا ہے۔ گرم و خشک مزاج والوں کے لئے مفید ہے۔ سرد مزاج لوگوں کو مضر ہے۔

امرود امرود کے استعمال سے بدن میں قوت و فرحت اور صفائی پیدا ہوتی ہے قابض اور ملین دونوں قوتیں اس میں موجود ہیں۔ دماغ کو تازگی بخشتا ہے۔ پرانے نزلوں اور دماغی بخارات کو دور کرتا ہے۔ قلب اور معدہ کو قوت دیتا ہے ہاضم ہے۔ پیاس اور جگر کی گرمی کو دور کرتا ہے کھانا کھانے کے بعد اس کو کھانا بہتر و مفید ہے۔ سرد مزاج اور کمزور معدہ والوں کو درد قولنج پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

آم انسان کے تمام اعضا اور خاص طور سے گردہ اور مثانہ کو قوت دیتا ہے۔ چہرے کا رنگ کھولتا ہے۔ آم کے کھانے سے منہ کی بدبو دور ہو جاتی ہے۔ خفقان۔ کھانسی۔ سانس چڑھنے۔ دردِ سر۔ بواسیر اور درد قولنج کو دفع کرنے میں اکسیر ہے۔ سستی اور کاہلی کو دور کرتا ہے پیشاب اور پاخانہ فراغت سے لاتا ہے جسم کو موٹا کرنے میں کافی مدد دیتا ہے۔ قلمی آم دیر ہضم ہوتا ہے۔ آم کا نہار منہ کھانا جگر میں کمزوری اور بلغمی مزاج والوں کو دردِ سر پیدا کرتا ہے۔

انار اس میں غذائیت کم ہے۔ گرم مزاجوں کو قوت دیتا ہے بدن کی صفائی کرتا ہے پیاس کو بڑھاتا ہے۔ سینے کے درد۔ کھانسی۔ یرقان کو مفید ہے۔ خارش کو رفع کرتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو چمکاتا ہے۔ خون پیدا کرتا ہے۔ زیادہ استعمال معدہ کو سست کرتا ہے۔

سنگترہ مفرح ہے اور دل معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ گرم مزاج والوں کے موافق ہر پیاس کو دور کرتا ہے گرمی کی وحشت کو دور کرتا ہے طبیعت میں تازگی پیدا کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے متلی دور ہو جاتی ہے۔ سنگترہ کا چھلکا بطور ابٹنے کے چہرے کے رنگ کو کھولتا ہے۔ سیاہی اور چھائیاں دور کرتا ہے۔ سرد مزاجوں کو مضر ہے۔

کیلا اس میں غذائیت بہت ہوتی ہے۔ غلیظ خون بناتا ہے۔ بدن کو فربہ کرتا ہے۔ فرحت دیتا ہے۔ خشک کھانسی کو مفید ہے کمزوروں میں توانائی پیدا کرتا ہے۔ کیلے کو کبھی نہار منہ نہیں کھانا چاہئے۔ اور کیلے کے کھانے کے بعد پانی

(باقی صفحہ ۴۰ کالم ۲ پر)

امتحان کے آخری پرچہ کی تیاری

اپریل کی آٹھ تاریخ تھی۔ آخری پرچہ فارسی کا تھا۔ اس پرچہ کے لئے میں اور میرے ساتھی بیٹھے جوش وخروش سے فارسی کی غزلیات یاد کر رہے تھے رات کا سات بجے کا وقت تھا۔ کھانا کھا چکے تھے اور چائے پی رہے تھے۔ کہ ہم میں سے ایک نے کہا "شیخ سعدی کی سوانح عمری یاد کرو" دوسرے نے اقبال کی مثنوی پر زور دیا۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں میرے سب ساتھی نو بجے چلے گئے۔ اب میں اکیلا کمرہ میں تھا۔ غالباً دس بجے کا وقت تھا۔ نثر کے کچھ حصہ کی تیاری کر رہا تھا۔ یکایک بجلی غائب ہوگئی۔ اب آپ اس وقت کی میری بے بسی اور پریشانی کا اندازہ لگا سکتی ہیں۔ یہ فارسی کا آخری پرچہ تھا اور ڈویژن بنانے میں فارسی سے کافی مدد ملتی تھی۔ چند منٹ تک سوچتا رہا کہ شاید بجلی کو میری حالت پر رحم آجائے اور پھر پیاری روشنی میری کتابوں پر پڑے۔ مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ ہاں میں یہ عرض کرنا بھول گیا کہ امتحان دینے کے لئے میں اپنے ایک ایسے عزیز کے ہاں مقیم تھا جن سے بے تکلفی نہ تھی۔ ڈرتے ڈرتے لیٹے پلنگ پر آیا اور سوچنے لگا کہ کیا کیا جائے۔ مگر کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی۔ گھڑی میں وقت دیکھا تو گیارہ بج چکے تھے۔ پرچہ کی طرف سے سخت ناامیدی اور مایوسی ہونے لگی۔ غرض مختلف قسم کے خیالات دماغ میں گھوم رہے تھے۔ کبھی کبھی اللہ میاں کی طرف بھی دعا کے لئے ہاتھ بلند ہوجاتے تھے۔

تھوڑی دیر میں یہ ترکیب ذہن میں آئی کہ باورچی خانے میں چل کر باورچی کو جگایا جائے۔ اور اس سے لالٹین یا چراغ لیا جائے۔ کافی امیدیں اور آرزوئیں لیکر باورچی خانہ میں پہونچے۔ چونکہ امتحان کے زمانہ میں چائے بکثرت پی جاتی ہے اس لئے جب ہم نے اس کو جگایا تو وہ غریب یہ سمجھا کہ اب پھر مجھ کو چائے بنانی پڑیگی۔ اس نے ہماری آواز سنتے ہی فوراً کہا "چائے ختم" ہم نے کہا بھئی چائے نہیں پئیں گے بلکہ ہم کو لالٹین دو۔ جب اس غریب کی جان میں جان آئی اور کافی انگڑائیاں لے کر باورچی خانہ میں گیا۔ اور بیس منٹ کے بعد نہایت اطمینان سے آکر کہا کہ "حضور تیل کا راشن ختم ہوگیا ہے۔ اب تیل ایک ہفتہ بعد ملیگا" باورچی کا یہ کہنا تھا کہ زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی اب کامل یقین ہوگیا کہ کل کا پرچہ ختم۔ مگر اللہ کے بھروسہ پر باورچی خانہ سے نکل کر ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں مگر دور دور بجلی کا نشان نہیں۔ ذہن میں ٹارچ کا خیال پیدا ہوا مگر ہم جیسوں کے پاس ٹارچ کا کیا کام جو ایک دن میں ہی تختہ مشق بنکر سفر آخرت اختیار کرلیتی ہے۔ آخر کار اسی سوچ بچار میں اپنے

کمرے میں آئے بدقسمتی سمجھئے یا خوش قسمتی کہ میز سے ٹھوکر لگی اور ایک صاحب کی آنکھ کھل گئی انہوں نے گرج دار آواز سے پوچھا کون ہے" میں نے مردہ آواز میں کہا کہ میں ہوں" چونکہ ان حضرت سے جان پہچان نہیں تھی اس لئے انہوں نے دوبارہ وہی سوال پوچھا - آخر کار وہ ہمارے کمرے میں آ گئے - اور اپنی ٹارچ جلا کر ہماری پوری داستان سنی - سوائے ہمدردی کے ان حضرت کے پاس کچھ نہ تھا - ان کے ان ہمدردانہ الفاظ سے اور تکلیف پہونچی - آخر کار انہیں صاحب نے ہم کو ایک ترکیب بتائی انہوں نے کہا کہ آپ یہ کیجئے کہ باورچی خانہ میں جا کر آگ جلا لیجئے - اور چولھے کے قریب بیٹھ کر پڑھئے" یہ ترکیب بہت پسند آئی اور خدا کا شکر ادا کیا - دوبارہ باورچی کو جگا کر آگ جلوائی - اس دوڑ دھوپ میں غالباً ایک بج گیا تھا - آخر آگ کے قریب بیٹھ کر پڑھنا شروع کیا - جلدی جلدی کتاب کو دہرایا - باورچی غریب اونگتا جاتا اور جب لکڑیاں ختم ہو جاتیں تو تین چار لکڑیاں چولھے میں لگا دیتا - اس غریب کو ہماری حالت پر ترس آیا چاء تیار کی - تین پیالیاں پیکر پڑھنے میں جٹ گئے - اللہ تعالیٰ کی عنایت اور کرم سے چار بجے اپنا تمام کورس مکمل کر لیا - باورچی کو ہدایت کر دی ٹھیک چھ بجے جگا دینا - پلنگ پر جیسے ہی لیٹا ایکدم کمرے میں بجلی روشن ہو گئی - اس درجہ کوفت ہوئی کہ بیان سے باہر چھ بجے باورچی نے جگایا نماز پڑھ کر کالج چلا گیا خدا کے فضل سے پرچہ نہایت عمدہ ہو گیا - میرے دوست کو اپنی داستان سنائی تو ہمارے پڑھنے کے طریقہ پر مذاق اُڑایا گیا -

محمد علی / رضا بجنور

(بقیہ صفحہ ۲۰) جمعہ کو آدھے دن کا اسکول ہوتا ہے انہوں نے آکر شیریں کو بہت بہت پیار کیا اور بولے جان شیریں کیا انعام لے گی - آج تو اُس کا پہلا روزہ ہے نا؟" شیریں نے جواب میں ایک آنکھیں کھولنے بند کرنے والی گڑیا کی فرمائش کر دی - ابا بھی دفتر سے ذرا سویرے ہی آ گئے تھے - چار بجتے بجتے شیریں کی سب سہیلیاں آ گئیں صرف نجمہ کا روزہ تھا باقی سب خوزہ دار تھیں - کچھ دیر تو شیریں اپنی سہیلیوں سے کھیلتی رہی - پھر اپنی امی کو نماز پڑھتے دیکھ کر وہ بھی اپنی سہیلیوں کو ساتھ لیکر نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں - نماز کے بعد کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں - پھر دستر خوان بچھایا امی نے آج واقعی بہت زیادہ اہتمام کیا تھا - ابا بھی آج بہت سے پھل لائے - گنے کا رس بھی تھا - پونے چھ بجے افطار کا گولہ چھٹا - شیریں اور اُسکی سہیلیوں ابا امی اور ظفر بھائی سب نے ملکر روزہ کھولا - اور پھر جلدی سے نماز کے لئے اپنی امی کے ساتھ کھڑی ہو گئی شیریں کی سہیلیوں نے اُسے پہلا روزہ رکھنے کی مبارکباد دی - شیریں کے ابا نے انعام میں رسالہ بنات دیا جو امی نے ایک خوبصورت بندوں کی جوڑی اُس کے کانوں میں پہنا دی - ظفر بھائی ایک بڑا بکس لیکر آئے - جس میں ایک خوبصورت سی گڑیا رکھی تھی جو سیدھا رکھنے سے آنکھیں کھول لیتی تھی - جو سیدھا رکھنے سے آنکھیں کھول لیتی تھی اور لٹا دینے سے بند کر لیتی تھی - جب سب سہیلیاں اپنے اپنے گھر چلی گئیں تو شیریں اپنے پلنگ پر جا لیٹی - اور جلد ہی خواب شیریں کے مزے لینے لگی -

محمد یوسف بخشی - کلکتہ

روزہ کشائی

شیریں ماشاء اللہ نوسال کی ایک خوبصورت بچی ہے بہت ہی بھولی بھالی رونا دھونا تو وہ جانتی ہی نہیں ہر وقت ہنستی اور مسکراتی رہتی ہے جو اسے دیکھتا ہے خوش ہو جاتا ہے۔

پچھلے سال رمضان شریف میں اُسے شوق ہوا کہ جیسے اُس کے ابا امی اور ظفر بھائی روزہ رکھتے ہیں وہ بھی رکھے مگر اُس کے ابا اور امی اجازت نہ دیتے تھے۔ کیونکہ وہ ابھی چھوٹی تھی۔

آخر بڑی خوشامدوں کے بعد شیریں نے اپنے ابا اور امی کو راضی کر ہی لیا اور اُسے جمعۃ الوداع یعنی رمضان شریف کے آخری جمعہ کو روزہ رکھنے کی اجازت مل گئی۔

وہ روزانہ دیکھتی تھی کہ شام ہوتے ہی افطاری کا انتظام شروع ہو جاتا تھا۔ امی باورچی خانے میں جاکر پیاز دو اور پھلکیوں کے لئے بیسن گھولتیں پیاز کاٹتیں۔ پھر کڑاہی میں ڈالکر پیازو پھلکیاں تلتیں۔ ماما خاتون کو بار بار تاکید کرتیں کہ روٹی جلدی پکائے۔ حنیف کو بار بار بازار سے کبھی نیبو کبھی ہری مرچیں اور کبھی کوئی دوسری چیز منگوانے کے لئے بھیجا جاتا ابا جب شام کو دفتر سے آتے تو وہ بھی کئی قسم کے پھل اپنے ساتھ لاتے۔ شیریں آکر پہلے بڑے ادب سے اپنے ابا کو سلام کرتی۔ پھر اُن کے ہاتھ سے چیز لیکر نعمت خانے میں رکھتی ظفر بھائی بھی جب شام کو آتے تھے تو ضرور کچھ نہ کچھ اپنے ساتھ لاتے تھے۔

پھر مغرب کے وقت تک سب چیزیں تیار ہو کر دسترخوان پر آجاتی تھیں اور شیریں بھی بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے ابا امی اور ظفر بھائی کے ساتھ دسترخوان پر آبیٹھتی تھوڑی دیر بعد افطار کا گولہ چھٹتا اور سب جھٹ سے روزہ کھول لیتے۔

اُس کی امی روزانہ صبح کو اُسے باورچی خانہ میں بٹھاکر چولہے سے ناشتہ کرا دیتی تھیں۔ شیریں یہ دیکھ کر حیرت کرتی کہ اس کے سامنے تو صبح کے وقت کچھ پکتا نہیں تھا۔ تو پھر یہ چیزیں آخر کہاں سے آتی تھیں۔ کبھی تو اُس کے سامنے صبح کو دودھ جلیبیاں اور جلیبیاں۔ کبھی مکھن توس کبھی روغنی ٹکیاں اور چائے رکھی جاتی تھی۔ اُس نے امی سے کئی بار پوچھا بھی۔ مگر اُس کی سمجھ میں نہ آیا کہ رات کو کس طرح یہ چیزیں تیار ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جب صبح کو وہ اٹھتی تھی تو خاتون سوتی ہوتی تھی۔

آخر خدا خدا کرکے جمعۃ الوداع کا روز قریب آیا۔ جمعرات کی رات کو شیریں نے امی سے بہت منتیں کیں کہ رات کو سحری کے وقت اُسے ضرور اُٹھادیں۔ امی نے اُس کا شوق دیکھ کر وعدہ کرلیا اس لئے کہ انہوں نے سوچا کہ اگر انکار کیا۔ یا

سحری کے وقت شیریں کو نہ اٹھایا تو اُسے بہت دُکھ ہوگا۔

رات کو تین بجے شیریں کے ابا کے سرہانے میز پر رکھی ہوئی الارم کی گھنٹی زور سے بجی، اور وہ اُٹھ بیٹھے گھنٹی کی آواز سے شیریں کی امّی بھی جاگ گئیں۔ کچھ دیر بعد کمرے میں دستر خوان بچھ گیا اور سب چیزیں لگا دی گئیں تو شیریں کی امّی نے شیریں کو جگا دیا وہ بڑی خوش خوش اٹھی جلدی جلدی ہاتھ منہ دھویا اور آکر سب کے پاس دستر خوان پر بیٹھ گئی۔ چونکہ سحری کا وقت تھا اس لئے شیریں سے زیادہ نہ کھایا گیا۔ صرف ایک روغنی ٹکیا اور ایک پیالی دودھ پر بس کی۔ آج اُسے معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں رات کو کیسے تیار ہوتی ہیں۔ یہ سب ماما خاتون کی کارستانی ہے کہ وہ سحری سے پہلے اُٹھ کر سب چیزیں تیار کرتی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد گولہ چھوٹ گیا۔ ابا امّی اور ظفر بھائی نے کُلیاں کرکے روزہ کی نیت کرلی۔ شیریں نے بھی ویسا ہی کیا۔ ظفر بھائی نے اُسے بھی نیت کی دُعا پڑھا دی۔

کچھ دیر میں فجر کی اذان ہوگئی۔ ابا اور ظفر بھائی تو مسجد کو چلے گئے اور امّی وضو کرنے لگیں۔ شیریں نے بھی وضو کیا اور اپنی امّی کے ساتھ نماز کو کھڑی ہوگئی۔ نماز پڑھنے کے بعد شیریں کی امّی قرآن شریف لیکر بیٹھ گئیں شیریں کو چونکہ نیند آنے لگی تھی اس لئے وہ اپنے بستر پر دراز ہوگئی۔ تقریباً گیارہ بجے شیریں کی آنکھ کھلی وہ اُٹھی اور ماما خاتون کے پاس گئی انہوں نے اُسے نہلایا دُھلایا۔ اور خوب اچھے اچھے کپڑے پہنائے۔ چوٹی گوندھی اور تیار کرکے اُسے امّی کے پاس لے گئی شیریں کی امّی اس وقت ذراک سی رہی تھی وہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ ماشاءاللہ وہ اس وقت بالکل شہزادی معلوم ہو رہی تھی۔ امّی نے اس سے کہا کہ "بیٹی آج تمہاری پہلی روزہ کشائی ہوگی۔ اپنی سہیلیوں کو بھی بُلا لو"۔

شیریں یہ سُنکر بہت خوش ہوئی اور اسی وقت حنیف کو بُلا کر اپنی سب سہیلیوں، جمیلہ، نزہت، بانو، نجمہ، صالحہ اور یاسمین کے ہاں کہلا بھیجا کہ آج ہمارے ساتھ ملکر روزہ افطار کرلینا۔ پھر امّی نے اُس سے پوچھا کہ بیٹی اپنی سہیلیوں کو کیا کھلاؤ گی۔ جو تم کہو وہ پکوالوں" شیریں نے جواب دیا۔ "امّی میری سمجھ میں نہیں آتا جو آپ مناسب سمجھیں پکوالیں" آخر یہ طے پایا کہ گھر میں۔ کھیر۔ چنا گھانس۔ میٹھے ٹکڑے۔ دہی بڑے۔ خستہ کچوریاں۔ اور سموسے بنائے جائیں۔ امّی نے ان چیزوں کے علاوہ سوّیاں بھی تیار کرنے کا وعدہ کیا۔ کیونکہ آج شیریں کی پہلی روزہ کشائی ہوگی۔ اس لئے افطار کے وقت عمدہ عمدہ چیزیں ہونی چاہئیں۔

تھوڑی دیر بعد جمعہ کی اذان ہوگئی۔ شیریں اور اُس کی امّی نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑی ہوگئیں۔ نماز کے بعد امّی نے شیریں کے لئے نیکی درازیٔ عمر اور تندرستی کی دُعائیں مانگیں۔ شیریں نے بھی اپنے ابا امّی اور ظفر بھائی کے لئے سلامتی کی دُعائیں مانگیں۔

نماز کے بعد شیریں اپنے اسکول کا سبق دہرانے لگی کیونکہ آجکل اسکول میں گرمیوں کی چھٹی تھی۔ اُسے یہ بھی خیال تھا کہ اُس کی سہیلیاں کہیں اُس سے آگے نہ بڑھ جائیں اس لئے وہ چھٹیوں میں بھی اپنا کام کرلیتی تھی۔

آج ظفر بھائی اسکول سے جلدی آگئے تھے کیونکہ

عجائب خانہ

خوش قسمتی

جنوبی افریقہ میں ہیرے جواہرات کانوں سے برآمد ہوتے ہیں۔ جب کانوں میں شروع شروع میں کام جاری ہوا تو چھوٹی چھوٹی جماعتیں قائم ہو کے یہ کام کیا کرتی تھیں لوگوں کو قسمت آزمائی کے لیے چند ہزار کے لئے ٹھیکہ پر دیدیتی تھیں۔ اسی طرح ایک گروہ کو یہ کام ملا۔ کچھ برآمد نہ ہوا۔ آخری دن نگراں مایوسی میں کان پر نظر جمائے بیٹھا تھا۔ اس نے آتے ہی کہا تھا کہ میں نے خواب میں نہایت عمدہ ہیرا دیکھا ہے۔ اُس نے دیکھا کہ ایک افریقی مزدور عجیب حرکت کر رہا ہے۔ اُس نے ایک خالی کارتوس کان کی لَو میں اٹکا رکھا تھا۔ وہ کچھ کچھ دیر بعد اسے کان میں سے نکالتا اور ایک بڑی چٹکی کی نسوار لیتا۔ اور ہر دفعہ ایک گول چکر لگاتا اور کان کی طرف آہستہ آہستہ دیکھتا جاتا اُس نے دل میں کہا کہ چھٹی کی سیٹی بجنے میں تھوڑی دیر ہے اس وقت اس شخص سے پوچھوں گا کہ اس کی ان حرکتوں کا کیا مطلب ہے۔ اچانک اس کی توجہ کہیں دوسری طرف گئی۔ پھر جو نظر اُدھر ڈالتا ہے وہ مزدور غائب تھا۔ اس کے بعد چھٹی کی سیٹی بجی اس نے اسے بہتیرا تلاش کیا مگر نہ ملا۔ پانچ گھنٹے بعد وہ مزدور آیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں گویا ڈھیلے ہوئے تھے۔ بے حوصلہ ہو رہا تھا۔ اُس نے ایک صابن کے رنگ کا پتھر دیا۔ ۱۲ بجے ٹھیکہ ختم ہونا تھا۔ اس وقت ۱۱ بج کے ۵۰ منٹ ہوئے تھے یعنی دس منٹ بعد اُسے وہاں سے چلا جانا پڑتا اور یہ پتھر کم از کم اس کے ہاتھ نہ آتا۔ یہ بات جون ۱۹۰۳ء کی ہے۔ دریائے اورینج کے کنارے یہ پتھر دیا گیا۔ اس کا نام ایکسلیسر مشہور ہوا۔ دُنیا کا سب سے بڑا ہیرا ثابت ہوا۔ جس کی قیمت کا اندازہ ایک کروڑ ۳۴ لاکھ روپیہ کیا گیا۔

موٹروں کی کثرت

تمام دُنیا میں موٹروں کی گنتی کے بعد معلوم ہوا کہ ۱۹۴۸ء کے شروع میں پانچ کروڑ ۲۷ لاکھ موٹریں دُنیا بھر میں کام میں آ رہی تھیں۔ مشرقِ وسطیٰ میں موٹروں کی کثرت تیل حاصل کرنے کی آسانیاں میسر ہو جانے سے نمودار ہوئی۔ افریقہ میں سال بھر پہلے ۶۰۸۰۰۰ موٹریں تھیں اس سال ۷۲۴۰۰۰ ہیں۔ جنوبی افریقہ میں اس وقت ۴۱۰۰۰ موٹریں چل رہی ہیں۔ لڑائی سے پہلے ان کی تعداد ۳۶۸۰۰۰ تھی۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے علاوہ مغربی دُنیا میں موٹروں کی تعداد تیس لاکھ سے زاید ہو گئی ہے یعنی ایک سال ہی میں ۴۹ فیصدی کا اضافہ ہو گیا۔ ٹرک کی تعداد ۷۷۵۰۰۰ سے نو لاکھ ہو گئی۔ ایشیا البتہ جنگ سے پہلے کی تعداد کے برابر نہ پہنچا

سنہ ۱۹۳۸ء کے شروع میں ایشیا میں ۴۸۷۰۰۰ موٹریں تھیں۔ سنہ ۱۹۴۴ء کے شروع میں ۶۳۲۰۰۰ تعداد ہوگئی۔ سنہ ۱۹۴۶ء میں ان کی تعداد ۶۹۵۰۰۰ تھی۔ ہندوستان اور پاکستان میں ان کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔

عجیب قومیں ہوائی جہازوں ریلوں اور موٹروں اور دیگر آمد و رفت کے جدید وسائل کے باوجود دنیا میں اب بھی ایسے مقامات ہیں جنہیں دریافت کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے مقامات میں عجیب عجیب لوگ رہتے سہتے ہیں۔ جو دنیا والوں سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں اور کوئی اجنبی ان میں جا پہنچتا ہے تو اسے مار ڈالتے ہیں۔ سائبیریا (ایشیائی روس) میں متعدد مقامات ایسے ہیں جہاں تک مہذب اقوام کا پہنچنا مشکل ہے۔ یا تو گھنے جنگل ان لوگوں کو گھیرے ہوتے ہیں یا پہاڑیاں۔ کیا عجب کہ یاجوج ماجوج جن کو ہم خیالی سمجھتے ہیں کہیں ایسے نامعلوم مقام میں آباد ہوں، در قرب قیامت میں ہر طرف سے نکل کے ہمارا رہنا سہنا مشکل کر دیں۔ سائبیریا میں گذشتہ جنگ عظیم سے پہلے ایک پستہ قد قوم کی موجودگی پائی گئی ان کی تعداد پانچسو تھی اور ان سے بات چیت سے معلوم ہوا کہ انہیں ۱۹۱۴-۱۸ء کی جنگ عظیم کی خبر تک نہ تھی۔ ان کا بیرونی دنیا سے بیس برس سے کوئی تعلق نہ رہا تھا۔

نیوگنی میں ایک بونوں کی قوم پائی گئی۔ وہ پاپوا کے علاقہ میں آباد ہے۔ اس علاقہ کے اردگرد سات ہزار فٹ چونے کے پتھر کی پہاڑیاں ہیں جن کے پہلو بہت ڈھلوان ہیں ان میں بڑے بڑے چشمے بہتے ہیں بڑے بڑے سبزہ زار ہیں ہزاروں آدمی ان کاشت شدہ علاقوں میں آباد ہیں ان کے قد چھوٹے چھوٹے ہیں۔ جادوانوں کی طرح ان کے بال بھورے ہیں جنہیں وہ جوڑا بنا کے سر پر باندھ لیتے ہیں اور ان میں پھول اٹکا لیتے ہیں۔ بہت سے جنگلی سوروں کے دانت ناک میں سوراخ کر کے پہنتے ہیں۔ لوہے سے وہ واقف نہیں لکڑی کے اوزاروں سے زمین جوتتے ہیں۔ وہ باہر والوں سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتے۔ برطانوی گائنا میں ایک عجیب قوم بستی ہے ان کے چہرے چوڑے چپٹے ہیں کسی قسم کا بشرہ ان پر نہیں پایا جاتا نہ وہ کبھی ہنستے ہیں اور نہ رنج و غم کا ان پر کچھ اثر ہوتا ہے۔ نہ بظاہر کبھی بیمار نظر آتے ہیں۔ وہ بہت زیادہ وہم پرست لوگ ہیں دنیا کو وہموں سے بھرا ہوا سمجھتے ہیں۔
فلوریڈا امریکہ میں ننگی قوم دیکھی گئی۔ وہاں گرمی زیادہ ہے۔ وہ پتھر کے اوزار استعمال کرتے ہیں۔

موتیوں کی ڈبیہ۔ ڈیٹرائٹ کے ایک شخص جون کلائن نے اپنے پانوؤں کو متواتر ۴۴ سو دفعہ جھک کے چھوا ایک منٹ میں چھونے کی اوسط ۴۰ رہی۔ ٹانگیں اس اثنا میں ذرا بھی نہیں مڑیں یعنی تنی رہیں۔ ڈینٹے شاعر کی روحانی خوشی ۵۴ ہزار لفظوں پر مشتمل ہے۔ پیٹر وگارڈی کشتی چلایا کرتا تھا اور اپنے مسافروں کو خوش کرنے کے لئے اس شاعر کے اشعار انہیں سنایا کرتا تھا۔ کہیں سے سن سن کے یہ ساری کتاب اسے زبانی یاد ہوگئی اور یہ شخص اپنے زمانہ میں اسقدر مشہور رہا کہ جہاں علمی جلسے ہوتے تھے ضرور بلایا جاتا دو سو برس کے زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہیں ہوا جسے اس شاعری کی یہ کتاب اس قدر یاد ہو۔

محمد ظفر

[redacted]

اُستانی لاثانی

مسکراہٹ ہنسی اچھی چیز ہے۔ تندرستی کی علامت ہے۔ یاد رکھئے کہ ہنسی کے مقابلہ میں گھورنے اور منہ بنانے میں زیادہ پٹھوں کی ضرورت ہے۔ چڑھے ہوئے منہ پر جھریاں جلد نمودار ہو جاتی ہیں۔ مسکرانے سے ہونٹوں اور دہن کی خوبصورتی میں مدد ملتی ہے۔ مسکراتا ہوا چہرہ ہر ایک کو اچھا معلوم ہوتا ہے اپنا بھی جی خوش رہتا ہے۔ اس سے صحت درست رہتی ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو مسکراتے جاؤ۔ گھبراہٹ بے چینی اور منہ تھوتھارنے سے بچتے رہو۔ خوش رہنے سے نوجوانی زیادہ عرصہ تک قائم رہتی ہے۔ اور مسکراہٹ جی کو پریشانی اور بے چینی سے بچاتی ہے۔ آبِ حیات پینے سے نوجوانی حاصل نہیں ہوتی اور نہ قائم رہتی ہے۔ البتہ مسکراہٹ آبِ حیات کا کام دے سکتی ہے۔ جب صحت قائم رہے گی تو خوبصورتی بھی آجائیگی اور یہی دونوں نوجوانی کی جان ہیں۔ ذرا کوشش کیجئے دونوں آپ کے پاس موجود ہیں ذرا سوچئے۔ کیا ان کے حاصل کرنے کی قیمت کچھ زیادہ ہے؟

موتی جھرہ میعادی بخار کو موتی جھرہ کہتے ہیں اس کی میعاد چالیس دن تک ہے۔ بچے اکثر اس میں ضائع ہو جاتے ہیں بخار اُترنے کے بعد کا زمانہ اور بھی خطرناک ہے کیونکہ ذرا سی بد احتیاطی سے پسلی کا درد یا اسی قسم کی کوئی اور الجھن پیدا ہو جاتی ہے جس سے بچہ پھر نہیں بچتا۔ اس کا ایک مجرب نسخہ درج کیا جاتا ہے۔ حکیم سے مشورہ کر کے استعمال کیا جا سکتا ہے اصلی شہد تین تولہ میں ایک سونے کا ورق حل کریں اور ایک ماشہ سچے موتی اور ایک ماشہ اصلی زعفران پیس کے ملا دیں۔ اس کو چٹنی کی طرح ایک ایک انگلی گھنٹے گھنٹے بعد چٹائیں۔ بڑے بڑے بگڑے مریض اس سے اچھے ہو گئے ہیں۔ کوئی اور دوا نہ دیں۔ ٹھنڈا پانی مریض کو نہ پلائیں۔ غذا دودھ میں شہد ملا کے دیں بیمار کو آرام سے لیٹا رہنے دیں۔ میعادی بخار اپنی میعاد سے پہلے نہیں اترا کرتا۔ اس میں آنتوں میں زخم پڑ جاتے ہیں اس لئے کوئی سخت غذا نہ دیں۔

افیم کا زہر ہینگ افیم کی دشمن ہے۔ افیم کی ڈبیہ میں ہینگ رکھ دینے سے افیون بیکار ہو جاتی ہے۔ یہی حال ریٹھے کا ہے ہینگ پانی میں گھول کے پلانے سے افیون کا زہر اُتر جاتا ہے۔ سب سے اچھا نسخہ یہ ہے کہ مغز بنولہ ۲ تولہ کو پانی میں جوش دے کے مریض کو پلائیں فوراً افاقہ ہوگا۔ ریٹھے کا پانی بنا کے پلانا بھی مفید ہے۔ افیم کھانے والے کو فوراً قے کرائیں۔ بین کھپل۔ نیم کا کاڑھا گھی اور نمک میں سے کسی ایک کو پسی ہوئی رائی پانی میں ملا کے دیں اور قے کرا کے بکری یا گائے کے دودھ میں قدرے پانی ملا کے پلانا شروع کریں۔ جبتک

زہر رہے گا۔ یہ دودھ قے بن کے باہر آجائیگا۔ جب تک پیٹ میں ٹھہر نہ جائے تھوڑا تھوڑا پلاتے رہیں سونے نہ دیں ٹہلاتے رہیں۔

کرن پھول

بادام کے چھلکے جلا کے پیس لیں۔ اور چھان لیں۔ سولھواں حصہ صاف نمک اور ۳۲ حصہ مرچ سیاہ باریک پیس کے ملائیں تھوڑا سا خشک کافور ذائقہ اور خوشبو کے لئے ملائیں دانتوں کو چمکدار کر دیتا ہے۔

خالص عطر خام چہرہ کی پھنسیوں پر لگائیں۔ بکری کا دودھ صبح کو شربت عناب ملا کے پلائیں۔

اگر اتفاق سے کوئی چیز پکاتے ہوئے آپ سے کڑچھے یا کڑاہی میں جل جائے تو تھوڑے سے پانی میں ایک چمچہ نمک ملائیں اور نرم آنچ پر کھدبدی آنے دیں۔ جلے ہوئے کھرنڈ نرم پڑ کے علیحدہ ہو جائیں گے اور برتن پہلے کی طرح صاف ہو جائیگا۔

مکھن یا گھی اور ٹھوس چربی کی دو پیالیاں ایک پونڈ کے برابر ہوتی ہیں۔ باریک کترا ہوا ایک پونڈ پنیر چار پیالیوں کے برابر ہے۔ چار انڈوں سے ایک پیالی بھر جاتی ہے۔

برگ جینلی۔ پوست کیکر۔ پوست کچنال چھ چھ ماشہ پھٹکری بریاں ایک ماشہ سب کو پانی میں جوش دے کے دن میں دو تین مرتبہ کلیاں کرائیں دانتوں کا درد جاتا رہے گا۔

محمد ظفر

124076
6 7.95

عقل کا امتحان

ا۔ میرا نام بتائیے:۔

میرا پہلا حرف بندے میں ہے آقا میں نہیں
میرا دوسرا حرف نہر میں ہے بحر میں نہیں
میرا تیسرا حرف آج میں ہے کل میں نہیں
میرا چوتھا حرف تیر میں ہے کمان میں نہیں

پیڑوں کے نام تلاش کرو

ب (۱) رضی پانی میں گر پڑی (۲) گوپی پل پر ٹہلنے گیا ہے (۳) سروری باغ میں ہے (۴) ببو لیٹی کتاب پڑھ رہی ہے (۵) ہاشم شاد کے گھر گیا ہے (۶) رشتی شمی دونوں بہنیں ہیں۔

سرور رعنا صدیقی

ج۔ سلیمہ جلدی جلدی قدم اٹھائے کسی طرف جا رہی تھی کہ راستے میں زہرہ کو اسکول جاتے ہوئے پایا۔ اس نے اسے پاس بلا کر کہا بہن آج میں اسکول نہ آسکونگی زہرہ نے پوچھا کیوں اسنے کہا میں جس سے ملنے جا رہی ہوں وہ تو میری بہن نہیں ہے لیکن میں اسکی بہن ہوں بتاؤ وہ کس سے ملنے جا رہی ہے۔

شکیلہ خانم کراچی

جوابات۔ ا بنات۔ ب۔ (۱) نیم (۲) پیپل (۳) سرو۔ (۴) ببول (۵) شمشاد (۶) شیشم

ج۔ بھائی

سیدہؓ کی بیٹی

حضرت زینب کبریٰ کی مفصل مکمل اور جامع سوانح عمری جو ملا رزق الخیری صاحب
کی کئی سال کی تحقیق و تدقیق اور محنت و جانفشانی کا نتیجہ ہے۔ یہ حالات زندگی رسول اکرمؐ کی
اس لاڈلی کے ہیں جس نے اسلام کے استحکام کے لئے حسینؓ جیسے پیارے بھائی پر جگر کے ٹکڑے قربان
کرنے کے بعد ایسی تکلیفیں اٹھائیں کہ ان واقعات کے خیال سے قلب انسانی مضطرب ہو جاتا ہے اور کلیجہ منہ کو
آتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ بزرگوں کا طرز تربیت، ماحول اور صحبت کا انسان
کی طبیعت پر کس قدر گہرا اثر پڑتا ہے۔ سیدہؓ کی بیٹی نے کس طرح اسلام کے کٹھن وقت میں خدمت کیا
چیز ہے۔ دنیاوی تعلقات کو [illegible] کی رضامندی، بچوں کی تربیت اور بہن
بھائیوں کی محبت کیا معنی رکھتی ہے۔ اسلامی تاریخ سے واقفیت ہونے کے علاوہ اس کتاب سے
یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا کے حقیقی اسباب کیا تھے اور کربلا کے بعد کیا ہوا۔ کربلا کا
حال اس قدر دردانگیز ہے کہ ہچکی بندھ جاتی ہے۔ کوفہ اور دمشق میں حضرت زینب کبریٰ
کی تقریریں اور مکالمے، سفر شام اور مدینہ کی واپسی سے وفات تک کے حالات کے
بسیدۃ النساءؓ کی بیٹی کی انسانی اور [illegible] خوبیوں اور مختلف نسوانی حیثیتوں پر بحث [illegible]
غرض [illegible] تک درد و اثر سے پر ہے۔ قیمت دو روپیہ چار آنہ

عصمت بک ڈپو۔ کراچی ۳

تصانیف محترمہ آمنہ نازلی ادیب فاضل

دو شالہ — مختصر ڈراموں اور خاکوں کا دلچسپ مجموعہ۔ بار دوم قیمت [illegible]

ہم اور تم — دلاویز مختصر افسانے شگفتہ مزاحیہ اور دردناک۔ قیمت [illegible]

دولت پر قربانیاں — روپیہ کے لالچ میں تعلیم یافتہ روشن خیال لڑکیوں کی شادیاں کرنے کے عبرتناک [illegible]

تاریخی لطیفے — دنیا کے نامور مصنفوں، شاعروں، بادشاہوں، شہزادیوں کی بذلہ سنجی ۔ ۱۲/-

ہنسی کی باتیں — عامیانہ اور بازاری لطیفے نہیں مہذب ظرافت کی مشہور کتاب ۔ ۱۰/-

عقل کی باتیں — بڑے بڑے مفکروں، بادشاہوں، ادیبوں فلاسفروں کے زریں مقولے ۔ [illegible]

عصمتی دسترخوان — تجربہ کی ہوئی ترکیبیں اور ہر ایک کھانے کی متعدد۔ بارہ دفعہ چھپ چکا ہے ۔ [illegible]

مشرقی مغربی کھانے — عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ۔ ترکیبیں صحیح، مضامین کارآمد۔ بار ہفتم [illegible]

عصمتی شفا کلیا — بچوں کیلئے سوا سو کھانوں کی صحیح ترکیبوں کے علاوہ قیمتی ہدایتیں ۔ ۱۰/-

ناشتہ — ہر قسم کے، ہر موقع کے اور ہر طبقے کے ناشتے ۔ ۱۲/-

بچوں کے کھانے — ننھے بچوں کو کیا غذا دینی چاہئے اور کس طرح تیار کی جاتی ہے ۔ ۱۰/-

بیماروں کے کھانے — نہ صرف کھانوں کی ترکیبیں بلکہ نامور ڈاکٹروں کے قابل قدر مضامین بھی ہیں ۔ [illegible]

مذاقیہ کھانے — بہنوں سے، نندوں سے، دولہا بھائی سے شائستہ مذاق کرنے کے لئے ۔ [illegible]

عصمتی کشیدہ — کشیدہ کاری کی مشہور کتاب چھ دفعہ چھپی ہے ۔

موتیوں کا کام — دو سو سے زیادہ مختلف چیزوں کے دیدہ زیب نمونے۔ بار سوم قیمت [illegible]

عصمت بک ڈپو۔ کراچی ۳

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری کی تصانیف

تاریخی و سیرت

آمنہ کا لال	اردو زبان میں مولود شریف کی بہترین کتاب۔	[illegible]
سیدہ کا لال	مکمل سوانح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔ [illegible]	[illegible]
زہرا	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
دو دانہ خاتون	مشہور اور بہترین [illegible]	۵
[illegible]	[illegible] کے قتل کے حالات	[illegible]
[illegible]	نصف صدی پہلے کی تہذیب، معاشرت، وضعداری اور محبت کی پیاری کہانیاں۔	[illegible]
[illegible]	[illegible] کے بے مثل مرثیے باکمال اور بہنوں اور شہروں کی یاد میں باتصویر	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی معاشرت (باتصویر) جس میں افسانہ سے زیادہ دلچسپی ہے۔	[illegible]

اصلاحی معاشرتی ناول

حیاتِ صالحہ	[illegible] زبان میں بہترین اخلاقی و اصلاحی سبق آموز ناول۔	[illegible]
[illegible]	ایک شریف لڑکی کی پیدائش سے موت تک کے واقعات نہایت دلچسپ اور [illegible]	[illegible]
صبحِ زندگی	[illegible] کی پیدائش سے شادی تک کے حالات نہایت مؤثر پیرایہ میں [illegible]	[illegible]
شامِ زندگی	[illegible] کی شادی سے موت تک کے سبق آموز واقعات [illegible]	[illegible]
شبِ زندگی	[illegible] کی موت کے بعد کے حالات [illegible]	[illegible]
نوحۂ زندگی	بیوہ کے نکاح ثانی کے متعلق مصور غم علیہ الرحمۃ کی معرکۃ الآرا تصنیف۔	[illegible]
[illegible]	[illegible] نہایت دلچسپ [illegible] اصلاحی ناول۔	[illegible]
[illegible]	دو بہنوں کی [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

اصلاحی معاشرتی افسانے

[illegible]	[illegible] والی ایک عاقبت اندیش لڑکی کا انجام۔	[illegible]
سیاحِ مغرب	[illegible] کی تعلیم [illegible] نتائج۔	[illegible]
[illegible]	ایک نیک لڑکی کی درد ناک داستان جس کا نکاح والدین نے سوچ سمجھ کر کیا۔	[illegible]
[illegible]	ناشاد و نامراد [illegible] جس کا نکاح والدین نے سوچ سمجھ کر نہ کیا۔	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی شادی [illegible] کے ہاتھوں بیٹے کا قتل۔	[illegible]
[illegible]	[illegible] بیوہ کے نکاح ثانی کو [illegible] ثابت کیا ہے۔	[illegible]
[illegible]	[illegible] سبق آموز اور [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی مغفرت کے لیے پیش کیے جاتے ہیں	[illegible]
[illegible]	[illegible] شہزادیوں کی دل ہلا دینے والی آپ بیتیاں باتصویر۔	[illegible]
[illegible]	[illegible] شریف بیوی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔	[illegible]
موودہ	[illegible] لڑکی کا درد و غم بھرا افسانہ۔ عبرتناک اور سبق آموز۔	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	تین مختلف [illegible] لڑکیوں کا نہایت دلچسپ افسانہ۔	[illegible]
[illegible]	انسان ترقی کی دھن اور دولت کے نشے میں کیسے کیسے ظلم ڈھاتا ہے۔	[illegible]
[illegible]	ایک بدنصیب ماں اپنے جوان بچے کی بدولت بڑی بڑی مصیبتیں اٹھاتی ہے۔	[illegible]
[illegible]	[illegible] ایک انگریز خاتون کی کہانی اسی کی زبانی۔	[illegible]
[illegible]	حیاتِ انسانی [illegible] کا خاکہ۔	[illegible]

مختصر افسانوں کے مجموعے

[illegible]	[illegible] افسانوں کا مشہور و مقبول مجموعہ۔	[illegible]
[illegible]	مصور غم کے بہترین نہایت مؤثر اور معرکۃ الآرا باتصویر افسانے۔	[illegible]

طوفانِ اشک	[illegible] افسانے۔
[illegible]	[illegible] ڈوبے ہوئے افسانوں و مضامین کا مشہور مجموعہ۔
[illegible]	اردو کے سب سے پہلے مختصر افسانہ نگار کے آخری [illegible] افسانوں کا [illegible] مجموعہ۔
نسوانی زندگی	[illegible] عورت کی [illegible] دکھائی گئی ہیں۔
گوہرِ مقصود	[illegible] کی پری [illegible] کی تلاش [illegible] دلچسپ قصے۔
گلدستۂ عید	[illegible] افسانوں کا مجموعہ [illegible] بہترین تحفہ۔
[illegible]	عورتوں کی اصلاح اور [illegible] سبق آموز مؤثر افسانے
[illegible]	حیاتِ انسانی کے متعلق [illegible] سبق آموز [illegible] افسانے۔
[illegible]	[illegible] سال پہلے جو معرکۃ الآرا افسانے شائع ہوئے تھے [illegible]
[illegible]	[illegible] عورتوں نے اپنی اپنی زندگی [illegible] بیان کیا ہے۔

مذاحیہ افسانے

نانی عشو	[illegible] افسانے جو مذاحیہ بھی ہیں اور درد ناک بھی۔ بہت مشہور کتاب ہے۔
ولایتی [illegible]	[illegible] نے بڑھاپے میں وہ [illegible] ہیں کہ ہنسی ضبط نہیں ہوتی۔
[illegible]	[illegible] نہایت ہی پُرلطف مذاحیہ [illegible]

نظموں کے مجموعے

[illegible]	علامہ مغفور کی [illegible] نظموں کا مشہور مجموعہ [illegible]
[illegible]	اس مجموعہ میں بہت [illegible]

مذہبی مضامین

احکامِ نسواں	عورتوں کے متعلق قرآن مجید کے احکام کی تفسیر [illegible]
[illegible]	سرورِ کائنات صلعم کی زندگی کے متفرق [illegible] مجالس میلاد کے [illegible]
دعائیں	[illegible] میں ڈوبی ہوئی اردو زبان میں [illegible] کی دعائیں۔
قرآنی قصے	ان نبیوں اور پیغمبروں کے حالات جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔
[illegible]	خواتین کے لیے نہایت مؤثر اور دلچسپ مذہبی مضامین۔

ادبِ لطیف

[illegible]	چھوٹے چھوٹے لطیف ادبی مضامین [illegible] پاکیزہ شاعری کے بے نظیر نمونے
لڑکیوں کی انشا	[illegible] سکھانے کی بہترین کتاب بیگماتی زبان [illegible] کے محاورے
[illegible]	[illegible] کی ٹکسالی زبان میں [illegible]

سیاسی، صحافتی، سیاحی مضامین

شہیدِ مغرب	[illegible] مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مقابلے [illegible] افسانے
یادگارِ تمدن	حقوقِ نسواں کی حمایت میں [illegible] مؤثر مضامین۔
عالمِ نسواں	[illegible] خواتین کی تحریکوں پر علامہ مغفور کے گراں بہا خیالات۔
[illegible]	مختلف مقامات کے معاشرتی حالات اور تعلیم یافتہ خواتین و حضرات [illegible]

اسلامی تاریخ بطرز ناول

ماہ محرم	فاروق اعظم کے عہد مبارک میں مسلمانوں کے [illegible] اور فسانۂ محبت۔
عروسِ کربلا	واقعۂ کربلا کے [illegible] محبت کا [illegible] فسانہ۔
یاسمینِ شام	حضرت عمر فاروق کے زمانۂ خلافت کی اسلامی لڑائیاں۔
محبوبۂ خداوند	خلیفۂ سوم کے زمانہ میں عیسائیوں [illegible] سے مقابلے۔
تیغِ کمال	[illegible]
[illegible]	[illegible]
آفتابِ دمشق	خلیفۂ اول کے زمانہ کا اسلام، مسلمانوں اور نصرانیوں کے معرکے۔
شاہینِ [illegible]	محبت کے جذبات لطیفہ کو لطف و رنگینی سے بیان فرمایا ہے۔
[illegible]	[illegible] ہندوستان کی [illegible] لڑائیوں کا مرقع۔

شہنشاہ کا فیصلہ۔ [illegible] نہایت دلچسپ [illegible]